# مجموعۂ سخن حصۂ اوّل

مشتمل بر کلام شعرائے متقدمین و سخنوران متاخرین مع اصول شعر و تذکرۂ شعرا



حسب ایماے

صاحب کالن اے آو برونگ صاحب بہادر ایم اے ڈائرکٹر سابق سررشتۂ تعلیم اودھ

و پنڈت شیو نرائن صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع لکھنؤ و مولوی محمد حکیم الدین صاحب

ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ و منشی غلام حسنین صاحب قدر مرحوم ہیڈ ماسٹر مدرسۂ مہونہ ضلع

لکھنؤ و پروفیسر فارسی کیننگ کالج نے بکمال تحقیق و تفتیش اساتذۂ اُردو ساکن لکھنؤ و دہلی

کے کلام فصاحت فرجام سے تالیف کیا اور صاحب محتشم الیہ کی سفارش سے کلکتہ

یونیورسٹی کے سینٹ نے اُردو انٹرنس کورس مین داخل کیا واسطے منفعت عام طلبۂ

مدارس سرکاری کے

باہتمام کارپردازان سررشتۂ تعلیم اودھ

حسب الحکم جناب فیضمآب صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی و اودھ

حسب منشاء دفعۂ ۹ - ایکٹ ۲۵ - سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری ہوکر

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

بیسوین بار

ماہ جون سنہ ۱۸۹۲ عیسوی

# فہرست مضامین مجموعۂ سخن حصۂ اول



# مجموعۂ سخن حصۂ اول

مشتمل بر کلام شعراے متقدمین و سخنوران متاخرین مع اصول شعر و تذکرۂ شعرا

حسب ایماے

جناب کالن اے آر برونگ صاحب بہادر ایم اے ڈائرکٹر سابق سررشتۂ تعلیم اودھ
پنڈت شیو نرائن صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع لکھنؤ و مولوی محمد حکیم الدین صاحب
ہیڈ ماسٹر جوبلی اسکول لکھنؤ و منشی غلام حسنین صاحب قدر مرحوم ہیڈ ماسٹر مدرسۂ مہونہ ضلع
لکھنؤ و پروفیسر فارسی کیننگ کالج نے بکمال تحقیق و تفتیش اساتذۂ اردو ساکن لکھنؤ و دہلی
کے کلام فصاحت فرجام سے تالیف کیا اور صاحب محتشم الیہ کی سفارش سے کلکتہ
یونیورسٹی کے سینٹ نے اردو انٹرنس کورس مین داخل کیا واسطے منفعت عام طلبۂ

مدارس سرکاری کے

باہتمام کارپردازان سررشتۂ تعلیم اودھ
حسب الحکم جناب فیضمآب صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی و اودھ

حسب منشاء دفعۂ ۹ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری ہوکر
مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

بیسوین بار

ماہ مئی سنہ ۱۹۰۲ عیسوی




| | | |
|---|---|---|
| حمد بیحد اُس خدائے پاک کو | شہید | نورِ ایمان جسنے بخشا خاک کو |
| خاک کو پر نور سر تا پا کیا | | قطرۂ ناچیز کو دریا کیا |

## حمد بہاریہ

| | | |
|---|---|---|
| حمد لائق داورِ اکبر کو ہے | کافی | خالقِ اشیائے بحر و بر کو ہے |
| ہے یہ ادنیٰ وصف اُس خلا[illegible] | | باغبان ہے گلشنِ آفاق کا |
| ہے عجب وہ صانعِ رنگین نگار | | جسنے پیدا کین بہارین بیشمار |
| یہ نگارستانِ عالم کا چمن | | ہے نسیمِ لطفِ حق سے خندہ زن |
| اِسنے دکھلائین بہارین بیشمار | | گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار |

## الیضاً

| | | |
|---|---|---|
| ہے وہی بس قابلِ حمد و ثنا | ناسخ | جسکی ہے نے ابتدا نے انتہا |
| وہم اِس رہ مین قدم فرسودہ ہے | | اور پائے فہم خواب آلودہ ہے |

| | | |
|---|---|---|
| درک عقل و فہم ہے یان نارسا | | ادعا عرفان کا ہے محض افترا |
| حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہے | | خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے |
| کس سے اُسکی قدرتون کا ہو حساب | | جسکے دریا کا فلک ہے اک حباب |
| | ایضاً | |
| تیرے سوا سنا ہی نہین اِس صفات کا | رند | حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا |
| مضمون آبدار سے کیے یک قلم رقم | | بھر بھر دیا ہے موتیون سے مُنھ دوات کا |
| تسبیح تیرے نام کی وردِ زبان رہے | | ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا |
| | ایضاً | |
| کرون پہلے توحید یزدان رقم | حسن | جُھکا جسکے سجدے کو اوّل قلم |
| سرِ لوح پر رکھ بیاض جبین | | کہا دوسرا کوئی تجھسا نہین |
| قلم پھر شہادت کی اُنگلی اُٹھا | | ہوا حرف زن یون کہ ربُّ العلا |
| نہین تیرا کوئی نہوگا شریک | | تری ذات ہے وحدہٗ لا شریک |
| پرستش کے قابل ہے تو اے کریم | | [illegible] ہے ذات تیری غفور الرحیم |
| رہِ حمد مین تیرے عزّ و جل | | تجھے سجدے کرتا چلون سر کے بل |
| وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے | | قلم جو لکھے اُس سے افزود ہے |
| کہ عاجز ہے یان انبیا کی زبان | | زبان قلم کو یہ قدرت کہان |
| اِس عہدے سے کوئی بھی نکلا نہین | | سوا عجز درپیش یان کچھ نہین |
| | شکر خداے کردگار | |
| شکر صد شکر اے خداے ذوالجلال | معصوم علی | اے کریم بے مثال و بے زوال |

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بحر متقارب مثمن مقصور
فعولن فعولن فعولن فعول

کس زبان سے ہو ادا تیری ثنا
پہونچے کیا بندے کی عقل نارسا

تو نہین محتاج توصیف جہان
ہمسے کیا ہو تیری قدرت کا بیان

ذات تیری بے عدیل و بیمثال
پاک بے ہمتا قدیر و ذو الجلال

بے ترے حکم اے الٰہ العالمین
ایک پتا ہل نہین سکتا کہین

تجھسے روشن ہے زمین و آسمان
تیری قدرت کی ہین سب نیرنگیان

کُن کے کہنے سے کیا عالم بپا
اور جب چاہے اُسے کر دے فنا

خاک کے پُتلے کو تو گویا کرے
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے

نار کو دم مین گلستان تو کرے
مور کو دم مین سلیمان تو کرے

## مناجات

اے خداوند کارساز و کریم
مالک و صانع و قدیم و حکیم

خیمہ برپا کن سپہر بلند
آسمان ساز اور زمین پیوند

نقش پرداز کارگاہ جہان
کاتب نسخۂ زمین و زبان

تو نے برپا کیے ہین یہ افلاک
خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک

تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر
نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر

تجھسے گوہر نے یہ چمک پائی
تو نے انسان مین دی یہ رعنائی

سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ

تو انیس دل غریبان ہے
مرہم زخم سینہ ریشان ہے

مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز
اے مرے کارساز بندہ نواز

عرض مطلب مین ہون بہت حیران
شرم سے بند ہو رہی ہے زبان

روسیہ شرمسار و پُر تقصیر — روز و شب بند معصیت مین اسیر
مبتلاے بلاے حرص و ہوا — پاے بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھپہ حال دل مولا — تیرے آگے بھلا کہون مین کیا
مین سزاوار نار تو ہے نور — مین گنہگار تو خدا اے غفور
میرے ہر حال سے ہے تجکو خبر — تجھپہ روشن ہے میرا خیر و شر
تو رحیم اور گنہگار ہون مین — مغفرت کا امیدوار ہون مین
بر ہمین حرف این خجستہ کلام — ختم شد والسلام والاکرام

## نیک نیکی سے اور بد بدی سے نہین چوکتے

رنگین

جسطرح بد کی بدی جاتی نہین — نیک سے کیجی ہین بدی آتی نہین
نیم مین ہرگز نہین لگتے انار — ناشپاتی سے لگے کیونکر چنار
سیب گولر مین پھلین کسطرح سے — آم کیکر مین لگین کسطرح سے
بیر مین کب انگور کے خوشے لگین — بیر پیپل مین بھلا کیونکر لگین
دیکھ رنگین ہے بدی کا بد ثمر — نیک نیکی کا ہے پھل لیتے ثمر

بحر رمل مسدس مخبون
فاعلاتن فعلاتن فعلن

## نیکون کی نیکی دیکھکر اپنے بد اعمال پر افسوس کرنا

رنگین

سچ تو ہے انسان انھین کا نام ہے — رحم کرنا جنکا دائم کام ہے
جان پر اپنی ہی دکھ لیتے ہین وہ — کب اذیت اور کو دیتے ہین وہ
اور اک انسان ہین ہم روسیاہ — دمبدم کرتے ہین جو جو گناہ
رحم آتا ہی نہین اصلا کبھی — اپنی خاطر مارتے ہین لاکھ جی
رات دن تن پروری کی فکر ہے — اور کا غم کھائین ہم کیا ذکر ہے

بحر رمل مسدس مخبون
فاعلاتن فعلاتن فعلن

ہمسے روز و شب مین ہے لاکھون کو دُکھ — کچھ نہین پایا کسی نے ہمسے سُکھ
شرم کر افعال بد سے اے عزیز — کون سے دن آئیگی تجھکو تمیز
ایک دن آخر کو مرنا ہوئیگا — باغ دنیا سے گذرنا ہوئے گا
کرلے نیکی جتنی تجھ سے ہو سکے — نیکیون کا تخم بو گر بو سکے
وہ جو ہین انسان یہی ہے اُنکا کام — یاد رکھ رنگین یہ نکتہ والسلام

## پچھلے بادشاہون اور نامورون کے حال پر عبرت کی نظر

نظم

بحر رمل مسدس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے — کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائینگے
مال و منصب کے تئین جائینگے چھوڑ — رشتۂ الفت کے تئین جاوینگے توڑ
خویش دیگا نہ کوئی جاوے نہ ساتھ — یک بیک رہ جاوینگے مل مل کے ہاتھ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان — حضرت آدم سے لے تا این زمان
کیا ہوے وہ بادشاہ نامور — کیا ہوے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا اسکندر صاحبقران — کیا ہوا جمشید دارائے جہان
کیا ہوا قارون و کسریٰ کیقباد — کیا ہوا نمرود اور شداد و عاد
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال — کیا ہوا وہ کر و فر وہ جاہ و مال
کیا ہوے حضرت سلیمانؑ نامدار — کیا ہوے وہ ملک و مالِ بیشمار
کیا ہوے یوسفؑ عزیز دو جہان — کیا ہوے یعقوبؑ پیر ناتوان
چھوڑنا دنیا کا اک دن ہے ضرور — چار دن کو رنج ہو یا ہو سرور
رنج دنیا کا تحمل کیجیے — عیش باقی کو عوض مین لیجیے
جبکہ مرنا ہے مسلّم دوستو — ہے برابر تخت ہو یا خاک ہو

(١٩٠)

جتنے قول و فعل ہین اے خوشخصال — حشر مین ہر ایک کا ہوگا سوال
ہوسکے جتنی کرو تم بندگی — تا نہووے حشر مین شرمندگی
زندگی مقصود ہے بس بندگی ست — زندگی بے بندگی شرمندگی ست

## قطعہ

مصحفی

سکندر آیا جہان ناپتا جو تا لب گور — صدا یہ کان مین پہونچی وہان تربت سے
کہ اب نہ کیجیے گام درستی سے پیمائش — یہان کی ہوگی مساحت جریب قامت سے

بحر مجتث مخبون محذوف
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

## نصائح چند

رحمت

اُسکا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہو — ڈوبے وہ ناو جسکا خدا ناخدا نہو
اوج و حضیض لازم و ملزوم ہین یہان — کوئی بھلا بڑھا ہے کہ آخر گھٹا نہو
اُس بوریا نشین کا دلا ہین مرید ہون — جسکے ریاض زہد مین بوے ریا نہو
اس پیشۂ جفا سے فلک روسیاہ ہے — کر خوف پاس جور و جفا کے کھڑا نہو
گذرے ہے ہفت جوش افلاک سے یہ صاف — تیر دعا ہے یار نگاہ جفا نہو
محراب نہ سپہر ہے قائم جہان مین — جبتک کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو
پل مین بہائیگا یہ پُل آسمان تلک — سیلِ سرشک سے یہ ہوا کی گھٹا نہو
کوسے ہین اب اُسے کہ جو باطن کا ہے برا — دیتے اُسے دعا ہین کہ جسمین دغا نہو
رحمت مزا نہین ہے برائی مین تو یہان — سب کا بھلا ہو اور کسی کا برا نہو

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

## فضیلت رحم

رحمت

کیا برسے ہے رحمت الٰہی — باران جیسے کہ آسمان سے
سُن رحمت مثل پر تو نور — اُترے ہے زمین پہ لامکان سے

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف
مفعول مفاعلن فعولن

| | | |
|---|---|---|
| نازل ہوتی ہے رحمتِ حق | | جسطرح کہ شبنم آسمان سے |
| نیکون کے خمیر مین ہے رحمت | | جون زہ کہ جدا نہین کمان سے |
| جس سے ہو ظہور اُسکا خوش ہے | | خوشتر ہے ولے جو ہو شہان سے |
| جیسے رکھتا ہے چشم رحمت | ق | تو خالق ارض و آسمان سے |
| ہرگز مت رکھ دریغ اِسکو | | تو بھی ہر پیر و ناتوان سے |
| رحمٰن و رحیم ہے صفت یہ | | حق کی سُن رکھ مری زبان سے |
| پس ہے یہ وصف جس کسی مین | | بڑھکر ہے تمام انس و جان سے |
| انسان ہی نہین ہے جو نہ ڈھانکے | | تقصیر کی آنکھ عاصیان سے |
| ہے کون ایسا جو صاف نکلے | | وقتِ انصاف امتحان سے |
| راحت بامیدِ رحمتِ حق | | رخصت ہوتا ہے اس جہان سے |

## سچے دوست کی پہچان

بحر رمل مسدس محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

| | | |
|---|---|---|
| ایک نے پوچھا کسی سے برملا | نگین | دوست جانی ہین تیرے کچھ بتا |
| بولا وہ ابتو فراغت ہے مجھے | | سب مہیا ناز و نعمت ہے مجھے |
| پوچھ یہ مت کون تیرا دوست ہے | | آج تو دشمن بھی میرا دوست ہے |
| جب خدا ناکردہ تنگی آئیگی | | بات یہ تب امتحان ہو جائیگی |
| گون پر اپنی دوست ہو جاتے ہین سب | | جو کہے تو وہ بجا لاتے ہین سب |
| خود غرض جو دوست ہے وہ ہے عدو | | پھولیو مت دوستی پر اُسکی تو |
| وہ نہین ہے جی سے تیرا آشنا | | وہ تو ہے اپنی غرض کا آشنا |
| جب تلک تیری غرض اُس سے ہے یار | | تب تلک تو ہے وہ تجھپر سے نثار |

## چار چیزون سے ڈرنا چاہیے

چار چیزون کو نہ تھوڑا جانیو / عرض یہ میری ہے اسکو مانیو
ایک تو ڈریو بہت سا آگ سے / خوف کیجیو اسکی اندک لاگ سے
کیونکہ اک دم مین یہ کافر ناگہان / پھونک دیتی ہے کہان سے تاکہان
دوسرے دُکھ یعنے ہو ہر چند کم / دور دل سے کیجیو اُسکا نہ غم
کم ہو گو آزار پھر اصلا کہین / اُسکو بڑھتے دیر کچھ لگتی نہین
تیسرے پھر خوف کرنا قرض سے / جانیو اُسکو زیادہ فرض سے
ایک دمڑی قرض ہو یا لاکھ ہو / دہر مین مقروض کی کب ساکھ ہو
چوتھے عاجز ہووے گو اپنا عدو / ہو جیو ایمن نہ اُس سے ایک مو
جی مین اُسکو جانیو سب سے کڑا / سمجھیو سب پہلوانون سے بڑا
نیک و بد سے اپنے ہو آگاہ تو / چل نہ اندھون کی طرح سے راہ تو

بحر رمل مسدس محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

## بے سمجھی ہوئی بات کا انجام

ایک نے اک روز بہرے سے کہا / ہے بہت رنجور ہمسایہ ترا
تجھکو بھی بیمار پرسی ہے ضرور / بات ورنہ یہ مروت سے ہے دور
دل مین بہرے نے کہا مین ہون اصم / اُسکی مین تقریر کو سمجھونگا کم
خاصکر وہ اب ہے رنجور و نحیف / صورت اُسکی اور بھی ہوگی ضعیف
لیک جانا ہے عیادت کو بجا / تا رہے باقی نہ شکوہ اور گلا
بات کا میری جو کچھ دیگا جواب / مین قیاس اُسکا کرونگا بے صواب

بحر رمل مسدس محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جب کہونگا اُس سے کیونکر ہے مزاج
مین کہونگا شکر ہے اللہ کا
وہ کہیگا دال مونگ اے ہوشیار
اُس سے پھر پوچھونگا مین حال طبیب
مین کہونگا بس مبارک ہے وہ مرد
آزمایا مین نے اُسکو بارہا
یہ جوابات قیاسی جی مین ٹھان
بہرے سے رنجیدہ کچھ بیمار تھا
آکے بیٹھا پاس ماندے کے وہ کر
پوچھا اُس سے کسطرح سے ہے مزاج
شکر حق کو سُنکے اُس بہرے سے اب
شکر ہے دشمن کیا اُسکو خیال
پوچھا کھانے کو کہا اُسنے کہ زہر
سُنکے یہ وہ اور رنجیدہ ہوا
پوچھا اُس سے کون کرتا ہے علاج
یون کہا اُسنے کہ عزرائیل ہے
مین اُسی کے پاس سے آتا ہون یار
سُنکے وہ باتین ہوا رنجیدہ تر
آکے بہرے نے کہا شکر خدا

وہ کہیگا مجھکو ہے تخفیف آج
پھر یہ پوچھونگا کہ کھایا تو نے کیا
مین کہونگا ہو وہ تجھکو خوشگوار
یون کہیگا ہے فلانا وہ لبیب
جائیگا اُس سے ترا سب رنج و درد
جائے وہ جس جا وہین ہووے شفا
پاس اُس بیمار کے آیا جوان
دل مین باتون سے تھا اُسکی کچھ گلا
ہاتھ سے دیکھا سب اُسکا روے و سر
یون کہا رنجور نے مرتا ہون آج
ہو گیا رنجور دل مین پر غضب
وہ قیاس اُسکا ہوا جی کا وبال
نوش باد اُسنے کہا از روے مہر
مُنھ کو پھیرا اُس سے بس ہو کر خفا
ہے بہت اصلاح پر تیرا مزاج
بہرا بولا ہے وہ بس فرخندہ پے
کہدیا ہے اُسکو تا ہو غمگسار
بہرا وان سے اُٹھ کے آیا اپنے گھر
مین عیادت یار کی لایا بجا

تھا اُسے گھر ہی سے اُلٹا وہ گمان | سود سمجھا تھا سراسر وہ زیان
دل مین پھر بیمار نے اپنے کہا | مین یہ جانون ہون وُہ ہے کان جفا
جوش آیا دل مین پھر بیمار کے | تا بلا کر سخت و سُست اُسکو کہے
جسطرح کھاوے کوئی گر آتش بد | ہو اُسے غثیان ہر دم اور رد
بند کر غصّے کو اپنے اے جوان | تا عوض مین اُسکے ہو شیرین دہان

## نصائح دلپذیر بہ فرزند سعادت تخمیر

بحر رمل مقصور مسدس محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

اے مرے فرزند دلبند و سعید | حق تجھے دے عمر اور دولت مزید
علم کی تحصیل پر کر دل رجوع | پہلے کر آداب کا نسخہ شروع
بعد اِسکے پڑھ تو علم صرف و نحو | لے سبق جتنا نہ کر تو اُسکو محو
چھوڑ غفلت وقت بازی کا نہین | پھر نہ پائیگا تو وقت ایسا کہین
گر بزرگی سیکھ کر تو اپنا نام | میری فرزندی نہ کچھ آویگی کام
جاہلون سے تو الگ رہ اے پسر | گو ترے ہمجنس ہون اور بے خبر
ہو الف سان آئے جب تیرا بڑا | مثل بامت اُسکے آگے رہ پڑا
باپ ہو یا مان ہو یا ہو خال و عم | کر ادب سے سبکے آگے پشت خم
گھر مین جب جاوے تو رکھ نیچے نگاہ | نیک بختون کی یہی ہے رسم و راہ
سر جھکا کر شرم سے چل مثل دال | صاد سان آنکھ اپنی پشت پا پہ ڈال
اور تبسم مین نہ دانت اپنے دکھا | ہو نہ ہرگز سین سان دندان نما
اور نہ رکھ فکر جہان سے دل دو نیم | بند مت رکھ دل کا غنچہ مثل میم
فکر دنیا مین نہ بن نا ریش گاو | ہے نہین دنیا کو عقبیٰ سے لگاو

فکر ہو تو فکر کچھ عقبےٰ کی کر
باندھ اپنی طاعتِ حق مین کمر

طاعتِ حق مین سدا استادہ رہ
دست بستہ وقت پر آمادہ رہ

ہون ترے جسوقت بھائی ہوشیار
انکو بھی تعلیم کر اسے بختیار

نیک رہ لے انکو بھی رہ پر لگا
میرے جینے کا نہین کچھ آسرا

مین چھٹی سے اب تجاوز کر چلا
کیا بھروسا میرے جینے کا بھلا

پر ابھی تک ہون ہلاتا دست و پا
کم نہین ہمت ہوئی میری ذرا

ہے مرے جسوقت تک تنون مین دم
پیچھے ہٹنے کا نہین مین اک قدم

اور جب یہ دست و پا دینگے جواب
جستجو کا آپ ہوگا بند باب

پر توقع ہے مجھے خلاق سے
رحم تیرے حال پر بھی وہ کرے

مجھپہ رحمت کی نظر جسطرح کی
ورنہ پیچھے باپ کے کیا چشم تھی

باپ نے میرے کیا جب انتقال
لوگ کہتے تھے بہت ہے جمع مال

جستجو کی مین نے جب یہ سنکے بات
ہاتھ آئے ڈھاک کے تب تین پات

دل سے کی پھر تو یہ مین نے گفتگو
مال کی تجھکو عبث ہے آرزو

باپ نے جب کچھ نہ چھوڑا اپنا مال
جمع کرنے کا نہ کر تو بھی خیال

بھین سے جسطرح انکی کٹ گئی
میری بھی کٹ جائیگی یہ زندگی

## مصالح اعضاے انسانی

کی خدا نے جو یہ زبان عطا
ہے بلا شک عطیۂ عظمےٰ

اس سے ہے مختلف مزون کی تمیز
اس سے پاتے ہین لذتِ ہر چیز

کوئی کڑوی ہے کوئی ہے میٹھی
نمکین کوئی کوئی کھٹ مٹھی

ف: [illegible]

کوئی اچھی ہے کوئی زشت و زبون
مزے سب چیزون کے ہین گوناگون

سب مزون سے زبان واقف ہے
انھین اسرار کی یہ کاشف ہے

جو نہ ہو یہ تو کچھ نہ ہو معلوم
نہ ہو کوئی مزہ کبھی مفہوم

اور بھی ہوتے ہین زبان سے کام
ہے مُمِد وقت بلع آب وطعام

اس سے احکام بہر دندان ہے
قوت تام بہر دندان ہے

ہونٹھون سے کھینچ لیتے ہین پانی
زندگی تازہ کرتے ہین اپنی

کہ نہو بند حلق مین پانی
پہونچے وہ معدے تک بآسانی

صدمۂ آب سے نہو مجروح
نہ بدن پائے کوئی رنج نہ روح

منھ سے ہے اور دونون ہونٹھ ہین دو پٹ
بند ہوتے ہین کھلتے ہین جھٹ پٹ

عضو انسان جو ہین وہ ہین اوزار
ہے یہ اک مثل تیشۂ نجار

کبھی لکڑی کے کام آتا ہے
کبھی مٹی کے کام آتا ہے

کتنے ہین تیز بہر قطع طعام
ریزہ ریزہ ہو تا طعام تمام

کیا عبث آدمی کو دانت ملے
ہے عیان حکمتِ خدا اس سے

کتنے چپٹے بنے چبانے کو
صورتِ آسیا ہین دانے کو

جو غذا توڑتے ہین آگے ہین
جو چباتے ہین اُنکے پیچھے ہین

کہ ہوا دل شکست دانے کی
نوبت آ جائے پھر چبانے کی

دیکھیے تو اپنے مغز سر کو اگر
ہو عجب حال منکشف تجھپر

کتنی ہی جھلیون مین لپٹا ہے
صدمون سے امن مین وہ رہتا ہے

نہین کر سکتے عارضے مختل
نہین ہو سکتا ملنے سے بھی خلل

خود سے کم نہین ہے کاسۂ سر
متضرر نہ ہو دماغ کبھی
بال سر پر جو ہوتے ہین پیدا
تا نہ پہونچاے رنج اِسے سردی
بارشں برف مین اگر ہین حجاب
اے مفصل تو دیکھ رحمت رب
مثل پردہ خدا نے لٹکایا
رسن وحلقہ ہے یہ کسکا نام
چاہین جس دم یہ پردے لٹکا دین
دیدۂ مردم ایک غار مین ہے
ہے جو پیچیدہ درمیانہ گوش
پردۂ گوش تک جو پہونچے صدا
نہ لگے زور سے ہواے صدا
نہون تا پردہاے گوش جریح

صدمہ پہونچے اگر کوئی سر پر
گل نہو عقل کا چراغ کبھی
سر کو وہ پوستین ہے گویا
رنج گرمی سے بھی نہ پائے کبھی
دھوپ مین بھی یہ ہوے سر مین حجاب
پلک چشم پر خیال کر اب
رسن وحلقہ سے اُسے باندھا
شفر رکھا ہے سب نے جسکا نام
چاہین جسدم اُٹھا دین اک پل مین
مژہ رو پردے سے حصار مین ہے
کیا ہی حکمت ہے اسمین آیا ہوش
یعنے جو ہے مقام سامع کا
نہو آسیب صدمہاے صدا
رہین سالم ہمیشہ اور صحیح

## خدا کی نعمتین

ناسخ

کیا ہی تدبیر کی ہے خالق نے
کھانے سے ہے زیادہ حاجت آب
طلب آب بہر غسل وو ضو
چارپایون کو پانی ہے درکار

کیا ہی تقدیر کی ہے رازق نے
بھوکھ سے پیاس کا بُرا ہے عذاب
کپڑے دھونے کو احتیاج سبو
کھیت ہوتے ہین پانی سے تیار

بحر خفیف مخبون مقطوع
فاعلاتن مفاعلن فعلن

۱۲

اسلیے کی ہے پانی کی کثرت | کہ نہ دے رنج پانی کی قلت
روٹی مین یہ ہے حکم رب جلیل | حرکت سے بشر کرین تحصیل
اگر اسمین بشر نہ ہو شاغل | ارتکاب امور ہو باطل
غور سے دیکھ حالت اطفال | فہم و درک اُنکو ہے ہنوز محال
سونپ دیتے ہین پر معلم کو | کہ کبھی کھیل مین فساد نہ ہو
لہو و بازی مین بیہدہ ہون آپ | ہون گرفتار رنج مین مان باپ
یون ہی بے شغل ہو اگر انسان | بیگمان ہون اسے بہت نقصان
بہ دلائل ہوا ہے ثابت یون | منضرر ہون آپ غیر بھی ہون
ہو جو کوئی رفاہ و نعمت مین | حسن افعال نیک حالت مین
ہو مسرت مین اُسکو نشو و نما | ہو فراغت مین اُسکو نشو و نما
حال کیا ہو فساد و طغیان کا | مفسدہ ہو ہزار عنوان کا

## شکر پروردگار

غزل

کیا کیا ہے کرم مجھ پہ خداے دو جہان کا | شکر اُسکا ادا کر سکے کیا منہ ہے زبان کا
تازہ ہے چمن حمد خداے دو جہان کا | کچھ دخل نہین گلشن قدرت مین خزان کا
جو آگیا اس راہ مین سالک وہی ٹھہرا | گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا
دریاے کرم مین ہین سو طرح کے جلوے | دیکھو صدف جسم مین عالم دُر جان کا
صحرا مین نہ دریا مین زمین پر نہ فلک پر | موجود ہے پر نام نہین اُسکے نشان کا
دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے | شادی کہین بچے کی کہین غم ہے جوان کا
دریاے غضب جوش مین آئے تو غضب ہے | غرقاب سفینہ ابھی ہو جاے جہان کا

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بلبل کیطرح عشق مین نالان ہون مین اُسکے
ہے جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا
پوشیدہ بھلا کر سکے اُس سے کوئی کیا بات
دانندہ و واقف ہے وہ ہر راز نہان کا
دم مارنے کی جا نہین اے صاحب ادراک
حقا کہ وہان دخل نہین وہم و گمان کا
لب پر یہی مصرع رہے ہر وقت امانت
شکر اُسکا ادا کر سکے کیا مُنہ ہے زبان کا

## بے ثباتی دنیا

(بحر متقارب مثمن مضاعف الارکان مقبوض اثلم — فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن)

[۱] سرا سے دنیا ہے کوچ کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہے
رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے
مسافرانہ ٹکے ہو اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے
سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

[۲] سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہے استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہے

[۳] مثال بُت سب کے سب ہین ہیچ دیکھو قہر خدا کی نیندین
یہ جاگے تھے ابتدا مین کس دن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل چڑھی ہین کس کس بلا کی نیندین
نسیم غفلت کی چل رہی ہے اُمنڈ رہی ہین قضا کی نیندین

کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
جو چار دن ہے وفور راحت تو بعد اُسکے غم و الم ہے

گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمان رنج و ملال آیا
شباب نے شیب سے بدل کی عروج گذرا زوال آیا
کیے ہوے سے ہوئی ندامت تو پھر کیا کیا خیال آیا
یہ مصرعہ مخبر مصیبت پسند ہم کو کمال آیا
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

## زمانے کی شکایت اور صبر کی ہدایت

مث

بحر رمل مسدس مقصور
فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

کہتے ہین زن نے عرب کی ایک رات — اپنے شوہر سے کہی رو کر یہ بات
کھینچتے ہین ہم بہت رنج و بلا — سب ہین خوش اور ہم ہین غم مین مبتلا
فقر و فاقہ سے ہوا ہے جی بتنگ — اپنی درویشی سے درویشون کو ننگ
نان کی جاگہ غذا ہے اپنی درد — پانی کی جا اشک ہے اور آہ سرد
دن کو ہے پوشاک تاب آفتاب — شب نہالی اور بچھونا ماہتاب
قرص مہ حق مین ہے اپنے قرص نان — ہین ستارے بیضہ ہاے ماکیان
خویش و بیگانہ ہوے ہمسے نفور — سامری کی طرح بھاگے دور دور

قرض مانگین ہم اگر اک مشت جو — دے نہ کوئی جی اگر گر دین گرد
آوے گر گھر مین ہمارے میہمان — کفش بیچین اُسکی جب ملتی ہے نان
سو رہے گھر مین ہمارے وہ اگر — دلق پر اُسکی رہے اپنی نظر
اسطرح کا ماجرا اور گفتگو — صبح تک کرتی رہی وہ بیش شو
یون کہا شوہر نے زن سے صبر کر — اب گئی ہے عمر یکسر گذر
مت کر اب بیشی کمی پر تو نگاہ — دل سے اپنے کھو دے حب مال و جاہ
صاف و تیرہ دونون جاوینگے گذر — بے بقا ہین مت کر انپر تو نظر
دیکھ دنیا مین ہزارون جانور — عیش و عشرت مین ہین بے کسب و ہنر
حمد کرتی ہے خدا کو عندلیب — غیب سے وہ رزق پاتی ہے عجیب
بے غم و بے فکر دست شہ پہ باز — طعمہ کھاتا ہے بلا رنج و نیاز
ایسا ہی پشہ سے لے کرتا بہ پیل — ہین عباد اللہ وہ ہے نعم الوکیل
آدمی کو رزق کا اپنے الم — ہے فقط کج فہمی سے یہ درد و غم
ہے وہان نعمت کی ورنہ کیا کمی — کر دے حق محتاج کو دم مین غنی
غم توکل کا ہے اپنی رنج کن — وسوسون سے ہے یہ سب رنج و محن
درد تن ہے موت کا تیری رسول — پھیر مت منہ اُس سے تو اے بوالفضول
زندہ جو شیرین یہان ہے وقت موت — تلخ تر حنظل سے اُسکی ہوگی فوت
تن پرستون کی ہے بس دشوار نزع — جی قفس مین ہوگا ہوگی دار نزع
جو کہ موٹی ہوتی کھا کر گوسفند — ذبح کرتے ہین اُسے اہل پسند
رات اب آخر ہوئی اے عشوہ گر — یاوہ گوئی سے ذرا اب در گذر

مرد و زن کا سُن ذرا مجھسے بیان
شوق سامع کو ہے اسکا اس زبان

مرد و زن ہین عقل و نفس ہیجیا
رات دن ہے انمین جنگ و ماجرا

زن یہ چاہے ہے کہ ہووے مال و جاہ
ثروت و ظاہر شیخ و خانقاہ

نفس ہے مانند زن کے چارہ جو
مال و دولت کی کرے ہے جستجو

عقل کب اِس فکر سے آگاہ ہے
اُسکو ہر دم خواہش اللہ ہے

## عیب دور کرنا مقدم ہے ہنر سیکھنے پر

حسن

علم باطن کی اگر چاہے مثال
رومیون اور چینیون کا سن لے حال

اپنی نقاشی پہ نازان اہل چین
رومیون کو اپنے غلبے کا یقین

چینی تھے گو فن مین اپنے اوستاد
لیک تھا کچھ رومیون کو ازدیاد

سنکے دعوی اُنکے شاہِ کامران
بولا ان دو نون کا کیجے امتحان

اہل روم اور چین پیش شہریار
مستعد تھے تا دکھا دین اپنا کار

چینیون نے ایک گھر شہ سے لیا
رومیون کو سامنے اُن کے دیا

تھے مقابل دو نون حجرے دربدر
رومی اور چینی لگے کرنے ہنر

چینیون نے رنگ مانگے باربار
دے دیا شہ نے خزانہ بے شمار

رنگ کے خاطر خزانہ ہر سحر
چینیون کو دیتا شاہ پرہنر

رومیون نے کچھ کیا نقش اور نہ رنگ
دور کرتے تھے فقط چہرے سے زنگ

ہوگئے مصروف صیقل مین فقط
سادہ اور شفاف گردون کی نمط

سارے رنگون کی ہے بیرنگی مین راہ
رنگ گر ہے ابر بیرنگی ہے ماہ

ابھکے اندر جو کچھ ہے نور و تاب
ہے وہ نور آفتاب و ماہتاب

کرکے صد ہا رنگ کے نقش و نگار / رہگیا حیران و ششدر ایکبار

مست ہر اک جام فرحت سے ہوا / طبل شادی کا بجایا برملا

بادشہ بھی دیکھ کر نقش و نگار / رہگیا حیران و ششدر ایکبار

دیکھکر جب بادشہ فارغ ہوا / رومیون نے بھی دیا پردہ اُٹھا

عکس اُس تصویر اُس کردار کا / اُسکی دیوارون پہ سب ظاہر ہوا

تھی صفائی ہین زبس آئینہ سان / عکس اُسکا سب ہوا اس جا عیان

تھا وہان جو کچھ یہان تھا فوق تر / دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی نظر

تھی صفائی اُسکی از بس دلربا / دیکھا جسنے اُسکو بس غش کر گیا

رومی و صوفی ہین اور صافی نظر / کھل گیا سب آئنہ بے کسب و ہنر

نے وہان کچھ درس و تدریس سبق / اک صفائی سے کھلے ہین نہ طبق

اسطرح سے قلب کو صیقل کیا / بخل و بغض و حرص و کینہ سب گیا

برتر اُنکا عرش سے ہے مرتبا / رہتے ہین ہر لحظہ نزدیک خدا

محو ہین رکھتے ہین گو نام و نشان / دید کو اُنکی خدا کی دید جان

## بخیل کی ہجو

سودا

ہے خدا کا وہ ایک شمۂ نور / جس سے روشن ہے آسمان کا تنور

کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر / مہر و مہ کو بشکل نان و پنیر

کیا اُسنے بعرصۂ اک آن / نقل اختر سے پُر سپہر کا خوان

وہ کرورون نعم کو لذت دے / ذائقے مین زبان انسان کے

کس زبان سے ہو اُسکا شکر ادا / نعمتین کیا کیا اُسنے کین پیدا

میوے ہین باغ مین زمانے کے ... واسطے کھانے اور کھلانے کے
فضل سے اُسکے کچھ نہین ہے کمی ... لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
سنو یارو کرون ہون مین اک نقل ... جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل
اتفاقاً اک آشنا میرے ... لگئے تھے ایک عمدہ کے ڈیرے
جو ہین وارد ہوے یہ وان ناگاہ ... اُٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ
اُنکے ہوتے جو ابر گھر آیا ... صاحب خانہ سخت گھبرایا
نہ خبر پوچھی اُنکی نے احوال ... بیٹھتے ہی کیا یہ اُسنے سوال
کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ ... گھونگری پٹو کچھ بھی ہے ہمراہ
بولے یہ منھ نہ تھا مجھے معلوم ... ورنہ لاتا مین ساتھ اے مخدوم
جب نہ سمجھے وہ اتنے رمز کے تئین ... سوجھی یہ بات اُسکے تئین وہین
جو لگی ہونے قطرہ افشانی ... لا رکھی اُنکے آگے بارانی
پھر لگے کہنے یہ بھی اپنے نصیب ... آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
اور منھ آسمان برساوے ... بھیگتا اپنے گھر کو وہ جاوے
یہ تو ساوے غریب کیا جانین ... اس مزور کو کیو نہ پہچانین
بولے یہ سادگی سے کیا ہے ضرور ... بھیگتا جاؤنگا مین اتنی دور
رکھے خالق سلامت آپ کی ذات ... نہ کھُلیگا تو مین رہونگا رات
یہ سخن جو ہین پہونچا اُسکے کان ... لگی اُسکی وہین نکلنے جان
سنتے ہی اُسکے یون ہوا مضطر ... اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر
جسکے منھ کی طرف کرے تھا نگاہ ... یہی کہتا تھا اُس سے بھر کر آہ

کیون میان ابر اسقدر چھایا — حرف رہنے کا درمیان آیا

مضطرب برق سے ہو یون حال — بادلون سے جو اُسکا تھا احوال

کبھو کہتا تھا یارو تیل جلاو — کبھی کہتا تھا شیخ ڈھونڈو بناو

گاہ بولے تھا دیکھیو اُوپر — آوے ہے آسمان کہین سے نظر

گاہ بولے تھا مہر ہو جو پدید — کیسی ہو جاے گھر مین اپنے عید

ناگہ بولا ہی ایک یون فی الفور — کچھ نظر آے ہے جو کیجے غور

کہا ان نے یہ سچ ہے میری جان — اے مین تیری زبان کے قربان

لیک پرنالے جب لگے بہنے — تب تو جھنجھلا کے یون لگا کہنے

کیا برستا ہے یون برس کمبخت — کوہ سے ڈوب جائین لیکے درخت

نہ رہے غرب نے رہے اب شرق — چاہیے ہو تمام عالم غرق

لیکے ماہی سے اور تا مہتاب — کاش ہو جاے ایک قطرہ آب

غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا — ہو گئی رات اور منہ نہ کُھلا

آخر الامر کرکے دل کو کرخت — کہنے لاگا کہ سنگ آمد و سخت

کر چکا اپنے جب اصول و فروع — کیا مہمان سے اختلاط شروع

پر نہ تھا یہ کچھ اور ذکر و سخن — وان بغیر از حدیث زُرْ غِبًّا

وقت آیا جب اُسکے کھانے کا — مرتکب ہو کے اس بہانے کا

لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر — بولا اُسوقت ڈیوڑھی کا ناظر

کہا اُس سے کہ بھر کے افتابا — محل کے جا ضرور مین رکھوا

غرض اُٹھکے چلا یہ جب وان سے — کہہ گیا کان مین یہ مہمان سے

چاہو جو کچھ کہ اب تنا دل کو
کہدو بلوا کے تم بکاول کو

اُنھون نے اُسکے موجب ارشاد
کی بکاول کے تئین وہین فریاد

آیا بعد از سماجت بسیار
اُنھون نے پوچھا کچھ ہے اب تیار

بولا تیار تو نہین ہے کچھ
جاؤن ڈھونڈھون اگر کہین ہے کچھ

تو تو لاتا ہون آپ کی خاطر
ورنہ کھاؤ مجھے مین ہون حاضر

## آفتاب

ناسخ

دیکھ حال غروب شمس ذرا
ہین ہزارون منافع اے دانا

نہ غروب آفتاب اگر ہوتا
رنج لوگون کو بیشتر ہوتا

عیش و راحت کے ہین سبھی محتاج
استراحت کے ہین سبھی محتاج

نکلین تا ماندگی سے اسکے بدن
پائین قوت حواس مرد و زن

قوت ہاضمہ قیام کرے
فکر ہضم طعام شام کرے

ہاضمے مین نہو فتور ذرا
پہونچے شب کی غذا سو اعضا

دن ہمیشہ اگر رہا کرتا
محنتین آدمی کیا کرتا

حرص سے راحتین بُھلا دیتے
جسم کو آدمی گُھلا دیتے

کہ بلا شبہ لوگ ہین اکثر
مستعد مال جمع کرنے پر

رات کی تیرگی نہ آتی نظر
محنتون سے نہ باز رہتے بشر

متصل ایسے کام کرتے حریص
کام اپنے تمام کرتے حریص

آمدِ شب کا قاعدہ سن اور
ہے یہ نکتہ مقام فکرت و غور

دھوپ اگر شام کو نہ ڈھل جاتی
پھر تو ساری زمین جل جاتی

بحر خفیف مخبون محذوف
فاعلاتن مفاعلن فعلن

کبھی روئیدگی نہ پاتی نبات | ہوتے ضائع تمام حیوانات

پس یہ ہے حکمت خدائے قدیر | جو امور انام کا ہے خبیر

اِس طرح اُس خدا نے ٹھہرایا | حکمت پاک کو یہی بھایا

رہے خورشید کو طلوع و غروب | ہے نظام جہان کا یہ اسلوب

شب جلاتے ہین جسطرح یہ چراغ | بار پاتے ہین جسطرح یہ چراغ

جب وہ پاتے ہین کام سے فرصت | تب چراغون کو کرتے ہین رخصت

سب یہ بہرِ نظام عالم ہے | سبب انتظام عالم ہے

گردش ارض مین تفکر کر | اِسکے پست و بلند پر ہو نظر

اِسکی تاثیر سے تو ہے ماہر | چار فصلین ہین مختلف ظاہر

اُس مدبر کی ہے عیان تدبیر | حبّذا قدرتِ حکیم قدیر

آکے جاڑا جو جاتی ہے گرمی | دخل باطن مین پاتی ہے گرمی

تا نبات و شجر مین اے دانا | مادّے میوون کے ہون سب پیدا

جب حرارت ہوا مین آتی ہے | تو کثافت ہوا مین آتی ہے

مِنھ کے سامان کرتی ہے پیدا | اور باران کرتی ہے پیدا

جسم جاندار ہوتے ہین محکم | قوتین پاتے ہین بوجہ اتم

فصل سرما مین جب نبات و شجر | بھرتے ہین مادون سے سرتاسر

بے تکلف شروع فصل بہار | حرکت پاتے ہین نبات اشجار

شاہدانِ چمن اسی سے ہین | گھاس بوٹے اِسی سے اُگتے ہین

جبکہ آتی ہے فصل تابستان | ہوتی ہین گرمیان ہوا مین عیان

پختہ ہوتے ہین باطن اثمار — سوکھتین ہین رطوبتین یک بار
جو رطوبات و خلط فاسد ہین — جتنے فضلات و خلط فاسد ہین
جسم حیوان سے ہوتے ہین تحلیل — ق — سب بتدریج پاتے ہین تحلیل
نہین رہتا زمین مین پانی — تا عمارت سے بے آسانی
صاف ہوجاتی ہے ہوا ساری — نہین رہ سکتی کوئی بیماری
لکھون ان فصلون کی جو مصلحتین — دفترون مین نہ آئین منفعتین
ہے حمل نام برج اول کا — دوسرا ثور تیسرا جوزا
چوتھا سرطان پانچوان ہے اسد — ہے چھٹا برج سنبلہ بے کد
برج ہفتم کا نام ہے میزان — برج ہشتم کا نام عقرب جان
ہے نوان برج برج قوس بیان — جدی ہے ان بروج مین دسوان
گیارھوان دلو بارھوان ہے حوت — نہین ائین کسی کو جاے سکوت

## زیر ہونا رستم کا سہراب سے

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن — تو سہراب اور رستم پیلتن
پہن کر زرہ رخش پر ہو سوار — گئے سوے میدان پے کارزار
وے نرم سہراب کا دل ہوا — سوے الفت و مہر مائل ہوا
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو — کہا وہ ہین ہنس کر اے تند خو
مصمم کیا تو نے اب دل مین کیا — ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہ بہتر ہے ہم تم نہون رزم خواہ — کرین آشتی اور شام و پگاہ
بہم محفل آراے و مینوش ہون — بہ چنگ و بہ نے طرب کوش ہون

ازین عہد و پیمان مرا کام ہے بہم | پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان | یہان آن کر ہو ستیزہ کنان
مرے دل مین پیدا ہوئی تیری مہر | نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان | وے نام تیرا ہے مجھسے نہان
کسی نے بتایا نہین زینہار | تو کر نام کو اپنے اب آشکار
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر | یل پیلتن رستم نامور
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان | پر ایمن نہ تھا رستم پہلوان
کہے تھا یہ دل مین یل پیلتن | نہین طفل کا اعتبار سخن
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان | نہین مین بھی کودک تو گر ہے جوان
بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب | نہ کر مجھسے گفتار مکر و فریب
کمر باندھ پشت ہیون سے اتر | کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین | تو ناچار سہراب بولا وہین
تو مائل ہوا سوے کشتی اگر | تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر
نہین چاہتا تھا کہ تجھسا جوان | مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہان
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار | لگے کرنے کشتی مین فن آشکار
گیا زور رستم نے وان حد سے بیش | گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
ہوا وہ خروشندہ جون پیل مست | کیا زور سے اسنے رستم کو پست
جو کھینچا پکڑ کر کمربند کو | تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی | خرابی تہ چرخ پر خم ہوئی

گرا خاک پر جب یل نامور
لیا کھینچ پھر خنجر آب گون
کیا حیلہ رستم نے اسوقت وان
یہان کا یہ آئین نہین زینہار
تو سر کو کرے اُسکے تن سے جدا
اُسے قوت و زور سے لاوے زیر
یہ سنکر وہ اُسکے اُٹھا سینے سے
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
تہ دام آیا تھا شیر ژیان
ہوئی بے وقوفی یہ تجھسے کمال
یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم
گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ
دعا اُسنے مانگی کہ اب یا خدا
اُسے ابتدا مین تھا زور اسقدر
وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار

تو سہراب بیٹھا وہین سینے پر
یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون
لگا کہنے سہراب سے اسے جوان
کرے زیر جسکو کوئی ایک بار
مگر ہو دگر بار زور آزما
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
غرض ہاتھ اُٹھایا وہین کینے سے
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
کیا اُسنے افسوس اور یون کہا
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب
دیا چھوڑ تونے کیا قہر ہان
رہائی تری اُس سے اب ہے محال
کرونگا اُسے زیر پھر صبحدم
رہا شب کو زاری کنان تا بگاہ
وہی زور دے مجھکو پہلے جو تھا
زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پہ
زمین پہ خرام اُسکا دشوار تھا
کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار

ہوئی تھی مناجات اسکی قبول / مراد اسکی وہ ہین ہوئی تھی حصول
غرض کرکے شب زاری و انکسار / ہوا از در بیشین کا پھر خواستگار
خدا نے پذیرا کی اسکی دعا / وہی زور اسکو کیا پھر عطا

## سہراب کا مارا جانا رستم کے ہاتھ سے

سحر دیکھ کر قوت و زور تن / ہوا شادمان پہلوان زمن
سپاس عنایات پروردگار / بجا لا کے اور رخش پر ہو سوار
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ / ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا / کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
تو پھر آج آیا سوے کارزار / عزیز اپنی شاید نہین جان زار
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان / ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
وہ کہنے لگے پھر درشتی بہم / ہوے مائل زور و کشتی بہم
بہم خوب زور آزمائی ہوئی / نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
پکڑ کر کمربند سہراب کا / زمین سے لیا پیلتن نے اٹھا
پٹک کر زمین پر اسے پھر وہین / سر سینہ بیٹھا وہ از روے کین
یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما / جو پھر اٹھ کھڑا ہو تعجب ہے کیا
غرض کھینچ کر خنجر آبدار / کیا سینہ و دل کو اسکے فگار
وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ / یہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ
یہان مین جو آیا تو یہ تھی مراد / کہ دیدار سے باپ کے ہونین شاد
تمنا سے دل کی نہ حاصل ہوئی / ہلاک عدم جان واصل ہوئی

جو دریا مین اب ہووے مسکن گزین — تو یا جائے بالائے چرخ برین
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا وان — کریگا ہلاک آن کر اے جوان
کہا نام کیا اُسنے تب یون کہا — کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب اُس خستہ تن سے سُنا یون سخن — تو غمگین ہوا رستم پیلتن
پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر — جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
لگا کہنے اُس سے کہ کر یہ بیان — ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ مین ہی سیہ بخت رستم ہون آہ — جہان جسکی آنکھون مین ہووے سیاہ
یہ سُہراب نے سن کے پاسخ دیا — کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
بہت گرم الفت مرا دل ہوا — ولے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
نشانی تو دیکھ اب زرہ کرکے وا — کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
نہین زخم سے اب یہ طاقت مجھے — کہ کھولون زرہ اور دکھاؤن تجھے
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا — تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ — تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
پدر کو کسی نے بھی مارا نہین — نہین یہ ہوا جو ہرگز کہین
نہ چھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم — رہونگا گرفتار رنج و الم
یہی اب ہے بہتر کہ ہون مین ہلاک — کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک
یہ سُہراب بولا کہ کیا فائدا — نہین چارہ زنہار پیش قضا
تڑپتا تھا سُہراب بسمل اُدھر — ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر
جو دیکھا کہ رخش یل نامدار — کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار

سواران لشکر گئے تب اِدھر
کرے ہے فغان اور بیتاب ہے
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
اُٹھا کر سر رستم نامور
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
مرے روے و سر پہ ڈالے خاک
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہات
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
کہا پھر یہ سہراب نے کیا ہے حال
جگر پہ مرے زخم کاری لگا
یل پیلتن کے سراپا نشان
ہجیر سیہ بخت سے بارہا
مجھے نام رستم بتایا نہین
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
رکھا اسنے بھی نام اپنا نہان
کوئی کیا کرے کسکا ہے اختیار
پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تھی

تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے
لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر
لگا کہنے یون رستم پیلتن
رہیگا قیامت تلک یاد غم
پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
لگے رونے گُردان فوج صفات
غم و درد سے شور و افغان کیا
وہ بولا کہ ہے درد مجھکو کمال
نہین کچھ بھروسا ہے اب زیست کا
مری مان نے مجھسے کیے تھے عیان
جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے رکھا
رکھا ہاے غافل جتایا نہین
تو پہمان حال اُس سے ہر دم ہوا
کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی

یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
یہ سہراب دل خستہ نے پھر کہا
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
بجس تمکو مین نے کیا اپنا خون
کہ مونہار اب رستم ارجمند
نہو جاکے ترکون سے پھر کینہ خواہ
کہ مولد مرا ملک توران سہے
اگر زندہ رہنا تو ہر ایک پہ
بہر بعد میرے مدارا کرے
جگر خستہ نے جو کہ اسدم کہا
زوارہ ادھر اور رستم اودھر
کیا دیدۂ تر سے دریا روان
کسی کو نہین اس جہان مین بقا
ذرا صبر کو دل مین اب راہ دو
وہے التماس ایک رکھتا یہ ہون
نہ پہونچاوے لشکر کو میرے گزند
نہ کھینچے سو ملک توران سپاہ
مری جاے بازی دہ میدان سہے
مراعات کرتا مین شام و سحر
تا لطف مدام آشکارا کرے
تہمتن نے یکسر بذیرا کیا

## رضا و تسلیم کا بیان

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
جستجو رہتی ہے دولت کا پتا ملتا نہین
ہی تجسس شرطیان ملنے کو کیا ملتا نہین
چشم نے کی مدتون گردش تو پایا ایک تل
دے جو محتاج ہونکو دنیا ہو کہ فرصت ہے ابھی
المدد موقع مدد کا ہے یہ امر یاد مراد
ڈھونڈتے پھرتے ہین ہم صحرا مین مثل گرد باد
ہے خود ہی جبتک کہ انسان مین خدا ملتا نہین
سر پھرا کرتا ہے پر ظل ہما ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین
رزق انسان کو مقدر سے سوا ملتا نہین
ڈھونڈتا ہی خاک مین قارون گدا ملتا نہین
ڈوبتی ہے اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین
منزلون یاران رفتہ کا پتا ملتا نہین

ہو گیا کیا جانیے لیجا کے خط کسیجا تباہ
صورت عنقا کبوتر کا پتا ملتا نہین

گر ہی خود منزل مقصود کی ہی رہنما
خضر مل جاتے ہین جسکو راستہ ملتا نہین

آدمی کیون طالب راحت ہے دور چرخ مین
چین دانے کو بزیر آسیا ملتا نہین

گلشن ہستی مین یہ آب مروت کا ہے قحط
نخل کو پانی بجز اشک و نما ملتا نہین

شکل آئینہ نہ پوچھو میری حیرت کا سبب
خلق صورت مین ہے معنی آشنا ملتا نہین

جو ہاتھ آگر پوچھو تو یہ بھی نسخۂ اکسیر ہے
چھانتے مین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین

روکے مانگے اللہ چاہے جو وسعت رزق کی
شیر دایہ طفل کو بھی بے ٹکا ملتا نہین

شاعران حال کیا مضمون نو پائین اسیر
ڈھونڈتے مین پر تخلص بھی نیا ملتا نہین

## تنگی مین فراخ حوصلگی

تنگی دل غم کو آخر باعث راحت ہوئی
اسقدر سمٹی پریشانی کہ جمعیت ہوئی

چھین لیگا کس طرح اسکو زبردستی کوئی
مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی

تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو
تنگدستی مین کہان تا صرمی ہمت ہوئی

سیر مرنے سے کٹا زندان مین کس کا عذاب
ہتکڑی کو طوق کو زنجیر کو فرصت ہوئی

رنگ یکرنگی دورنگی نے کیا کیا آئنہ
رفتہ رفتہ میری صورت یار کی صورت ہوئی

بھوک کا غم بھوک مین کھایا کیے ہم عمر بھر
جب ہوئی ہمکو تلاش رزق بے منت ہوئی

آئنہ دیکھا اگر پیری مین یاد آیا شباب
آگے صورت اور تھی اب اور ہی صورت ہوئی

جتنے کامل ہین فنا کے بعد ہے انکی نمود
خلق سے معدوم جب عنقا ہوا شہرت ہوئی

بعد مدت قید سے محبوس چھوٹا اے اسیر
جسم خاکی سے جو نکلی روح کو راحت ہوئی

## رفاہ عام مین ثواب ورنا مآوری بھی ہے

بحر خفیف مسدس فاعلاتن مفاعلن فعلن

رہ گئے دنیا مین کیجیے وہ فکر | بعد کوئی کرے بہ خوبی ذکر
یہ لباس حیات فانی ہے | نقش بر آب زندگانی ہے
آگے کرتے تھے آدمی وہ کام | جسکے باعث رہے ہمیشہ نام
کرتے تعمیر اہل ثروت وجاہ | پل و مہمانسرائے و مسجد و چاہ
اب نہ وہ دن ہین اور نہ وہ راتین | رہ گئین یادگار دو باتین
وہ جو تھا ایک شخص مومن خان | غور گر کیجیے تو اب ہے کہان
ایک وہ کر گیا ہے ایسا کام | کہ سدا باجتا ہے اُسکا نام
نزد اہل خرد کبھی نہ موا | جسکا نکلا ہے اسطرح کا کوا
کیا کوا ہے کہ جسکی سن کے بنا | چھپ کے آوے ہے دیکھنے دریا
نالے آٹھ آنسوؤن سے روتے ہین | شرم سے ڈوبے آب ہوتے ہین

## راجہ رام چندر جی کا بن باس ہونا

بحر ہزج مسدس مقصور مفاعیلن مفاعیلن فعولن

مشعبد ہے عجب یہ پیر گردون | کہ ہر دم اسکی صورت ہے دگرگون
جفا پیشہ ستمگر فتنہ خو ہے | برائے رنج ہر کس حیلہ جو ہے
اگرچہ پیر ہے لیکن ہے بے پیر | ہمیشہ منقلب ہے اسکی تدبیر
کسی کا خوش نہین آتا اسے عیش | برائے جنگ پھرتا ہے لیے جیش
ہر اک کے عشق مین ہے رخنہ انداز | میان ہر بشر ہے فتنہ پرداز
سدا اس سنگدل کا ہے یہ شیوہ | کہ پتھر مارتا ہے دے کے میوہ
یہ وہ زنبور ہے چرخ ستم کیش | کہ پہلے نوش دے پیچھے چڑھے نیش
کہون اب تمکو اس مضمون سے آگاہ | کہ جب سے رام و سیتا کا ہوا بیاہ

بشاشت تھی اودھ مین روز افزون
خوشی تھی چار سو ربع مسکون

سرور و عیش و راحت دمبدم تھا
اودھ مین تھی خوشی گردون کو غم تھا

کف افسوس ملتا تھا ستمگر
براے تفرقہ تھا حیلہ پرور

قضا را ایک دن وہ پا گیا گھات
بگاڑی ایک دم مین سب بنی بات

خوشی سے رام و سیتا یعنے اک روز
مکان پاک مین تھے رونق افروز

پئے دیدار روے رام و سیتا
قدم رنجہ کیا نارد نے اُس جا

سرور و عیش کا لب پر ترانہ
میان عاشقان حق یگانہ

جو دیکھا رام نے نارد منی آئے
سراپا اُٹھ کے با تعظیم لائے

پرستش کی قدم دھوئے ہوئے شاد
بزرگی اُسکو بخشی حد سے ازیاد

مدارا سے بہت پیش آئے جب رام
کہا نارد نے تب برہما کا پیغام

تسلی کی کیا نارد کو رخصت
لگے سیتا سے کہنے خود بدولت

کہ ہے ایفاے وعدہ مجھکو منظور
کرون دیوان بد کو دہر سے دور

نہ کیونکر ہو وہان ہنگامہ برپا
گذر نارد کا ہو ناگاہ جس جا

جہان ہو تفرقہ بیٹھے بٹھائے
یہ ہے ضرب المثل نارد منی کے

شہنشاہ اودھ تھا یعنے اک روز
سریر زرفشان پر رونق افروز

مرصع سر پہ زیبا تاج زرین
عیان چہرے سے نور ماہ و پروین

پئے آرایش تاج زرافشان
کیا آئینہ پیش روے تابان

نگاہ شہ پڑی کاکل پہ اک بار
سفید آئے نظر بال اُسمین دو چار

خزان دیکھی بہار زندگی مین
امان دیکھی خدا کی بندگی مین

نظر موے سپید آئے جو شہ کو | زوال شب ہوا معلوم مہ کو
کہا دل میں کہ آیا دور پیری | نہیں زیبا ہے اب تاج امیری
مناسب ہے کہ اپنے روبرو اب | یہ تاج و تخت بخشوں رام کو سب
کریں رام اب اور ہمیں پادشاہی | کروں صرف میں اب یاد الٰہی
غرض یہ مشورہ ٹھہرا کہ ناگاہ | حضور پیر دانا دل گیا شاہ
بجالایا قدم بوسی کے آداب | دل مرشد کیا خدمت سے شاداب
کیا درپیش اپنا مقصد دل | بہت شادان ہوا درویش کامل
کہا شہ سے یہ اُسنے شاد ہوکر | کہ ہے تجویز شاہنشاہ بہتر
زہے طالع زہے ساعت زہے بخت | کہ جس دن رام بیٹھے بر سر تخت
کیا جب پیر دانا نے یہ ارشاد | ہوا شاہنشہ آفاق دل شاد
بشسٹ نامور کو لے کے ہمراہ | سوے دولت سرا آیا شہنشاہ
سومنت خانساماں کو بلایا | اُسے مرکوز باطن سب جتایا
غرض سنکر شہ عالم کا ارشاد | سومنت نامور نے بادل شاد
مہیا سب کیا سامان شاہی | کیا آراستہ ایوان شاہی
کہا جو کچھ بشسٹ نامور نے | کیا حاضر وزیر پر ہنر نے
سر اک دریا کے آب پاک آئے | گل و برگ درختان سب منگائے
کیا اسباب عشرت جملہ حاضر | ہوئے ارباب فرحت جملہ حاضر
ہوئی ظاہر اودھ میں جب خبر یہ | ہوئے دل شاد و خرم سب کہ وہ
امیران جہان از خاص تا عام | سب آئے سن کے حال قشقۂ رام

حریم بادشاہی مین ہوئی دھوم ہوئی خوش بانوئے فرخندہ مقسوم

ہوئی چشم فلک پرخون حسد سے نہ باز آیا وہ اپنے فعل بد سے

خوشی کا تھا یہان سامان سارا کیا کچھ غیب سے اور آشکارا

اودھ مین دیکھ کر شادی کا سامان ہوا خیل ملائک دل مین حیران

بصد منت بلایا سرستی کو کہا حال اودھ سب اس سے رو رو

کہ اے نطق زبان ہر کہ و مہ دل روشن پہ ہے تیرے عیان یہ

کہ بہر کشتن دیوان اعظم لیا ہے رام نے اوتار آدم

کیے دنیا مین گروہ بادشاہی تیرے خیل ملائک پر تباہی

قوی ہون دیو و جن شاہ ملک پر شہ جن مسند آرا ہو فلک پر

نہین زیبا کوئی تیرے سوا ہے فقط تیرا ہمین اب آسرا ہے

کچھ ایسی ہووے قدرت آشکارا خلافت رام کو ہو ناگوارا

اودھ سے آج صحرا کو روان ہو ترا احسان ہو ہمکو امان ہو

سنا جب شاردا نے یہ فسانہ ہوئی سوے اودھ بیدل روانہ

ہوئی جا کر وہان پہ حیلہ انگیز نہ پایا کوئی دشمن اس جگہ تیز

کنیزک کیکئی کی منتھرا نام زبس کتی عقل و دانش سے وہ ناکام

کیا نطق زبان کو اسکے اغوا وہ نکلی شہر مین بہر تماشا

جو دیکھا یہ اودھ مین جلوۂ عیش حضور کیکئی آئی بصد طیش

سراپا تن مین روشن آتش خشم روان مانند دریا چشمۂ چشم

کہا یون کیکئی سے باغم و آہ کہ کیا غافل ہے تو اے بانو شاہ

بھرت کو شاہ نے گھر سے کیا دور
خلافت ہے بنام رام منظور

محبت پر ہے نازان شہ کی ناحق
یہ تیرا ہے خیال خام مطلق

بظاہر سمجھے عاشق ہے شہنشاہ
ولے باطن مین کوشلا کی ہے چاہ

یہ کوشلا کا ہے سب مکر اور فن
کہ بیشک سوت کی ہو سوت دشمن

خلافت کا اگر ہو رام کو تاج
ترا فرزند ہو روٹی کو محتاج

یہ سنکر کیکئی بولی غضبناک
کہ کیا کہتی ہے تو اسے شوخ و بیباک

اگر ہو رام کو تاج خلافت
بھرت کو ہے زہے فخر و سعادت

مرے دل کے برآئین سب مطالب
بھرت اور رام ہین یک جان دو قالب

نہو ائمین کبھی ہرگز جدائی
اگر ہو اک طرف ساری خدائی

تو ہے بد باطن و بدکار و بدذات
غضب تو نے نکالی منھ سے یہ بات

کہا پھر منتھرا نے با صفائی
بھلائی مین ہوئی حاصل برائی

کوئی ہو بادشہ کیا مجھکو مطلب
نہین لونڈی سے بیوی ہونگی مین اب

ولے مین ہون کنیز بانوے شاہ
کیا راہ تمکو خواری سے آگاہ

کہا مین نے براہ خیر خواہی
مبارک رام کو ہو بادشاہی

نہین خواہش مجھے کچھ سیم و زر کی
خطا کی مین نے گر تمکو خبر کی

مجھے مطلب نہین ہے کچھ کسی سے
خوشی اپنی ہے مالک کی خوشی سے

ولے کیا کیجیے اس دل کا چارا
برائی ہے تمھاری ناگوارا

زمانے مین ہے یہ روشن سبھون پر
کہ دشمن ہو برادر کا برادر

خصوصاً جبکہ ہووے بادشاہی
مقرر ہو برادر پر تباہی

زبان پر بات جب کی یہ تقریر
ہوئی تب کیکئی بیزار و دلگیر

نہو دلگیر تب بولی وہ نادان
کہ ہے تدبیر اس مشکل کی آسان

کیے ہین شہ نے جو دو عہد محکم
کہو تم شہ سے امشب شاد و خرم

سحرگہ رام ہون صحرا کو راہی
بھرت کو دیجیے دیہیم شاہی

کیا یون کیکئی کو جبکہ اغوا
ہوا برگشتہ دل پھر کیکئی کا

عروسی پیرہن تن سے کیا چاک
ہوئی آشفتہ غلطان بر سر خاک

کیے غم سے پریشان مشکبو بال
بچھایا مکر و فن کا خاک پر جال

بوقت شب ہوا شاہ نکو روز
محل مین کیکئی کے رونق افروز

پریشان حال دیکھا کیکئی کا
ہوا دلگیر شاہ عالم آرا

یہ اُسکے عشق مین دیوانہ تھا شاہ
کہ تھی وہ شمع رو پروانہ تھا شاہ

نہ تھی بیتابی معشوقہ منظور
نہ کرتا تھا کبھی نزدیک سے دور

جو فرش گل پہ کرتی تھی سدا خواب
اُسے دیکھا زمین پر در تب و تاب

ہوا آشفتہ خاطر دیکھکر شاہ
سر بالین پہ وین پر گیا ماہ

کہا اے جان شاہ عالم آرا
ہوا کیا رنج دل پر آشکارا

ہوا پیدا جہان مین کون سرکش
ستایا کس نے تجھکو اے پری وش

خلافت سے کرون کس شہ کو اخراج
کرون کس بینوا کو صاحب تاج

زروے شکر بولی کیکئی تب
کیا تمنے مرا کہنا سدا سب

کیے تمنے پیشتر دو مجھسے اقرار
کیے تمنے وفا ابتک نہ زنہار

نہین ہے آپ سے کچھ مجھکو امید
نہین کھلتا ہے مجھپر آپ کا بھید

کہا دسرت نے اے جان شہنشاہ ۔ کرو مطلب سے اپنے مجھکو آگاہ
بجا لاؤن اُسے بالراس والعین ۔ دل بیتاب کو بخشو ذرا چین
قسم ہے رام کی گر جان مانگو ۔ تو حاضر ہے نہین افسوس مجھکو
یہ سُنکر کیکئی بادیدۂ تر ۔ ہوئی حاضر حضور شاہ اُٹھکر
کہا ہین شاہ سے دو مجھکو مطلب ۔ وفاے عہد ہے شاہون کو انسب
بھرت کو سلطنت کا دیجیے کام ۔ بیابان مین رہین چودہ برس رام
یہ سنکر ہو گیا بیہوش دسرت ۔ گرا سر سے زمین پر تاج دولت
ہوا چہرہ غم و اندوہ سے زرد ۔ کہا یون کیکئی سے بادم سرد
بھرت کو تاج دون اے راحت دل ۔ جدائی رام کی لیکن ہے مشکل
نہین قابل سفر کے ہین ابھی رام ۔ قیامت تک رہیگا بد ترا نام
مناسب ہے کہ اس سے درگذر ہو ۔ غضب ہے گر جدا لخت جگر ہو
کہا اُسنے کہ اے شاہ زمانہ ۔ نہین شاہون کو زیبا ہے بہانہ
نہین ہے جھوٹ شاہون کو سزاوار ۔ نہین اقرار مین واجب ہے انکار
بھرت سے آپ کو کیا دشمنی ہے ۔ جو الفت رام کی دل پر ٹھنی ہے
وہ بولی تلخ یون شہ سے ستمگر ۔ نمک چھڑکا لب زخم جگر پر
کیا ہر چند دسرت نے بہانا ۔ ولیکن کیکئی نے کچھ نہ مانا
ہوا غلطان زمین پر شاہ خاموش ۔ رہا مطلق نہ تاج و تخت کا ہوش
دل مردان ہے ٹکڑے مکر زن سے ۔ خدا بخشے امان عورت کے فن سے
قوی ہے عورتون کا مکر نیرنگ ۔ کیے برباد لاکھون تاج و اورنگ

سو سنت آیا بوقت صبح اُس جا — جو یہ حال پریشان شہ کا دیکھا
کہا روے ادب سے اے شہنشاہ — ہوا کیا آپ کا یہ حال ناگاہ
کہا تم رام کو لاؤ شتابی — پھر آکر پوچھنا حال خرابی
وزیر نامور یہ سُنکے گفتار — حضور رام آیا با دل زار
کہا اے صاحب تکوین و ایجاد — شہنشہ نے کیا ہے آپ کو یاد
اُٹھے یہ سُنکے شادان شاہ کونین — کیا حکم پدر بالراس والعین
پدر کے سامنے آئے شتابان — زبس حال پدر دیکھا پریشان
زمین پر مضطرب ہے شکل ماہی — کہین کلغی کہین ہے تاج شاہی
زمین پر اسطرح تھا شاہ کا حال — ہما غلطان ہے گویا بے پر و بال
کہا تب رام نے با اشکباری — کہ ہے کسواسطے یہ سوگواری
جو ہو تقصیر میری وہ عطا ہو — بجا لاؤن جو صاحب کی رضا ہو
نہین درکار مجھکو افسر و تخت — رضاے والدین ہے حاصل بخت
وہی ہے نیک لڑکا اس سرا مین — رہے مادر پدر کی جو رضا مین
خدا دل شاد ہے ایسے پسر سے — نہو جو منحرف حکم پدر سے
سُنی جب رام کی شیرین یہ تقریر — اٹھا روے زمین سے شاہ دلگیر
جو آیا دیکھنے سے رام کے ہوش — ہوا با گریہ و زاری ہم آغوش
زبس غم سے نہ تھا یاراے گفتار — رہا مانند نرگس محو دیدار
کہا تب رام سے مان نے یہ مضمون — بھرت سے مجکو تم پیارے ہو افزون
کیے تھے شاہ نے دو مجھسے اقرار — وفا مین اُنکی اب ہے صاف انکار

اگر دنیا مین چاہو بول بالا — بجا لاؤ فرمان شاہ والا
کہا شاہ دو عالم نے نہ ہے بخت — مبارک ہو بھرت کو افسر و تخت
یہ کہکر شاہ سے رخصت ہوئے رام — پڑا دولتسرا سے شہ مین کہرام
ہوئے مادر سے رخصت رام جاکر — بہت روئی گلے مل مل کے مادر
یہ شاق اسپر ہوئی بس فرقت رام — زمین پر مان گری سب صبر و آرام
ہوئی بیتاب سیتا سن کے یہ حال — پریشان صورت سنبل کیے بال
ہوا جینا اسے بے رام مشکل — نہ لائی تاب ہجر گل عنادل
فراق رام کب ہو اسکو منظور — غضب ہے شمع سے پروانہ ہو دور
سیتا پھر آئی پیش مادر رام — پریشان ہوے زلف عنبرین فام
ہوئی پابوس خوشدامن ادب سے — ہوئی رخصت کی خواہان رو کو سب سے
ہوئی دلگیر خوشدامن یہ سنکر — کہا اے راحت دل ہاے مضطر
بیابان مین نہین عورت کا ہے کام — نہ کر برباد ناحق ننگ اور نام
رہو تم پاس میرے بادل شاد — رہے تا خانمان شاہ آباد
کہا سیتا نے اے خوشدامن پاک — نہون جانے سے میرے آپ غمناک
نہین بہتر ہے اس سے کوئی دولت — کرے عورت جو شوہر کی اطاعت
رہا کب دامن شوہر ہو زن سے — کہین سایہ جدا ہوتا ہے تن سے
نہین دل کو مرے ہے تاب فرقت — عطا کر خوشدلی سے مجھکو رخصت
خبر سیتا کی سن کے شاہ و حسرت — ہوا دل مین بہت بیتاب و طاقت
بلایا جانکی کو باغم و آہ — کہا سب اسکے رنج و محنت راہ

کہا سیتا نے خار کلفت دشت - مجھے ہے رام کے ہمراہ گلگشت
شہنشہ نے ز بس غم سے ملے ہاتھ - ہوئی سیتا نکل کر رام کے ساتھ
وہ نکلے اسطرح دونون وطن سے - کہ رخصت ہون گل و بلبل چمن سے
ہوا لچھمن پہ جب یہ آشکارا - ہوا بے رام رہنا ناگوارا
ازل سے تھے جو باہم شرط و اقرار - ہوا واجب وفائے عہد ناچار
ہوئے پیش پدر حاضر ادب سے - کیا معروض شاہ جان بلب سے
مجھے بھی حکم ہوا ہے صاحب گنج - نہو کچھ رام کو تا راہ مین رنج
برادر کی یہی ہے نیکبختی - رہے پیش برادر وقت سختی
سلف سے عالمون نے اے خرد ور - کہا ہے قوت بازو برادر
غرض لچھمن ہوے یہ کہکے رخصت - ہوئین بے نور ہر دو چشم دسرت
یہ پیش رام آئے شاد لچھمن - ہوئے اک جا یہ باہم جلوہ افگن
کہا شہ نے سومنت یہ خرد سے - کہ تو آگاہ ہے سب نیک و بد سے
دکھا کر چار دن بن کا تماشا - اودھ مین پھیر لانا بادلاسا
وہ لایا رتھ بحکم شاہ دوران - چڑھا کر لے چلا سوے بیابان
ہوئے سب رام کے درپے جز و کل - برنگ خار پکڑا دامن گل
جدا جس دم ہوئے وہ غیرت باغ - دل دسرت نے کھایا لالہ سان داغ
پڑا شہر اودھ مین شور و شیون - چلے ہمراہ گریان مرد اور زن
اودھ مین یہ ہوا رونے کا سیلاب - ہوئے ہر جا لبالب نہر و تالاب
رواق و طاق و منظر کا اڑا رنگ - ہوا غم سے مشبک سینۂ سنگ

زبس تھے غم سے گریان سقف و دیوار — نظر آتے تھے روزن چشم خونبار
مکان شاہ کے ہر طاق و منظر — بے گریہ تھے شکل دیدۂ تر
ہزارون چشم سے روتا تھا دریا — حباب اُسکے ہوے دیدے سراپا
کیا غم سے سحر نے پیرہن چاک — اڑائی سر پہ اپنے شام نے خاک
جہان گریان تھا سب آہ و فغان سے — فرشتے گلفشان تھے آسمان سے
نہ کھولی آنکھ ایسی شہ نے کی بند — یکایک جبکہ چھوٹے دونون فرزند
زمین پر شاہ تھا اسطرح بیتاب — کہ ہو جسطرح سے آتش پہ سیماب
فزون تھے ہر گھڑی درد و غم و آہ — بہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری — پسند آنکھون کو آئی اشکباری
ادھر مین زاغ نالان بن مین بلبل — اُگے گر کانٹے یہان پھولے وہان گل
چلے جسدم ادھر سے رام و لچھمن — گرا انکا مین سر سے تاج راون
ہوئی بیداد گر کو بدشگونی — دکھائی نیکبختی نے زبونی
ہوے جسجا پہ وارد رام جاکر — ہوے شب باش مرد و زن وہان پر
تشفی رام نے کی سب کی اُسجا — کہا ہر ایک سے دے کر دلاسا
سوے خانہ ہو سب تم رونق افروز — نہو وحشت صعوبت مین غم اندوز
اودھ مین تم رہو باشادمانی — کرو عیش و طرب سے زندگانی
سفر مین رنج ہے اندوہ و غم ہے — وطن کا چھوٹنا یارو ستم ہے
نہ دکھلائے خدا رنج غریبی — کہ ہے رہنا وطن کا خوش نصیبی
شہ کونین نے کی جب یہ تقریر — ہوئے پیر و جوان سب سُن کے دلگیر

فراق رام کی کب تھی انکھین تاب ‏ ‏ ہے ہم غمسے پریشان بے خور و خواب

بچشم لطف دیکھا رام نے جب ‏ ‏ مری فرقت مین نالان خلق ہے سب

مری فرقت انکھین ہے ناگوارا ‏ ‏ وہان کی اپنی قدرت آشکارا

ہوے غافل جوان و پیر و کودک ‏ ‏ اٹھا طالع شب جب وہ ہوے حک

وہان سے تب سومنت و رام و لچھمن ‏ ‏ ہوے سوے بیابان جلوہ افگن

قریب سیر پور پہونچے شتابی ‏ ‏ یہان وقت سحر آئی خرابی

ہوے سب عاشقان رام بیدار ‏ ‏ ہوے سب نشۂ غفلت سے سرشار

نہ پایا کچھ نشان رام و لچھمن ‏ ‏ دل و جان سے نظر آتے تھے وہ تن

وہ ان صحرا مین تھے یون با دل زار ‏ ‏ براے مہرہ بشکل جس طرح مار

بیابان مین تھے یون ہر سمت پویان ‏ ‏ پیاسا جسطرح ہو آب جویان

تڑپتا تھا کوئی صحرا مین غمناک ‏ ‏ مثال ماہی دریا سر خاک

فراق سرو مین کوئی لب ‏ ‏ بہ رنگ فاختہ کرتا تھا کوکو

تلاش گل مین گھریان شکل بلبل ‏ ‏ بیابان دشت کرتا تھا کوئی غل

نہ آئے جب نظر وہ غیرت گل ‏ ‏ ہوے آوارہ شکل نکہت گل

خراب و خستہ و غمگین و مضطر ‏ ‏ پھرے سوے اودھ با دیدۂ تر

ہوے داخل اودھ مین با دل زار ‏ ‏ لگے وعدہ یہ کرنے زیست ناچار

## سودا کے وقت کا ہیر بونک

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
بحر ہزج مثمن اخرب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے ‏ ‏ دعوی نہ کرے یہ کہ مرے منہ مین زبان ہے

مین حضرت سودا کو سنا بولتے یارو ‏ ‏ اللہ رے اللہ یہ کیا نظم بیان ہے

اتنا مین کیا عرض کہ فرمایئے حضرت
سنکر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا
کیا کیا مین بتاؤن کہ زمانے کی الٹی شکل
گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہین کسی کی
گذرے ہے سدا یون علف و دانہ کی خاطر
ثابت ہے جو دگلا تو نہین موزہ نہین چال
کہتا ہے اگر غصّے کو صراف سے جا کر
یہ سن کے دیا کچھ تو ہوئی عید وگرنہ
اس رنج سے جب چڑھ گئے چھتیس ۳۶ مہینے
لیتے ہین یہ بن روسیہی دہ تو دو ماہا
ملّا جو اذان دے ہے تو منھ موند کے اسکا
سنیگے ہے کہ جا اٹھ پھر گھر مین خدا کے
اور دھوپ مین کرتے ہو وان آ کے بیٹھے
اٹھا اٹھ کے دکھاتے ہین انھین چال وہ ایسا
یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے
کوئی سر پہ لیے خاک کوئی چاک گریبان
ہندو و مسلمان کو پھر اس پالکی اوپر
یہ مسخرگی دیکھ کے جب صاحب ارتھی
گھر ہو بیٹھے جا کر کسی عمدہ کے مصاحب

آرام سے کٹنے کی کوئی طرح یہان ہے
اس امر مین قاصر تو فرشتونکی زبان ہے
ہے وجہ معاش اپنی سو جسکا یہ بیان ہے
تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ نشان ہے
شمشیر جو گھر مین تو سپر بنیے کے یان ہے
تیر و نہین ہے پر گیری تو بے چلّہ کمان ہے
بی بی نے تو کچھ کھایا ہے فاقہ سے میان ہے
شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہے
تنخواہ کا پھر بٹنا تو اس شکل سے یان ہے
تک جو نس و ہڑلے کی جنھین تاب و توان ہے
کہتے ہین کہ خاموش مسلمانی کہان ہے
نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
رستے کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکان ہے
دربار رو اس عہد مین جو خرد و کلان ہے
اس سج سے رسالے کا رسالہ ہی روان ہے
کوئی روو ہے ہے منھ پیٹ کوئی نعرہ زنان ہے
ارتھی کا تو ہم ہے جنازے کا گمان ہے
کرتے ہین دہان عرض تو پنچتا ہے نہ ہان ہے
اسکی تو اذیت نری ہی آفت جان ہے

وہ جاگے جو راتوں کو تو بیٹھے ہیں دو زانو کیسا ہی اگر اپنے تئیں خواب گران ہے

اس وقت خورش اسکی جو ہو اپنے تئیں بھوک تو کیا کہوں تجھ سے میں مصیبت کا بیان ہے

گھڑیال کی چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھڑیاں اور ریح خلا ردو دو نہیں جون آب رواں ہے

خمیازے پہ خمیازہ ہے اور حیرت اوپر حیرت منھ صورت سوفار کمر شکل کمان ہے

صیغہ میں طبابت کے بھلا آدمی نوکر سو دو سو روپے کا جو کسی عمدہ کے یان ہے

صحت ہے یہ اُس سے اگر آقا کے تئیں چھینک آوے تو وہ اُسکو بخشونت نگران ہے

دیتے ہیں سنگا تیر و کمان ہاتھ میں اسکے ٹھنڈی ہوا آنے کا اگر اُسوقت گمان ہے

اور ماحضر اوپر جو وہ نواب کو دیکھے کھانا تو وہ کھاتے ہیں پر اُسکو خفقان ہے

مطبوخ میں ہے خربزہ اور خربزہ پر دودھ ہے دودھ پہ مچھلی اتس اوپر گاوزبان ہے

یہ بھی تو نہیں ہے کہ اسی سے ہو تسلی اس سب پہ تفنن کے لیے بسنی نان ہے

اسمیں جو کہیں درد اُٹھا پیٹ میں اُنکے پھر پوٹلی سینا ہے تو وان ہیچمدان ہے

رکھتے ہیں غرض مرگ سے لڑنے کو سپاہی گر نوکری سمجھو یہ طبابت کی کہان ہے

سوداگری کیجے تو ہے اسمیں یہ مشقت دکھن میں بکے وہ جو خرید صفہان ہے

ہر صبح یہ خطرہ ہے کہ طے کیجے منزل ہر شام یہ دل وسوسۂ سود و زیان ہے

لیجا جو کسی عمدہ کی سرکار میں وہ جنس یہ درد جو سنیے تو عجب طرفہ بیان ہے

قیمت جو چکاتے ہیں تو اسطرح کی ثالث سمجھے سے فروشندہ یہ دزدی کا گمان ہے

جو ہول شخص ہوا مرضی کے موافق پھر ہیونکی جاگیر کے عامل پہ نشان ہے

پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جس وقت کہتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہان ہے

ادھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجاؤ دیوان بیوتات یہ کہتے ہیں گران ہے

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہین نہ وہ جنس
ہر اک متصدی سے میان اور پٹھان ہے

ناچار ہو پھر جمع ہوے قلعے کے آگے
جو پالکی نکلی تو یہ فریاد کنان ہے

دو بیل کی جا کر جو کہین کیجیے کھیتی
اور منھ بھی موافق کا پڑے تو تو سماں ہے

ہین خشکی و غرقی کے تفکر مین شب و روز
نہ امن ہے دل کے تئین نہ جی کو امان ہے

گر خان و خوانین کی کرے کوئی وکالت
اسکا تو بیان کیا کرون تجھسے کہ عیان ہے

ہر عمدہ کے دروازے پہ زین پوش پہ بیٹھا
پوچھے ہے ہر اک شہر سے نواب کہان ہے

ہر گھر مین وہ جا کہ مین فوارہ سا چھوٹون
ہر کوچے مین جون آب چکا کو وہ دوان ہے

دیوان کی بخشی کی بیوتات کی حاضر
مانند کنھیا کے جہان دیکھو وہان ہے

ہر بات پلٹتا ہے یہ صبح سے تا شام
پیپل کے پتوے کی طرح مُنھ مین زبان ہے

لادے جو کچہری سے وہ لاموں کا سیاہہ
ملجاتوے موکل کو یہ کیا خوب مکان ہے

سو ماہی پہ بیٹھے ہے وبلے پانسو ہے خرچ
اور زر کے اجارے کی کہی ارد و مین دکان ہے

بتا دے غرض پیسے اُڑا کر ہوے روپوش
گھر جا کے پکارے جو کوئی لالہ کہان ہے

جس وقت سُنا یہ دہین آواز بدل کر
آپہی کہا گھر مین سے کشن چند کے یان ہے

کہیو ہو جو موکل ہے کہین راہ مین بھٹیا
اُستاد کا جاگیر پہ اُس سے یہ بیان ہے

عرضی پہ ہے ہو امیم سیاہہ پہ ہو جسیم
پروانہ مین تم پر ہون تصدق مری جان ہے

کہا ہے کی تو غرض عرضی ہے اور کسیکا سیاہہ
کیدھر ہے وہ پروانہ وہ جاگیر کہان ہے

انصاف جو کیجیے تو نہین اُسکی بھی تقصیر
سب حاصل ان باتون کا اک پارۂ نان ہے

شاعر جو سُنے جاتے ہین مستغنی الاحوال
دیکھے جو کوئی فکر تر و تو بیان ہے

مشتاق ملاقات اُنھون کا کس و ناکس
ملنا انھین اُنکسے جو فلان ابن فلان ہے

گر عید کا مسجد مین پڑھے جا کے دوگانہ
تاریخ تو ندی کی رہے آٹھ پہر فکر
اسقاط حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا
ملائی اگر کیجے تو ملا کی ہے یہ قدر
اور ما حضر اخوند کا اب کیا مین بتاؤن
دنکو تو بچارا وہ پڑھایا کرے لڑکے
لتسپر یہ ستم ہے کہ نہالی تلے اُسکے
بہلگے ہیں عمل کیکے جو شیطان کا لشکر
اب کیجیے انصاف کہ جسکی ہو یہ اوقات
جس روز کاتب کا لکھا حال مین ثبت
وہ بیت ٹکے سیکڑے لکھنے کو ہے محتاج
یہ بھی مین تکلف ہی سے کہتا ہون وگرنہ
احیا ہو جو موتی کا زمانے مین سنے سر
ہدیہ ہو سوا پانچ ٹکے گدڑی مین جا کر
دمڑی کو کتابت لکھین دھیلے کو قبالہ
جا ہے جو کوئی شیخ نے بہر فراغت
اور اُسکو جو دیکھے کوئی وہ بہر معیشت
پوچھے ہی مرید وکن یہ ہر صبح کو اُٹھ کر
تحقیق ہوا عرس تو کر ڈاڑھی مین کنگھی

سنت تلطف تہنیت خانان زبان سے ہے
گر رحم مین بیگم کے چھٹے نطفہ مخان ہے
پھر کوئی نہ پوچھے میان مسکین کہان ہے
ہون دو پڑا اُسکے جو کوئی مثنوی خوان ہے
یک کاسہ دال عدس و جو کی دو نان ہے
شب خرچ لکھے گھر کا اگر ہند سہ دان ہے
لڑکون کی شرارت سے سدا خار نہان ہے
دیوانہ کو سے ساتھ تعاقب مین دوان ہے
آرام جو پاتے وہ کریکے وقت کہان ہے
ہر صفحہ کا غذ پہ قلم اشک فشان ہے
خوبی میں خط اب اُسکا یہ اخط تبان ہے
آفاق مین ان چیزونکی اب قدر کہان ہے
خطاط کی اتنی ہی رہے قدر جو یان ہے
یا قوت پکارے جو لکا وے یہ قران ہے
بیٹھے ہوئے وان میر علی جوک جہان ہے
چھٹتے ہی تو شعرا کا وہ مطعون زبان ہے
اس فکر و تردد ہی مین ہر ایک زمان ہے
ہے آج کدھر عرس کی شب روز کہان ہے
لے خیل مریدان گئے وہ بزم جہان ہے

اور ماحصل اس رنج و مصیبت کا جو پوچھو
ڈالا ہوا وان دال نخود قلیہ و نان ہے

سب پیشہ کو تج کر جو کوئی ہو متوکل
جورو تو یہ سمجھی کہ نکمّا تو یہ میان ہے

اور بیٹے کے دل کو ہے خرافت کا تیقن
بیٹی کو جنون ہونے کا بابا پہ گمان ہے

بالفرض اگر آپ ہوے ہفت ہزاری
یہ شکل بھی مت سمجھو کہ یہ راحت جان ہے

ٹک دیکھنا منصور علی خان جی کا احوال
چھاتی پہ کرلک بجلی اور شیر دہان ہے

آرام سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال
جمعیت خاطر کوئی صورت ہو کہان ہے

## عرضی بگذارش حال پر ملال

اے شہنشاہ آسمان اورنگ
اے جہاندار آفتاب آثار

تھا مین اک بے نوا سے گوشہ گزین
تھا مین اک درد مند سینہ فگار

تم نے مجکو جو آبرو بخشی
ہوئی میری وہ گرمی بازار

کہ ہوا مجھ سا ذرّۂ ناچیز
روشناس ثوابت و سیار

گرچہ از روے ننگ بے ہنری
ہون مین اپنی نظر مین اتنا خوار

کہ گر اپنے کو مین کہون خاکی
جانتا ہون کہ آئے خاک کو عار

شاد ہون لیک اپنے جی مین کہ ہون
بادشہ کا غلام کارگزار

خانہ زاد اور مرید اور مداح
تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار

بارے نوکر بھی ہو گیا صد شکر
نسبتین ہو گئین مشخص چار

نہ کہون آپ سے تو کس سے کہون
مدعاے ضروری الاظہار

پیر و مرشد اگرچہ مجکو نہین
ذوق آرائش سر و دستار

کچھ تو جاڑے مین چاہیے آخر
تا نہ دے باد زمہریر آزار

کیون نہ درکار ہو مجھے پوشش — جسم رکھتا ہون ہے اگرچہ نزار
کچھ خریدا نہین ہے ابکی سال — کچھ بنایا نہین ہے اب کی بار
رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ مین جائین ایسے لیل و نہار
آگ تاپے کہان تلک انسان — دھوپ کھاوے کہان تلک جاندار
دھوپ کی تابش آگ کی گرمی — وقنا ربنا عذاب النار
میری تنخواہ جو مقرر ہے — اسکے ملنے کا ہے عجب ہنجار
رسم ہے مردے کی چھ ماہی ایک — خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
تجکو دیکھو ن تو ہون بقید حیات — اور چھ ماہی ہو سال مین دو بار
بسکہ لیتا ہون ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار
میری تنخواہ مین تہائی کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار
میری تنخواہ کیجے ماہ بماہ — تا نہو مجکو زندگی دشوار
ختم کرتا ہون اب دعا پہ کلام — شاعری سے مجھے نہین سروکار
تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

## ایک دوست کے خط کے جواب مین خط اشتیاقیہ

خان صاحب مشفق و والا نشان — مظہر لطف و انیس و مہربان
بعد اظہار تمنائے دلی — در جواب نامہ لکھتا ہون جلی
ہاتھ مین ہے خامۂ گوہر فشان — تا کرون دُر ریزی معنی بیان
معنی رنگین اگر لبریز ہو — صفحۂ قرطاس سبزہ گلریز ہو
کیون نہو شیرین کلامی کا اثر — بند بند اسکا ہے مثل نیشکر

گرچہ ہے مہرِ خموشی بر دہان
غور سے دیکھو نظر آتا ہے صاف
رفتہ رفتہ پا سے لیکر تا بفرق
سب یہی کہتے ہین اُسکو اہلِ فن
گرچہ سینہ صاف یان رکھتی ہے لوح
بر سرِ تحریرِ خط ہے دل یہ اب
آپ کا پڑھ کر خط بہجت نمط
شکلِ نرگس ہے بہ چشم انتظار
ہے خیال اس دلمین یا تک آپکا
کیا لکھون بیتابیِ دردِ فراق
تاب دوری کی نہین ہے دلکو تاب
آپ سے صاحب نہین کچھ دور ہون
شمع سان ہے رشتۂ الفت تمام
مختصر کرکے کرون کیا مین رقم
آپ نے لکھا تھا ہمنے چند خط
خط اگر آتا تو لکھتا مین جواب
صورتِ مُہرِ لفافہ چشم یان
یہ نہ تھا معلوم کچھ کیجیے یقین
خط سے کہ آپنے یہ نہ کرتا انتظار

نظم اردو

یا قلم سے ہے کام مین اُسکے زبان
جون قلم مقصود ہے سینہ شگاف
عشق الفت مین سدا رہتا ہے غرق
ہے بجا شیرِ نیستان سخن
لیکن اُسکے سامنے ہے سادہ لوح
مو بمو کیجیے رقم احوال سب
کچھ ہوئی تسکین نہ اس دل کو فقط
رہ گئی وا دیکھ کر بے اختیار
ابتدا کو ہو نہ جسکا انتہا
دیکھنے کا ہے تمہارے اشتیاق
یون جلون ہون دن کو جیسے آفتاب
گردشِ افلاک سے مجبور ہون
سب پہ روشن ہے کہ ہے تمسے مدام
قصۂ فرقت نہین ہوتا ہے کم
تمکو بھیجے یان نہ پہونچے ہین خطوط
اے کرم فرماے من وہ مین شتاب
انتظارِ خط مین ہے وا مہربان
ڈاک بیٹھی ہے ادھر کو یا نہین
نامہ ہاے شوق لکھتا لاکھ بار

| | |
|---|---|
| گر پہونچ سکتے نہ جلدی ڈاک مین | یکقلم نرگس نمط وہ تاک مین |
| پہونچتا با آرزوہاے تمام | اپنی آنکھون سے تمھین اے نیکنام |
| کیا لکھون بس حال مجبوری بھلا | جب قلم کا سینہ شق ہونے لگا |
| چاہیئے اپنی خبر لکھا کرو | بیقراری دور ہو تسکین ہو |
| رو کے کہتا ہے قلم اب مجکو تمام | ختم کرتا ہے یہ لکھا والسلام |

## مذمت زر

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

| | |
|---|---|
| ہنر کو مفلسی ہرگز ضرر نہین کرتی نہین | چنار کو تہیدستی سے نقص جوہر کا |
| فتادگی مین یہ عزت ہے دیکھ اے سرکش | کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہنما |
| بنے گی زینت دنیا سے بخش شکل تری | لباس زر کو پہن کر نہو تو بوم طلا |
| نہین ہے کام مجھے شوق شاعری سے وے | خرد نے مجکو نصائح سے بارہا یہ کہا |
| زبان پہ لا سخن خوب کو نہ رکھ دل مین | کہ اُس گہر کی نہین قدر جو صدف مین رہا |
| یہ رنگ عکس سبکبار بحر دنیا مین | تو رہ کہ موج حوادث نہ ڈبوے تجکو بہا |
| کسی کی دل شکنی سے جو خوش کرین وہ لوگ | وہ کون لوگ ہین کیسے ہین کیا ہین مجکو بتا |
| یقین ہو جان گیا ٹوٹ دل مرا وہین | جو خار چبھکے مرے پانوین مین ذرا ٹوٹا |
| وے شکست ہی اس فقیر کو بھائی | قدح طمع کا اگر توڑے سنگ استغنا |

ق

## لوازم انسانی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

| | | |
|---|---|---|
| نکو سعادیان جیسے شام و سحر نہین | شعر | حیوان سمجھتے ہین ہم اُسے وہ بشر نہین |
| سرکش کو باغ دہر مین نیکی کا پھل کہان | شعر | دیکھو کہ سرو مین کبھی ہوتا ثمر نہین |
| انسان گہر ہے علم و فن اسمین ہے آب و تاب | | بے آبرو ہے آدمی کو علم گر نہین |

کیون سب خریدتے ہین دُرِ آبدار کو — بے آب کا خریدتا کوئی گُہر نہین
دل صاف ہے وہ جسمین کہ ایمان کا نور ہے — اندھا ہے جسکی آنکھ مین نورِ بصر نہین
عِلم و تواضع و ہنر و داد و یادِ حق — جس شخص مین یہ وصف نہین وہ بشر نہین
ہر شے مین یار و جوہرِ ذاتی کو ہے قیام — دیکھو فروغ بخش ہمیشہ قمر نہین
ظالم جو ہے کبھو نہ کبھو نامراد ہو — ہوتا نہال ظلم کبھی بارور نہین
غفلت سے باز آ ہوس سیم و زر کو چھوڑ — دار فنا ہے شہر یہ سونے کا گھر نہین

## ہوا کے فائدے

ناسخ

بحرِ خفیف مخبون محذوف
فاعلاتن مفاعلن فعلن

نفع کیا کیا ہوا کو بخشا ہے — صحت جسم اس مین پیدا ہے
بعض اوقات اگر ہوا نہ چلے — کبھی دن رات اگر ہوا نہ چلے
دم رُکین آدمی پڑین بیمار — میوے فاسد ہون ہو کہین پھل اکبار
آئے طاعون یا وبا آئے — غلّے پر آفت و بلا آئے
کھل گئی قدرت خدا اے عباد — حسن تدبیر ہے یہ جنبش باد
خبر اس بھید کی سمجھے ہین دون — حکمت اصلِ ہوا کی تجھ سے کہون
فی الحقیقت صدا ہے ایک اثر — متصل ہو کے وہ بیک دیگر
کرتی ہے پیکر ہوا مین نفوذ — کرتی ہے جوہر ہوا مین نفوذ
جب ہوا اس صدا کو پاتی ہے — قوتِ سامعہ مین لاتی ہے
باہم انسان دہر روز و شب — کہتے ہین اپنے اپنے مطلب سب
رہتا باتون کا جو ہوا مین اثر — حرف رہتے ہین جیسے کاغذ پر
تو صدا سے جہان بھر جاتا — کام دشوار ہوتا لوگون کا

ہوتے محتاج سب یہ پا کے خلل
جیسے جس وقت بھرتے ہین کاغذ
باتین کرنے کا ہے رواج سوا
یعنے انسان باتین کہتے ہین
بسکہ ہے خالق وحکیم خدا
جس قدر آدمی ہے کہ سکتا
اس سے بنتا ہے گفتگو کا اثر
سکے انسان یا کچھ اور بھی بات
کیا ہوا مین نہ ہے قدرت صانع
ہے ہوا بھی یہی نسیم یہی
جو مصالح ہوا نے پائے ہین
اس سے ہے زندگانی ابدان
ناک سے جو فت تن مین جاتی ہے
خارج تن مین لگتی ہے یہ اگر
جو صدا اسمین ہوتی ہے داخل
کان کو وہ صدا سناتی ہے
نہین تو دیکھتا یہ صبح و مسا
فصل جاڑے کی ہو کہ گرمی کی
آندھیون کے جو چلتے ہین جھونکے

گرین تازہ ہوا کو کر کے بدل
لوگ تبدیل کرتے ہین کاغذ
ہوتی کاغذ سے احتیاج سوا
اکثر اس سے جو لکھتے رہتے ہین
تنگیٔ کاغذ لطیف ہوا
ہوتی ہے حامل سخن وہ ہوا
ہوتی ہے صاف اور خالص تر
رہے اشغال گفتگو دہراتے
نہین ہوتی وہ کہنہ وضائع
بس ہے عبرت کو اور ہے کافی
فائدے جو تجھے سنائے ہین
اس سے ہے نفع صحت انسان
زندگی اس سبب سے آتی ہے
حق مین ابدان کے ہے مصلح تر
کرتی ہے راہ دور سے حاصل
بوے خوش شامے کو لاتی ہے
جس طرف سے زیادہ آئے ہوا
ہوتی ہے موجب صلاح وہی
سب ہوا سے نکلتے ہین جھونکے

جسم کی جان کی ہے آسایش
اس سے انسان کی ہے آسایش

ہر جگہ سے یہ ابر لاتی ہے
ابر کو ابر سے ملاتی ہے

ربط پاتا ہے ابر باہم جو
گھیر لیتا ہے سارے عالم کو

ابر سے مینھ جو ہے برس چکتا
کرتی ہے ٹکڑے ابر کے یہ جدا

پھیلتے ہین سب درخت اکبارگی
کشتیان اس سے ہوتی ہین جاری

اس سے ہوتا ہے لطفِ ذوق تمام
پختہ ہوتے ہین اس سے میوۂ خام

خشکی پانیون مین لاتی ہے
آتشِ مردہ کو جلاتی ہے

نہین رہتی تری کسی بر مین
خشک کرتی ہے کپڑے دم بھر مین

یہ ہے کہنے سے حاصل مطلب
جتنی ہین اس ہوا سے چیزین سب

جو ہوا کو خدا نہ کرتا خلق
یعنے خالق ہوا نہ کرتا خلق

تازگی جسم و جان مین کب آتی
گھاس کملاتی خلق مرجاتی

سب یہ بے آب و تاب ہو جاتین
ساری چیزین خراب ہو جاتین

## اول اپنے ملک کی زبان سیکھنی چاہیے

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

مین ایک فارسی دان سے کہا کہ اب مجھکو
ہوئی ہے بندش اشعار فرس ذہن نشین

جو آپ کیجیے اصلاح شعر کی میرے
نہ پایئے غلطی تو محاورے مین کہین

ہے اور زیر فلک ذات میرزا فاخر
سلامت انکو رکھے حق بیان بروے زمین

سو کب انھون کو ہے اصلاح کا کسی کی دماغ
قبول کب کرے انکی متانت و تمکین

کہا یہ لیکن تامل کہ دون جواب تجھے
جو میری بات کا اے یار تجھکو ہووے یقین

جو چاہیے کہ کہے ہند کا زبان دان شعر
تو بہتر اسکے لیے ریختی کا ہے آئین

وگرنہ کہہ سکے وہ کیون شعر فارسی ناحق ۔ ہمیشہ فارسی دان کا ہو مورد نفرین
کوئی زبان ہو لازم ہے خوبی مضمون ۔ زبان فرس پہ کچھ مختصر سخن تو نہین
اگر فہیم ہے تو چشم دل سے کر تو نظر ۔ زبان کا مرتبہ سعدی سے لیکے تا بہ حزین
کہان تک اُنکی زبان کو درست بولیگا ۔ زبان اپنی مین تو باندھو معنی رنگین
دیار ہند مین دو چار ایسے ہو گذرے ۔ جنھون نے باز رکھا مضحکے سے اپنے تئین
چنانچہ خسرو و فیضی و آرزو و فقیر ۔ سخن اُنھون کا عقل کے ہے قابل تحسین
سوا ے اِنکے کوئی اور بھی ہو پر شاعر ۔ سواد ہند مین وہی ہین با مزہ رنگین

## گھوڑے کی ہجو

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار ۔ رکھتا نہین ہے دست عنان کا بیک قرار
جنکے طویلے بیچ کئی دن کی بات ہے ۔ ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے جور سے ۔ سوچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ اُدھار
تنہا ولے نہ دہر سے عالم خراب ہے ۔ خست نے اکثرون سے اُٹھایا ہے ننگ و عار
ہینگے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان ۔ پاوے سزا جو اُنکا کوئی نام لے نہار
نوکر ہین سو روپے کے دنائت کی راہ سے ۔ گھوڑا رکھے ہین ایک سو اتنا ذلیل و خوار
نے دانہ و نہ کاہ نہ تیمار نے سئیس ۔ رکھتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیرخوار
ناطاقتی مین اُسکی کہانتک بیان کرون ۔ فاقون کے اُسکے اب مین کہانتک کرون شمار
مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا ۔ ہرگز نہ اُٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار
اس مرتبہ کو بھوک سے پہونچا ہے اُسکا حال ۔ کرتا ہے راکب اُسکا جو بازار مین گذار
قصاب پوچھتا ہے مجھے کب کروگے یاد ۔ امیدوار ہم بھی ہین کہتے ہین یون چمار

جسدن سے اُس قصائی کے کھونٹے بندھا ہے وہ / گذرے ہے اس نمط اُسے ہر لیل و ہر نہار

ہر رات اختروں کے تئین دانہ بوجھکر / دیکھے ہے آسمان کی طرف ہو کے بیقرار

خط شعاع کو وہ سمجھ دستہ گیاہ / ہر دم زمین پہ آپ کو ٹپکے ہے باربار

تنکا اگر کہین پڑا دیکھے ہے گھاس کا / کھانے کو آنکھین موند کے دیتا ہے منھ بسار

دیکھے ہے جب وہ توبڑہ و تھان کی طرف / کھودے ہے اپنے سُم سے کنوین ٹاپین مار مار

ہے اسقدر ضعیف کہ اُڑ جاے باد سے / میخین گر اُسکے تھان کی ہووین نہ استوار

نے استخوان نہ گوشت نہ کچھ اُسکے پیٹ مین / دھونکے ہے دم کو اپنے کہ جیون کھال کو لُہار

پیدا ہوئی ہے لیہ اگن باو اسقدر / ہرگز دروغ اسکو تو مت جان زینہار

گذرے وہ جسطرف تو کبھو اُسطرف نسیم / یا دھموم ہووے وہین گر کرے گذار

سمجھا نہ جاے یہ کہ وہ ابلق ہے یا سنگ / خارشت سے زبسکہ ہے مجروح بیشمار

ہر زخم پہ زبسکہ بھنکتی ہین مکھیان / کہتے ہین اُسکے رنگ کو کسی اس اعتبار

یہ حال اُسکا دیکھ غرض یہ کہے ہے خلق / جنگل سے موذی کے تو چھڑا اسکو کردگار

لیجاوے چور یا مرے یا ہو کہین یہ گم / ان تین بات سے کوئی بھی ہووے آشکار

تنہا نہ اُسکے غم سے ہے دل تنگ تنگ زین / تو گیر کا بھی سینہ جو دیکھے تو ہے فگار

القصہ ایک دن تو مجھے کام تھا ضرور / آیا یہ دل مین جایئے گھوڑے پہ ہو سوار

رہتے تھے گھر کے پاس قضارا وہ آشنا / مشہور تھا جنھون کنے وہ اسپ نابکار

خدمت مین انکی مین نے کیا جا یہ التماس / گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار

فرمایا تب اُنھون نے کہ اے مہربان من / ایسے ہزار گھوڑے کرون تم پہ مین نثار

لیکن کسی کے چڑھنے کے لائق نہین ہے یہ / یہ واقعی ہے اسکو نہ جانو گے انکسار

صورت کا جسکی دیکھنا ہے گورخر کو ننگ
سیرت سے جسکی ننگ ہے سگِ خشمگین کو عار

بد رنگ جیسے لید ہے بدبو ہے جون پشاب
بدیمن یہ کہ اصطبل اُو جرا کرے ہزار

مانند مینخ چو کے کلدن سے ہے تھان پر
لاجنب وہ زمین سے ہے جون مینخ استوار

حشری ہے اسقدر کہ بحشر اسکی پشت پر
دجّال اپنے منھ کو سیہ کرکے ہو سوار

اتنا وہ سرنگون ہے کہ سب اُڑ گئے زمین دانت
جبڑے پہ بسکہ ٹھوکرین کی نت پڑی ہے مار

ہے پیر اسقدر کہ جو بتلاوے اسکا سِن
اول وہ لیکے ریگ بیابان کرے شمار

لیکن مجھے ز روے تواریخ یاد ہے
شیطان اِسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

ق

کم رو ہے اسقدر کہ اگر اسکے نعل کا
لوہا گلا کے تیغ بنا دے کوئی لہار

ہے مجھکو یہ یقین کہ وہ تیغ روزِ جنگ
رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پانون
جز دستِ غیر کے نہین چلتا ہے زینہار

اک دن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا برات مین
دولہا جو بیاہنے کو چلا اسپہ ہو سوار

سبزے سے خط سیاہ و سیہ سے ہوا سفید
تھا سرو سا جو قد سو ہوا شاخ باردار

پہونچا غرض عروس کے گھر تک وہ نوجوان
شیخوخیت کے درجے سے کر اسطرف گذار

سٹھا تو اسقدر ہے وہ جو کچھ کہ تم سنا
لیکن اک اور رون کی حقیقت کہون مین یار

دہلی تک آن پہونچا تھا جسدن کہ مرہٹا
مجھسے کہا نقیب نے آکر ہے وقت کار

مدت سے کوڑیون کو اڑایا ہے گھر مین بیٹھ
ہو کر سوار اب کرو میدان مین کارزار

ناچار ہو کے تب تو بندھایا مین اسپہ زین
ہتھیار باندھ کر مین ہوا جا کے پھر سوار

جس شکل سے سوار تھا اُس بدنما پہ مین
دشمن کو بھی خدا نہ کرے یون ذلیل و خوار

چابک تھے دونون ہاتھ مین پکڑے تھا منہ مین باگ
ٹک ٹک سے پاشنہ کے مرے پانون تھے فگار

آگے تو تو بڑہ اُسسے دکھلاوے تھا سَئیس — پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار
ہرگز وہ اسطرح کبھی نہ لاتا تھا رو براہ — ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کوہسار
اس مضحکے کو دیکھ ہوسے جمع خاص و عام — اکثر مدبّرون مین سے کہتے تھے یون پکار
پیچھے اسسے لگاؤ کرتا ہو وسے یہ وان — یا بادبان باندھ یون سے دو اختیار
مین آگے کیا کہون کہ ہراک اسکی شکل دیکھ — تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تھا گل نثار
کہتا تھا کوئی ہے بزرکوہی نہین یہ اسپ — کہتا تھا کوئی ہوگا ولایت کا یہ حمار
کہتا تھا کوئی مجھ سے ہوا تجھسے کیا گناہ — کتوال نے گدھے پہ تجھے کیون کیا سوار
کہنے لگا پھر آسی مجمع مین ایک شخص — مرکب نہ یہ گدھا نہ یہ راکب گناہگار
سمجھون ہو نہین تو یہ کہ سپاہی کے بھیس مین — ق ڈائن چلی ہے سیر کو ہو چرغ پر سوار
اس مخمصے مین تھا ہی کہ ناگاہ ایک اور — فتنے کو آسمان نے کیا مجھ سے پھر دوچار
دھوبی کمہار کے گدھے اسدن ہوئے تھے گم — اس ماجرے کو سن کیا دونون نے وان گذار
ہراک نے اسکو اپنے گدھے کا خیال کر — پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دم کمہار
دریاے کشمکش ہوا اُس آن موج زن — تھا عنقریب ڈوبیے خفت سے اک کنار
بدبختی اسکی دیکھ کے کر خرس کا خیال — لڑکے بھی وان تھے جمع تماشے کو بیشمار
رکھتا تھا الکے کوئی پیاری کو منہ کے بیچ — مو اسکے تن سے کوئی اکھاڑے تھا بار بار
کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اسکے گردو پیش — ساتھ اس سمند خرس نما کے ہو چشم چار
کہتا تھا کوئی مجھ سے کہ مجکو بھی لے چڑھا — ق دوونگا لگا تجھے مین ہے نوچندہ اتوار
اُسوقت مین نے اپنے نصیبون پہ کر نظر — کہنے لگا خدا سے یہ رو رو کے زار زار
جھگڑون مین ہو بیوقت سے کر لڑکونکو دون جواب — کتون سے یا لڑون کہ مرون اپنا پیٹ مار

ہارے دعا ہوئی مری اُس وقت مستجاب — وان سے بہر منظ کیا جنگاہ تک گذار

دستِ دعا اُٹھا کے مین پھر وقتِ روزِ جنگ — کہنے لگا جنابِ الٰہی مین یون پکار

پہلے ہی گولی چھوٹتے اس گھوڑے کے لگے — ایسا لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سے پار

یہ کہہ کے مین خدا سے ہوا مستعدِ جنگ — اتنے مین مرہٹا بھی ہوا مجھ سے آ دوچار

گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک — کرتا تھا یون خفیف مجھے وقتِ کارزار

جاتا تھا مین ڈپٹ کے جب اُسکو حریف پر — ہو وڑ دون تھا اپنے پانو سے جون طفلِ نے سوار

جب دیکھا مین کہ جنگ کی یان تھن بندھی ہے شکل — لے جوتیون کو ہاتھ مین کوڑا بغل مین مار

دھر دھمکا وان سے لڑتا ہوا شہر کی طرف — القصہ مین نے آن کے گھر مین لیا قرار

گھوڑے مرے کی شکل یہ ہے تمنے جو سُنی — اسپر بھی دلمین آوے تو اب ہو جیے سوار

سنکر تب اُس سے مین نے یہ قصہ دیا جواب — اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور یار

گفتن ہمین بس ست کہ اسپِ من ابلق ست — سمجھو لنگا اپنے دلمین اگر ہو ہوشیار

سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہ ماجرا — ہے نام اس قصیدے کا تضحیکِ روزگار

## قصیدہ در مدح واجد علی شاہ بہ استدعاے روزگار

نسیم

کس قدر مغرور کرتا ہے مرا فیضِ زبان — خامہ بل کرنے لگا مثلِ مزاجِ نوجوان

گھورتی ہے زلفِ مضمون شکلِ افعی بار بار — پوچھتی ہے کون دیکھیگا مرا حسنِ بیان

فکر کہتی ہے خیالِ پاکدامن کی قسم — مس کرے مجکو تصور یہ مجال اُسکی کہان

شوق کہتا ہے معاذ اللہ مین وہ چیز ہون — پاسے ہر مغرور مین پہناؤن برسون بیڑیان

خاطرِ نازک یہ کہتی ہے توقف چاہیے — وقتِ نظمِ مدح ہو جایگا سب کا امتحان

مرحبا اے جوشِ صادق ہو کوئی دم آشنا — حبذا اے شوق تو بہرِ خدا ہو مہربان

مژدہ اے دل فیضِ استادِ ازل ہے جوش زن
باش اے خامہ کہ حسنِ مدعا ہے جلوہ گر
شوخیان دکھلا رہی ہے فکرِ رنگین کی بہار
نوجوانانِ چمن استادہ ہین چالاک و چست
ابر ہے اٹکھیلیون پر برق ہے بیتاب حال
ہے کہین لطفِ تبسم ہین کسی جا قہقہے
ہے زبان زاہدِ صد سالہ صرفِ الحذر
بسکہ ہے پیشِ نظر ہر دم یہ لطفِ دلفریب
خاطرِ نازک وفورِ شوق سے بیتاب ہے
حسرتون سے آج تو خالی کوئی دم ہو گنار
نطق کو رخصت عطا ہو مدحِ ظلّ اللہ کی
بھیگ کر ٹپکے لبِ اظہارِ مطلب کی امنگ
اعتبارِ آفرینش زینتِ تاجِ و نگین
دل بڑھے سینے سے استقبال کو دستِ امید
گرد طوافِ آستان مین ہو توقف ایک دم
بیضۂ فولاد سے نکلے صدائے عندلیب
رعبِ شوکت سے گلستان مین نہ پائین ٹہنیان
قدرتِ حق نے یہ جسمِ ظاہری پیدا کیا
گر حدیثِ جراتِ سلطانِ عالم مین لکھون

ہمت اے طبعِ معلّے ہے زمانِ امتحان
صفحۂ قرطاس ہے آئینۂ روئے بتان
کثرتِ گلہائے مضمون سے ہے سینہ بوستان
نغمہ زا ہین نالہ ہائے عندلیبِ خوش بیان
چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زبان
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان
دیکھکر رندانِ باہم کیف مے مین ستیان
کیا عجب بے ساختہ منہ سے اگر نکلے فغان
کہتی ہے کچھ تو بھی کہہ یہ لطفِ صحبت پھر کہان
کھول دے بندِ نقابِ روئے معنی بیان
لے تمنا لفظ بنکر بوسۂ کامِ زبان
یون دکھائے جوشِ مضمون بارشِ ابرِ بیان
یادگارِ خسروان واجد علی شاہ جہان
جس طرف رخسارِ تابان کے نظر آئین نشان
نکہتِ گل پہ پڑین موجِ صبا کی تہمتیان
گلشنِ عارض کو ہوا عجاز کا گر امتحان
غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین رازِ نہان
چشمِ عاشق بنگئین ہر شکل کی حیرانیان
محو کر دون ہمن و دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گر خلش دیکھے سنان تیر کی
ہر جراحت آفرین کیواسطے کھولے زبان

راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو
ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ
پوچھتا ہے چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول
روز اک صورت بدلتا ہے خیال آسمان

صدقے اس ہمت کے حال بیکسان پر رات دن
ہر دم افزائش مین ہے مانند شوق نوجوان

اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے
پھیکدے دامن سے الماس کواکب آسمان

قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبحدم دیکھے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کاغذونکی یک قلم جاتی رہی
دھو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بھر دیتے ہین شانون کے بھی گیسوے بتان

قصہ شرح خلق والا ہے جو منظور مزاج
بوسہ گاہ خامہ ہین میرے سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہے عمر کو
جسم سے روحین بھی کرسکتی نہین نقل مکان

جھکتے جھکتے آرزوئین سر بدامن ہوگئین
بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان

قدرت حق نے نہین پیدا کیا اسکا شریک
جسطرح ہے آہ عاشق بے خدنگ بے کمان

مین بھی ہون امیدوار شاہ والا مرتبت
جوش ہمت گر اجازت دے تو کچھ ہو مہربان

خواہش پابوس ہے ایسی کہ مثل روزگار
گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہے شوق و گمان

کیون نہ صدقے ہون ہجوم آرزو کے ہر گھڑی
سامنے آنکھون کے ہے تصویر سلطان جہان

دید ہے چشم تصور سے جمال پاک کی
تک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی ہے چل ہر وقت سمجھاتی ہے ہان

مین گدا بے نوا ہون شاہ خاقان زمن
چشم ظاہر سے جو دیکھون ایسی قسمت ہے کہان

دل مین رکھتا ہون جو تسلیم خدا کی آرزو — صرف بنتا ہے تمنا ہو کے ہر لحظہ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد حاصل ہو مجھے — تنگ ہے سامان فرصت آشہنشاہ زبان

اے نسیم دہلوی بس لکھہ کچھ دارد دعا — تا دکھا دے تشکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہے جبتک زمین بالاۓ آب — یا الٰہی بے ستون جبتک ہے سقف آسمان

دوست شادان مدعی برہم زمین مانند زلف — نقشبند کاف و نون حامی رہے ہر سر زمان

## درخواست پرورش بحضور نواب آصف الدولہ بہادر

سودا پہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام — لائی گھر اس طبیب کے ہے عقل جسکا نام

احوال اسکا دیکھہ کے کہنے لگا طبیب — اب فصد و مسہل اسکے لیے ہے مفید تام

کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب — مجھہ مین لہو کہان یہ ترا ہے خیال خام

جو کچھہ کہ میرے تن مین لہو تھا سو ایکسال — عامل نے خیر آباد کے پی کر کیا تمام

مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی — سو مجھکو ماہ عید بھی گذرا مہ صیام

کیا سود اس علاج سے کہ اسکے ماسوا — تا اپنی مین دوا کرون اب کر کے قرض و دام

تب اُن نے یون کہا کہ بتاؤن مین وہ علاج — اس درد سے تو پا کے شفا تا ہو شادکام

اُسکے حضور عرض یہ کر جسکے سایہ مین — مور ضعیف فیل سے لے اپنا انتقام

سنتے ہی یہ نوید قصیدہ براے نذر — لیکر اب اس جناب مین حاضر ہوا غلام

اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بخاص و عام — نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اتہام

دیتا ہے تیرے عہد مین اے عادل زمین — زخم جگر کو سودۂ الماس التیام

کیا کیا ہے خوبیان تجھے حق نے تجکو خلق — ابناے روزگار کے اے فخر و احترام

مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق — یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام

بحر مضارع مثمن مقصور
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تیرا ہی بار علم ہے اے صاحبِ وقار | کشتی خاکدان کو جو بانی یہ ہے قیام
آوے نسیم اگر چمن خلق سے ترے | خوشبو جہانیوں کا ابد تک رہے مشام
تجھ نعرۂ غضب کی یہ صولت ہے گر سنیں | فیصل ہوں بَرّ و بحر کے باشندگان تمام
زہرہ ہو آب سینے میں ہیبت سے شیر کا | تڑپے نہنگ پیاس سے ماہی ہو جوں بدام
اشجع تو اسقدر ہے کہ میدان میں روز جنگ | کیا تاب روبرو ہو ترے رستم اور سام
قالب تہی کریں وہ قلم اُسکا دیکھ کر | تصویر تیری تیغ کی کھینچے جو بے نیام
تیغ سخا بھی ایسی ہے جسکے سے یہ ملک دل | پاتے ہیں گڈھ غمونکے بیک ساعت انہدام
سائل کے گھر میں کب تری بخشش سما سکے | جب اُسکے گھر کا تا بہ فلک ہو نہ پشت بام
باغِ جہان میں آج تو وہ نخل سبز ہے | پہونچے ہے جا بفیصل ثمر تجھسے ردم شام
تیرا ہی اب بروے زمین اے فلک جناب | بے قفل و بے کلید در فیض ہے مدام
پیدا خواص سایہ میں اُسکے ہما کا ہو | تجھ مزرع کرم سے چُنے دانہ گر حمام
کچھ کم نہیں جہان میں سلیمان سے تیری جاہ | گو اسنہ پہ آصف دولہ ہے تیرا نام
آئے وہ وزیر ہند کہ حیران ہو رہیں | شاہانِ عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام
مطبخ کا ایک خرچ ترے گر بیان کروں | اس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام
فیض اُنکا اسقدر ہے جو اُسکے میں ریزہ چین | خوان کرم پہ ہیں وہ اپنے فلک عام
رتبہ ترا ہے وہ جو کرے قصد وہم کو وہم | پہونچے نہ ماندگی سے بیک کوچ دو مقام
ذرہ کرے ہے خاک کا اُسکی فلک پہ ناز | جس گلزمین پہ سیر کو کرتا ہے تو خرام
تجھ سنت کی کوئی مدح و ثنا مجھسے ہو سکے | میں کیا ہوں کیا زبان مری اور کیا مرا کلام
ناظم سے غرض ہے مجھے عرض مدعا | مقصد مرا قلیل ہے ہو پہنچے بانصرام

الٰہی تیری جناب مین اتنی ہی عرض ہے
کس کس کا ملتجی ہون کہا کر ترا غلام

مت رکھ روا یہ مجھ پہ کہ اعمال کے تئین
تیری سلامتی مین کرون مجرا و سلام

انصاف ہے کہ ہو وہ عطا اِس جناب سے
اورون کی مین سماجت و منت کرون مدام

دیہات جو ہین مصرف مطبخ کے اُن مین سے
اس نقد کے عوض مجھے ہو صحنک طعام

سے گنج بخش خلق مرا ہے یہ مدعا
کرنا روا حضور ترے کسقدر رہے کام

سودا بس اب خموش کہ جا ادب ہے یہ
اس نظم کا تو کر بہ دعائیہ اختتام

تابندہ جب تلک بفلاک ہووین مہر و ماہ
تا جلوہ گر رہین بجہان صبح اور شام

دنیا ہو اور تو ہو الٰہی بخرمی
تیرے نصیب جام مئے عیش ہو مدام

## قصیدہ در معذرت اتہام انشا بجناب مرشد زادہ

قسم بذات خدائے کہ ہے سمیع و بصیر
کہ مجھ سے حضرت شہ مین نہین ہوئی تقصیر

سوا اسکے کہ حال اپنا کچھ کیا تھا مین عرض
سو وہ بطور شکایت تھی اندکے تقریر

گر اس سے خاطر اقدس پہ کچھ غبار آیا
اور اِس گنہ سے ہوا بندہ واجب التعزیر

سو وہ بھی ہو چکی یعنی بہ صورت ایجاد
گلی گلی تو ہوئی سارے شہر مین تشہیر

عوض رذیلون کے لین مجکو گالیان لکھوان
عوض دوشالہ کے خلعت بشکل نقش حریر

سلف مین تھا کوئی شاعر نواز ایسا کب
جو ہے تو شاہ سلیمان شکوہ عرش سریر

مزاج مین یہ صفا ہے کہ کر لیا باور
کسی کے حق مین کسی نے جو کچھ کہ کی تقریر

مصاحب ایسے کہ گر کچھ کسی سے لغزش ہو
تو اسکے رفع کی ہرگز نہ کر سکین تدبیر

دگر کرین تو پھر ایسی کہ تا طپش و غضب
مزاج شاہ مین ہو مشتعل بحد تشویر

سو تاب ذرہ کہان نور آفتاب کہان
کہان وہ سطوت شاہی کہان غرور فقیر

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

مقابلہ جو برابر کا ہو تو کچھ کہیے — کہاں دقیقی و دیبا کہاں ملا ٹس حقیر

یہیں اک فقیر غریب الوطن مسافر نام — رہے ہے آٹھ پہر جسکو قوت کی تدبیر

مراد ہیں ہے کہ مدح حضور اقدس کو — اُلٹ سکے پھیر بحرف ذمیمہ در دل تغیر

یہ افترا ہے بنایا ہوا سب انشا کا — کہ بزم و رزم میں ہے پاسے تخت کا وہ شیر

مزاج شاہ ہو یوں منحرف تو مجھکو بھی — یہ چاہیے کہ کروں شکوہ اسکا پیش وزیر

اگر وزیر بھی بوسے نہ کچھ خدا لگتی — تو جاؤں پیش محمد کہ ہے بشیر و نذیر

تشفیع روز جزا بادشاہ اوادھ نے ا — نہ کردہ جرم پہ جسنے نہیں لکھی تعزیر

کہوں یہ اُس سے کہ اے جرم بخش پُر گنہان — تری غلامی میں آیا ہے دادخواہ فقیر

خطا ہو میری جو پہلے تو کرا سیر مجھے — دگر عدو کی نہ تھا اسکو طوق اور زنجیر

اگرچہ بازی انشا سے بے حمیت کو — رہا خموش سمجھ کر یہیں بازی تقدیر

وے عقد ہے بٹھایا کہ اب وہ چاہے ہے — خیال میں بھی نہ کھینچوں میں ہجو کی تصویر

سو یہیں ملک ہیں ایسا بشر ہوں تا کے چند — کہے ہے اُسکے کروں لگا نہ ناجا تحریر

کیا یہیں فرض کہ یہیں آپ اُس سے درگذرا — پھر نگا مجھ سے کوئی گرم منتظر کا ضمیر

اور انپہ بھی جو کیا ہیں نے تازیانہ منع — تو ہو سکے ہے کوئی اُنکی وضع کی تدبیر

ہزار شہد دان ہیں ٹٹھیں ہزار جا پہ ملین — پھریں ہمیشہ لیے جمع ساتھ اپنے کثیر

نہ ہایں تیغ سیاست نہ تھہ سلطانی — نہ سمجھیں قتل کا وعدہ نہ ضربت شمشیر

مزاج الکا ٹٹھول اسقدر بڑا ہے کہ وہ — ہنسی سمجھتے ہیں اس بات کو نہ جرم کبیر

پھر اسپہ یہ بھی ہے یعنی کہ اُس مقام کے بیچ — جو ہووے نشی تو کچھ نثر میں کرے تسطیر

نکیف خاکہ خدا نے کیا ہے موزون طبع — اور انپہ فضل سے بخشی ہو شعر میں توقیر

یہ کوئی بات ہے سو ہنسکے وہ خموش رہین
ہوا ہے مصلحتہً گو کہ تصفیہ یہ اخیر

مگر یہ بات مین مانی کہ سانگ کا بانی
اگر مین ہون تو مجھے دیجیے بدترین تعزیر

مین آپ نائکہ کش اتنا کہان مجھے مقدور
کہ فکر اور کرون کچھ بغیر آتش شعیر

مرے حواس پریشان باین پریشانی
ہو جیسے لشکر شکستہ کی خراب بہیر

اگرچہ صلح کی ٹھہری رہے تو صلح سہی
اگر ہو پھیر شرارت بشر ہون مین بھی شریر

جواب ایک کے یان مس ہین اور دس کے سو
نگاہ کرتے تھے اول باین قلیل و کثیر

حصول یہ ہے کہ جب کوتوال تک قضیا
گیا ہوا ز پئے تہدید شاعران شریر

تو کوتوال ہی بس اُنسے اب سمجھ لیگا
یہ دمبدم کی شکایت کی ہے عبث تحریر

یہ وہ مثل ہے کہ جسطرح سارے شہر کے بیچ
بلند قامتی اپنی سے متہم ہو بعیر

سو متہم مجھے نادان نے ہجو شہ سے کیا
قباحت اسکی جو سمجھے شہ اُسکو دے تعزیر

وہ لے مزاج مقدس جو لاابالی ہے
نہین خیال مین آتا خیال حرف حقیر

جو کچھ ہوا سو ہوا مصحفی بس اب چپ رہ
زیادہ کر نہ صداقت کا ماجرا تحریر

خدا پہ چھوڑ دے اس بات کو وہ مالک ہے
کرے جو چاہے جو چاہا کیا بحکم قدیر

## مناجات

یا الٰہی یا الٰہی یا اللہ
مین ترا ہون بندہ بے دستگاہ

پہونچون تجھ تک مجھ مین یہ ہمت نہین
دور رہون تو طاقتِ فرقت نہین

گر بیان اپنی کرون مین بیکلی
فاش یا اپنا کرون راز دلی

تو وہ گستاخی و بیباکی ہے آہ
چپ رہون تو جان ہو غم سے تباہ

عالم برزخ مین ہون مین بین بین
جان کو میسر نہین اک لحظہ چین

زندگانی ہے مرے جی کا وبال
بے حضوری سے تری اے ذوالجلال

ہے نفس ہر اک تفنگ جانستان
ہے سر موئے مژہ نوک سنان

بے ترے دیکھون تو کیا دیکھون بھلا
بے ترے بولون تو کیا بولون بتا

بند تن ہے مجکو بند آہنی
جسکی کڑیان نخوت و کبر و منی

طمع و حرص و بخل و حب مال وجاہ
عجب و پندار و ریا ہین یا آلہ

رکھ مری شمشیر ہمت سان پر
قطع ہو یہ بند جس سے سر بسر

گر نہو تیری عنایت کی نگاہ
تو ہو اس بند مین بندہ تباہ

دام مین حرص وہوا کے کر کے بند
چاہتا ہے مجھ سے پرواز بلند

آہنی اک پنجرے مین کر کے قید
حکم فرماتا ہے کر عنقا کا صید

گر یہی منظور ہے تو رہ بتا
اور یہ بند سخت کر مجھسے جدا

ہون مین آہن تو ہو خود آہن ربا
کاہ مین ہون کر تو کاہ ربا

تب برآوے کچھ تمنا سے دلی
ورنہ ہے سب جستجو بیجا علی

لے اگر سوئے نہ بندے کی خبر
ہے تلاش اسکی سراسر درد سر

سر ٹپک کر مر گئے صد ہا بشر
کچھ ہوئی محنت نہ انکی کارگر

وہ بتا رستہ کہ اک مقراض لا
بیسرے ہر اک بند کو کر دے جدا

کھینچ لیجا بحر وحدت تک مجھے
دے تو پہونچا شہر الفت تک مجھے

کر عطا دل کو مرے ایسی طپش
جس سے جل کر خاک ہو سب غل وغش

سور کو ہے سیر کعبہ کی ہوس
پر ہے بیچارے کو کب یہ دسترس

پیچ

بال پر اپنے بٹھائے گر ہما | تب بر آوے اسکے دل کا مدعا
بار سے رحمت کا ہما کو حکم ہو | تا وہ اُس مور نحیف خستہ کو
بال شفقت پر اٹھا کر لے چلے | طوف کعبہ کو اُڑا کر لے چلے
جسکو تو بے رنج چاہے گنج دے | جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے
ہین ترے مخلوق دونون رنج و گنج | ہین ترے قبضہ مین یارب گنج و رنج
رنج محرومی کو میرے دور کر | گنج عرفان سے مجھے معمور کر
رنج مجبوری مین جی ہے مبتلا | راہ اپنی تو مجھے یارب بتا
تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہو مرا | دیو غول نفس سے مجکو بچا
غرق بحر معصیت ہون آہ آہ | انتظار مغفرت ہون آہ آہ
ہین ذلیل و خوار و زار و دستمند | عاجز و مسکین زبون و ناپسند
تو غنی و مغنی و عاجز نواز | بادشاہ ذوالجلال و کارساز
باسط رزاق ستار عیوب | قاضی حاجات غفار ذنوب
بدترون سے جو کہ بدتر ہین یہان | مجھ سے سو درجے ہون بہتر بیگمان
جس سے بدتر اس جہان مین کچھ نہین | اس سے سو درجے ہون بدتر بالیقین

لطف سے کردے مجھے یارب حسن
ہون مرے بدکام یکسر سب حسن

تمت




## حصۂ اول

## باب الف

ابلق ایام - مراد از شب و روز - ابلق بمعنی چتیلا - ایام جمع یوم بمعنی دن -

اتم - تمام - کامل - پورا -

اٹل - جو اپنی جگہ سے ٹل نہ سکے -

اچل - جو اپنی جگہ سے چل نہ سکے -

احیا - مصدر عربی بمعنی زندہ کرنا -

آرزو تخلص ہے سراج الدین علی خان اکبر آبادی کا - وطن خاص اُنکے آبا کا اجودھیا یعنی اودھ ہے محمد علی شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین آنند رام مخلص کے ہمعصر تھے شاعر بیمثال اور عالم زبردست ہوے ہین فارسی کی زباندانی اُنکی خاص کر مشہور ہے - اُنھون نے اکثر اعتراضات شیخ علی حزین کے کلام پر کیے تھے چنانچہ اُنکے جوابات اکثر امام الشعرا اللہ خان نے دیے ہین - دیوان آرزو و خیابان

شرح گلستان - مجموعۃ النفائس - تذکرۃ الشعرا - انکی تصنیفات سے مشہور ہین
سنہ ۱۱۶۷ع مطابق سنہ ۱۷۵۴ع مین بعہد شجاع الدولہ لکھنؤ مین وفات پائی اور بعد چند
روز کے نعش اُنکی شاہجہان آباد بھیجی گئی -

ارم - نام ہے ایک بہشت مصنوعی کا جو عرب کے دو صوبون صنعا و حضرموت
کے مابین شداد نے بنائی تھی - اور بھی نام ہے عاد شہر کا -

ارژنگ - زمانۂ قدیم مین ملک چین مین مانی نام ایک بڑا مشہور کامل مصور
ہوگیا ہے بعض اسی کو اور بعض اُسکے کارخانہ کو ارژنگ کہتے ہین اور بعض کا
قول یہ ہے کہ کوئی دوسرا مصور تھا کہ جو مانی کا نظیر تھا -

اسد - نام ہے پانچوین برج آسمانی کا جو بشکل شیر ہے اور شیر کو بھی کہتے ہین بعض
شعرا کا تخلص بھی اِس نام سے منسوب ہے -

اسفندیار - ملقب بروئین تن ابن گشتاسپ شاہ بادشاہ ایران اور قیصر روم کا
نواسہ تھا - روایت ہے گشتاسپ کا وزیر جاماسپ علم طبیعات مین بڑا ماہر تھا
اُسنے بیابان سے کوئی گھاس لاکر دیگ مین جوش دی اور اسفندیار کو بٹھایا اور اُس سے
اُسکا بدن ایسا سخت اور مضبوط ہوگیا کہ گویا لوہا تھا اور اسی لیے اُسے روئین تن
یعنی ہشت دھاتی کہتے ہین ہفتخوان روم کا راستہ کہ جو نہایت سخت گذار تھا سواے
اُسکے کسی نے طے نہین کیا ہے اور اسی باعث سے وہ ہفتخوان اسفندیار مشہور ہے
گشتاسپ کے عہد مین رستم اور زال نے بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی تھی اور سیستان
مین اپنی بادشاہت کا ڈھنگ ڈالا تھا جب اسفندیار ہفتخوان طے کر کے اپنی
بہنون کو قید سے چھوڑا لایا اپنے باپ سے اِس وعدے کے ایفا کا خواستگار ہوا

کہ تاج وتخت ایران اب مجھے عطا کر اُسنے کہا کہ رستم اور زال کہ میرے قبل ہمیشہ کاؤس وکیخسرو بادشاہان اس سلطنت کی اطاعت مین رہے اور اب وہ مجھسے منحرف ہین تو انکو گرفتار کر لا اسوقت بے خوف وخطر بادشاہت لینا اول تو اُسنے اِس بنیاد پر نہ مانا تھا کہ رستم ہمیشہ خیرخواہ بادشاہت ایران رہا ہے اُسکو مارنا جائز نہین مگر آخر کار بطمع تاج وتخت سیستان کو آیا۔ رستم نے بہت عجز وانکساری کی مگر جب اُسنے کسی طرح نہ مانا تو ناچار لڑائی پر راضی ہوا اسکا زمانہ سنہ قبل حضرت عیسیٰ کی تاریخون سے ثابت ہوتا ہے۔

اسکندر یا سکندر۔ ملک مقدونیہ مین بادشاہ فیلقوس کا بیٹا تھا پیدائش اسکی ۳۵۵ سنہ قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے ہوئی باپ نے اُسکو تعلیم وتربیت کے واسطے لقمان حکیم کے سپرد کیا تھا ابتدا سے عمر سے اسمین آثار خوش اقبالی ظاہر تھے فیلقوس کی وفات کے بعد ۳۳۶ سنہ قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے تخت نشین یونان ہوا اکثر صوبجات نے سرتابی کی مگر اُسنے اپنی شجاعت اور مستعدی سے سبکو زیر کیا اور ملک مصر اور شام اور ایران وغیرہ کل سلطنت فارس کو فتح کرکے اپنے قبضہ مین لایا ہندوستان مین بھی پنجاب تک آیا اور راجہ پورس سے لڑائی ہوئی مگر چونکہ فوج اُسکی بوجہ سفر دور ودراز کے بیدل ہو رہی تھی اسواسطے آگے نہ بڑھ سکا شہر بابل مین بعارضہ بخار بیمار ہو کر ۳۳ برس کی عمر مین ۳۲۳ سنہ قبل حضرت مسیح کے انتقال کیا۔ شہر اسکندریہ بھی اسی کا آباد کیا ہوا ہے اِسکی اور دارا کی لڑائیان دارا کا شکست کھانا اور دارا سکا اُسکی مان اور بی بی اور لڑکے بالون کو اسیر کرکے لیجانا اور اُنسے بکمال خوش خلقی اور تعظیم کے پیش

آتا یادگار زمانہ ہے۔

اسیر۔ تخلص شاعر بے نظیر منشی والاتدبیر تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر مرحوم کا ہے مولد انکا قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنؤ ہے انکے تمام بزرگ سید عباسیہ عالم فاضل اور عہدہ دار سرکار شاہی رہے۔ بارہ برس کی عمر سے اپنے ننہال مقام لکھنؤ مین تحصیل علوم مین مصروف ہوئے اور چند روز مین تمام علوم سے بہرہ یاب ہوگئے۔ فن شاعری جناب غلام ہمدانی متخلص بہ مصحفی سے سیکھا اور اخیر شاہی مین مصاحب حضرت واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے رہے تصنیفات مین دو دیوان بزبان اردو ایک مسمیٰ بہ گلستان سخن دوسرا مسمیٰ بہ ریاض حقیقت اور ایک دیوان فارسی مسمیٰ بہ گلشن تعشق نہایت مشہور ہین علاوہ انکے اور بہت سی تصنیفات مختلف علوم مین ہین۔

امانت۔ سید آغا حسن صاحب متخلص بہ امانت ابن میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی بن سید علی رضوی مشہدی کلید بردار روضۂ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام ۱۲۳۱ہجری مین پیدا ہوے سن شعور سے تحصیل علوم کا شوق تھا پندرھوین برس شاعری کی جانب طبیعت راغب ہوئی دو چار سلام کہے دلگیر صاحب سے اصلاح لی انھون نے امانت تخلص رکھا چند روز کے بعد غزل گوئی کی طرف رجحان ہوا بیس برس کی عمر مین امراض باردہ کے باعث زبان بند ہوگئی تحریر کے ذریعے سے باتین کرنے لگے اور چونکہ سواے لکھنے کے اور کسی کام کے نہین رہے تھے اس وجہ سے شاعری مین کامل ہو گئے بڑے بڑے لوگ شاگرد ہوے دس برس بعد خود بخود گویا ہو گئے ۱۲۶۲ہجری مین ایک محفل قرار دی اور تمام امرا اور رؤسا

اور شعرا کو جمع کیا انکی غزلین۔ مثنوی۔ ٹھمریان۔ دادرے۔ ہولی۔ نسبتن ساون۔ چھند۔ وغیرہ خاص وعام کی زبان پر جاری ہین آخر آخر زمانے مین پہیلیان۔ چیستان۔ اور معما کہنے کا بھی شوق ہوا تھا۔ ۲۰۔ جمادی الاول ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ عیسوی مین ۴۴۔ برس کے ہو کر استسقا کے عارضے مین راہی ملک بقا ہوے۔

انس وجان۔ بمعنی انسان وجن۔

اوتار۔ لفظ سنسکرت۔ اللہ تعالیٰ کا دنیا مین بشکل انسان آنا۔

اوجاغ۔ لفظ ترکی۔ دیگدان۔

اودھ۔ ایک صوبہ ہے ہندوستان کا نہایت زرخیز اور شاداب۔ سورج بنسی خاندان ہنود کی ابتدا اِسی صوبے مین بمقام اجودھیا ہوئی تھی اور راجہ دسرت سری رام چندر جی کے پتا یہین کے راجہ تھے غوریون کے دنون مین یہ ملک شامل راج قنوج تھا پھر سلطان شرقی نے اِسے فتح کیا آخر کو گذشتہ صدی مین ہستناپوریون کی عملداری یہان ہوئی اُنمین آخر بادشاہ سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ ۱۸۵۶ عیسوی تک فرمان روا اِس ملک کے رہے۔ وسعت اِس صوبے کی اب ۲۳۹۲۳۔ مربع میل ہے طول ۲۷۰۔ عرض ۱۶۰ میل۔ آبادی ایک کرور بارہ لاکھ۔ کل مالگزاری قریب ایک کرور ۶۰۔ لاکھ کے اِسکی تقسیم بارہ ضلعون مین ہے۔ اجودھیا نیمکھار مصرکھ۔ گولا۔ بہرائچ وغیرہ بہت قدیم مقام ہین۔

ایرانی۔ منسوب بہ ایران جسے اب فارس کہتے ہین ایشیا کے مغربی

ملکون مین زمانۂ قدیم مین بہت ممتاز اور زبردست بادشاہت تھی کیخسرو جو
وہان سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اُسکی مملکت اِس قدر بڑی تھی کہ
اُسکے وقت تک ایسی بڑی سلطنت کوئی نہین ہوئی کیخسرو کے بعد سلطنت
تقسیم ہوگئی اور آخر کو سکندر کے وقت سے یونانی بادشاہ ہوئے اُسکے
بعد پھر یہان آتش پرست پارسیون کی سلطنت ہوئی اور پھر ساسانیون
کی اُنکے بعد اہل اسلام آئے تقسیم اِسکی بارہ صوبون مین ہے۔
۱- آذربایجان- ۲- عراق عجمی- ۳- لورستان- ۴- خورستان- ۵- فارس
۶- لارستان- ۷- کرمان- ۸- گیلان- ۹- مازندران- ۱۰- استرآباد-
۱۱- گردستان- ۱۲- خراسان- لفظ ایران منسوب ہے ایرج بادشاہ فریدون
کے بڑے بیٹے سے رستم و اسفندیار وغیرہ پہلوان یہین ہوے ہین۔

## باب بائے عربی

**بادسموم**- یعنی ہوا زہرآلودہ جسکو لون اور عوام لو بھی کہتے ہین-
**بالراس والعین**- کلام عربی- راس بمعنی سر عین بمعنی چشم ترجمہ بسر و چشم-
**بدیمین**- منحوس و نامسعود-
**بڑ**- یعنے درخت برگد-
**برھماجی**- ہندوون کے یہان اللہ تعالے کے تین خاص نام باعتبار
اُسکی تین خاص صفتون کے ہین اول باعتبار اس صفت کے کہ اللہ تعالے
خالق ہے اُسے برھما کہتے ہین اور باعتبار اسکے کہ وہ رازق اور حافظ ہے
بشن کہتے ہین اور باعتبار اِسکے کہ اُسی کے حکم سے کل عالم فانی ہے مہیش

کہتے ہین برھما جی کا نام اگر بجائے حضرت آدم بھی کہا جاے تو جائز ہے۔
بشسٹ۔ راجہ رام چندر جی کے گرو یعنی مرشد کا نام ہے۔
بکاول۔ فارسی بمعنی خانساماں باورچی یا بھنڈاری۔
بلع۔ مصدر عربی بمعنی نگلنا۔
بوالفضول۔ مخفف ابوالفضول معنی ابوپدر و فضول کا ہل بترکیب اضافی جو سست آدمی بیٹھے بیٹھے باتین بنایا کرتے ہین۔
بوعلی سینا۔ ایک بڑے یونانی حکیم عالم و فاضل ملک تاتار کا نام ہے۔ والد اُنکے بلخ سے بخارا مین آئے اور یہین قریب ۹۸۰ عیسوی کے بوعلی سینا کی پیدایش ہوئی بارہ برس کے سن مین اکثر علوم سے فراغ حاصل کیا ۱۸ نہایت عمدہ اور مشہور کتابین اُنکی یادگار ہین کہ جنمین اشارات و شفا و قانون زبان زد خاص و عام ہے ۱۰۳۷ عیسوی کے قریب انتقال کیا
بوم۔ فارسی۔ بمعنی اُلو یہ جانور بعقائد ہندیان بہت منحوس ہوتا ہے اور کوئی اُسکا مُنہ خصوص صبح کے وقت نہین دیکھتا ہے اور نہ کہین بستی مین اُسکو رہنے دیتے ہین۔
بھرت۔ راجہ دسرت حاکم اودھ کے فرزند بی بی کیکئی کے بطن سے تھے انھین کو گدی دینے کے لیے کیکئی نے سری رام چندر جی کو بن باس دلایا تھا جب سری رام چندر جی بن باس کو چلے گئے ہین اِسکے بعد بھرت جی اُنکی تلاش اور پھیر لانے کو گئے تھے چنانچہ چترکوٹ علاقہ ریوان مین باہم ملاقات ہوئی مگر سری رام چندر جی نہین آئے صرف اپنے ہی

کھڑاؤن اُنکی دلجمعی کے واسطے دیے چنانچہ اُسی کھڑاؤن کو گدی پر رکھکر بھرت جی انتظام سلطنت کرتے رہے مگر بنظر تعظیم خود تخت پر نہ بیٹھے بعد مدت دراز بن باس کے سری رام چندر جی تخت اجودھیا پر بیٹھے تو بھرت جی نائب ہوے اُنکے پیشتر ایک اور راجہ بھرت نام ہوئے ہین جنکے نام سے ہندوستان بھرت کھنڈ مشہور ہوا ہے۔

**بہمن** ۔ بیٹا تھا اسفندیار کا بعد گشتاسپ شاہ کے تخت نشین سلطنت ایران ہوا جب اسفندیار رستم کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اُسوقت اُسنے وصیت کی تھی کہ تو میرے بیٹے بہمن کو فن بہادری سکھانا چنانچہ رستم نے اُسے سب طرح پر تربیت دی اور سب سکھا اور سمجھا کر گشتاسپ شاہ کے پاس بھیجا مگر بعد مرنے رستم کے یہ زابل پر جہان رستم کا باپ زال اور بیٹا فرامرز تھا حملہ آور ہوا اور باپ کے قتل کا کینہ خواہ ہو کر زال کو قید کرلیا اور فرامرز سے کئی روز معرکہ جدال و قتال گرم رہا آخر فرامرز کو شکست دے کر دار پر کھینچا اُسکے بعد اُسکا بیٹا داراب تخت پر بیٹھا۔

## باب باے فارسی

**پاشنہ** ۔ پیر کی ایڑی اور ککڑی اور خربزہ اور تربوز کو بھی کہتے ہین۔

**پروین** ۔ چھ چھوٹے ستارے جو یکجا رہتے ہین اور جاڑون مین سب سے اول نمایان ہوتے ہین انھین کو ثریا بھی کہتے ہین۔

## باب تاے فوقانی

**تابستان** ۔ موسم گرما سے مراد ہے۔

تحمید - خدا کی حمد اور ثنا و صفت کرنا -
تفنن - عربی - ایک حال سے دوسرے حال مین بدلنا - شاخ شاخ ہونا -
تکوین - عربی - ایجاد کرنا اور بنانا مراد از عالم -
تگاپو - دوڑ دھوپ -
تورانی - منسوب بہ توران جسے تاتار بھی کہتے ہین اگلے زمانے مین یہان کی سلطنت بڑی عظیم الشان تھی اور اکثر ملک یہین کے لوگون سے آباد ہوئے ہین سلطنت چین ہمیشہ ماتحت اسکی رہی چنگیز خان اور تیمور زمانہ جدید کے سپہ سالاران تاجور اسی ملک کے تھے -
تیل جلاؤ - ایک ٹوٹکا ہے یعنی چراغ روشن کرکے بارش مین رکھتے ہین کہ مینھ تھم جاوے -

## باب ثاے مثلثہ

ثور - نام ہے دوسرے برج آسمانی کا جو بشکل گاؤ نر ہے اور گاؤ نر کو بھی کہتے ہین -

## باب جیم عربی

جانکی - سری راجہ رام چندر جی کی رانی سیتاجی کا دوسرا نام ہے انکے باپ کا نام راجہ جنک تھا لفظ جانکی جنک سے منسوب ہے انکی عملداری صوبۂ متھلا یعنے جنک پور مین تھی - اب یہ صوبۂ بہار سے مشہور ہے -
جدی - عربی - دسوین برج آسمانی کا نام ہے جو بشکل بکری کے بچے کے ہے -
جریح - عربی - بمعنی مجروح - زخمی - گھائل -
جمشید - بادشاہ طہمورث کا بیٹا بعد باپ کے تخت نشین ایران ہوا پہلے

یہ شخص بڑا عادل خدا پرست رعیت نواز تھا فن پارچہ بافی اور کشتکاری کی ابتدا
اِسی سے ہے شاہنامہ والا لکھتا ہے زرہ جوشن تیغ وغیرہ اِسی کے وقت مین
بننے شروع ہوے مکانات اور عمارات وغیرہ بھی اُسکے وقت مین قسم قسم کے
تیار ہوے ایک تخت بھی ایسا تیار کیا کہ اُسپر بیٹھکر ہوا مین سب جگہ سیر کر آتا تھا
اِسکا جام بھی بہت مشہور رہے کہ جسمین کل دنیا کا حال دکھائی دیتا تھا اور اُسے
جام جہان نما کہتے ہین آخر کو اُسے غرور بہت ہوا اور دعوے خدائی کا کرنے لگا۔
لوگون نے کنارہ کشی شروع کی اور ملک تازیعنی عرب کے سپہ سالار مرتاش
کے لڑکے ضحاک کے پاس آئے کہ اب ایران پر چڑھائی کیجیے فوراً قبضہ مین
آجاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جمشید بھاگ گیا اور بہت خراب رہا آخر کو زابل کی
شاہزادی نے اُس سے عقد کر لیا مگر شاہ زابل نے اُسے ضحاک کے پاس
بھیجنا چاہا جمشید زابل سے بھی بھاگا اور ہندوستان کی طرف آتا تھا کہ راہ مین
لوگون نے اُسے گرفتار کر لیا اور ضحاک کے پاس لے گئے اور وہان اُسنے
اُسے آرے سے چروا ڈالا۔ زمانہ اِنکا تقریباً دو ہزار برس قبل حضرت عیسے
علیہ السلام ہے۔

**جوزا** ۔ عربی مین نام ہے دو پیکر اور تیسرے برج آسمانی کا جو بشکل دو لڑکون
ننگے کے ہے جو کہ پشت کے بھل ملے ہین۔

**جعد** ۔ عربی ۔ گھونگروالے اُمٹھے ہوے بال۔

**جوف** ۔ عربی ۔ بمعنے شکم اور ہر چیز کے درمیان کے خلو کو
کہتے ہین۔

## باب جیم فارسی

چرغ - فارسی - ایک جانور شکاری کا نام ہے -
چنار - فارسی - ولایت مین ایک درخت بہت بڑا ہوتا ہے جسکی پتیان سُرخ و لشکل پنجۂ انسان ہوتی ہین اُسمین پھل نہین ہوتا مگر لکڑی بڑی جوہردار ہوتی ہے -

## باب حاے حطی

حبذا - عربی - کلمہ مدح بمعنی کیا خوب -
حرافت - عربی - پیشہ دری -
حزین تخلص ہے شیخ محمد علی اصفہانی کا سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین پیدا ہوے اکثر بلاد ایران وغیرہ کی سیر کی محمد مسیح فنائی اُنکے اُستاد تھے علوم منطق ریاضی الٰہی وغیرہ پڑھے ہوے تھے اور شاعری مین درجۂ کمال حاصل تھا ہندوستان مین اول بمقام ٹھٹہ واقع سندھ آئے چند روز بعد ملتان اور لاہور ہوکر دہلی مین آئے نادرشاہ کے جانے کے بعد عمدۃ الملک امیر خان نے محمد شاہ بادشاہ سے کچھ جاگیر دہلی مین دلادی یہان اُنھون نے ہندیون کی ہجو لکھنی شروع کی اُسپر شعراے دہلی منغص ہوے آخر کو اُنھون نے وہان رہنا بے لطف سمجھکر آگرے کی راہ سے بنارس کو نواب آصف الدولہ بہادر کے وقت مین گئے یہ بات بہت مشہور ہے کہ نواب موصوف بنارس مین اُنکی ملاقات کو بمقام فاطمان گئے تھے وہان دربانون نے روکا نواب صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے جاکر کہو ع در درویش را دربان نباید + بجواب اِسکے شیخ نے پہلے کہلا بھیجا کہ ع بباید تا سگ دنیا نیاید + مگر آخر کو بلوالیا اور ملاقات کی

سنہ ۱۱ ہجری قریب سنہ ۶۲ عیسوی کے اِنکا انتقال ہوا بنارس فاطمان مین قبر اُنکی موجود ہے
حسن۔ تخلص ہے میر حسن ولد میر غلام حسین ضاحک کا۔ اِنکے مان باپ بمقتضائے
آب ودانہ اپنا وطن اصلی ہرات کو چھوڑ کر پُرانی دہلی مین آبسے تھے چنانچہ میر حسن
دہلی ہی مین پیدا ہوے بعد نشو ونما شاعری اختیار کی پہلے میر درد صاحب کے
شاگرد ہوے اور بعد بربادی سلطنت دہلی مع اپنے والد بزرگوار کے فیض آباد مین آکر
مقیم ہوے یہان فیض آباد مین کبھی میر ضیاء الدین ضیا اور کبھی میرزا رفیع السودا سے
اصلاح لیتے تھے غزل۔ قصیدہ۔ مثنوی۔ باقی اور تمام اقسام سخن مین شہرت
پائی جب مثنوی قصۂ بے نظیر لکھکر نواب آصف الدولہ بہادر کے حضور مین سنائی
تب اُنھون نے ایک دوشالہ ملبوس خاص عنایت فرمایا لیکن عجیب واقعہ ہوا
کہ مثنوی سُناتے سُناتے نواب آصف الدولہ بہادر کی مدح مین یہ مصرع نکل آیا۔ کہ (ایک
دن دوشالے دیے سات سے) اور چونکہ آصف الدولہ بہادر نے ایک دن مین
چودہ سو دوشالے بانٹے تھے۔ پس یہ مصرع سُنکر نہایت بد دماغ ہوے بلکہ
مشہور ہے کہ قید بھی کیا اِسوجہ سے بعض لوگ مثنوی مذکور کو منحوس کہتے ہین
الغرض میر حسن نے غرۂ محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین وفات پائی اور عقب باغ
نواب قاسم علی خان بہادر واقع محلۂ مفتی گنج بلدۂ لکھنؤ مین مدفون ہوے
میر حسن تین بیٹے چھوڑکر مرے تھے۔ جنکے تخلص خلیق مخلوق اور خلق ہین خلیق
کے تین بیٹے ابتک بقید حیات ہین بڑے بیٹے میر ببر علی صاحب انیسؔ تخلص مرثیہ گوئی
مین یکتائے زمانہ ہین اور ایک طرز خاص کے موجد ہین۔ زبان اُنکی نہایت
صاف تمام ہندوستان مین اِنکے کلام مشہور ہین۔ منجھلے بیٹے میر مہر علی صاحب

سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین انتقال کیا

اُنس بھی مرثیہ گوئی مین اپنے برادر بزرگ کے قدم بقدم ہین اورچھوٹے صاحب
میر نواب متخلص بہ مونس غزل گوئی مین بھی مشہور و معروف ہین اِنکی غزلین اکثر
شہر مین گائی جاتی ہین اور یہی تخلص ہے مفتی مولوی الٰہی بخش ساکن قصبۂ کرانہ
ضلع مظفر نگر کا اب مکۂ شریف مین مقیم ہین بڑے عالم اور صوفی ہین
علم مناظرہ مین بڑا دخل رکھتے ہین اُنکی مذہبی بحثین بمقام آگرہ پادری فنڈل صاحب
کے ساتھ مشہور ہین۔

حضیض۔عربی۔پستی۔

حمل۔عربی۔پہلے برج آسمانی کا نام ہے جو بشکل مینڈھے کے ہے۔

## باب خاے معجمہ

خسرو۔تخلص ہے حضرت امیر خسرو کا اصل آپ کی ہزارہ بلخ سے
ہے۔امیر سیف الدین لاچین آپ کے والد چنگیز خان کے ایام فتنہ
مین دہلی مین سلطان محمد تغلق شاہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر
نوازشات شاہانہ سے سرفراز ہو کر پٹیالے مین مقیم ہوے بعد اُنکے
حضرت امیر خسرو اُنکے قایم مقام ہوے چند روز کے بعد حضرت شیخ نظام الدین
اولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر خدا کی عبادت مین مشغول اور تارک دنیا
ہوے اِنکا زمانہ تیرھوین صدی بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھا
یہ روایت برخلاف تذکرہ جات فارسی ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی
کے وہ ہمعصر تھے حضرت امیر خسرو کے خیالات نازک اُنکی مثنوی اور
دیوان وخمسہ اور دیوان قصائد اور غزلیات وغیرہ انواع سخن جو چار ہزار

حاشیہ: سلطان محمد تغلق کا زمانہ ۱۳۲۵ع سے ۱۳۵۱ع تک تھا

شعر سے زیادہ ہین ظاہر ہوتے ہین علم موسیقی مین بھی اِنھین کمال حاصل
تھا ۱۲۵۰ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے اور شیخ نظام الدین علیہ الرحمۃ
کے مقبرے مین بمقام دہلی مدفون ہوے۔

خوشتر تخلص ہے منشی جگناتھ ولد منشی منالال ابن منشی دودراج
ساکن ہڈہہ کا اِنکے آبا و اجداد کے نام ہڈہہ کی صیغہ داری تھی کثرت اولاد
اور قلت معاش کے باعث وطن اصلی چھوڑکر یہان شہر لکھنؤ محلہ
شانہ سازون مین سکونت اختیار کی اور سرکار شاہی مین سرفرازی
پائی اکثر پوتھیون کے ترجمے اِنھون نے کیے ہین۔

## باب دال مہملہ

دارا۔ زبان فارسی مین بادشاہ کو کہتے ہین اور آخر مین بادشاہان ایران
اِسی نام سے مشہور تھے تیسرا دارا جسکا حوالہ کتاب مین ہے موسوم
بہ قدومنش ایران کا آخر بادشاہ ہوا ہے سکندر سے اور اس سے تین
بڑے معرکے ہوے تھے آخر یونان والون کی دلیری نے ایرانیون کو پسپا
کیا اور دارا بادشاہ شہر بکتریا کی طرف بھاگا بکتریا کے حاکم نے اِس اُمید
سے کہ تخت مجھے ملیگا دارا کو ہلاک کیا ۳۳۱۔ برس قبل پیدائش حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کے سلطنت ایران دارا بادشاہ کے ساتھ نیست و نابود ہوئی۔

دجّال صیغۂ مبالغہ ہے یعنی دریاے دجلہ سے پیدا ہونے والا۔ اہل اسلام
قائل ہین کہ یہ شخص قبل از حشر دریاے مذکور سے پیدا ہوکر تمام عالم مین بعرصہ
سہ روز بادشاہت کرے گا حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُترکر

اور حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام غار (سر من راے) سے نکل کر اُسے ہلاک کرینگے۔

دسرت۔ نام ہے اجودھیا پوری کے راجہ کا جنکے یہان سری رام چندر جی نے اوتار لیا تھا۔

دلو۔ عربی بمعنی ڈول۔ اور گیارھوین برج فلکی کا نام ہے۔

دنائت۔ عربی۔ بمعنی پست فطرتی و کمینگی۔

## باب ذال معجمہ

ذو المنن۔ عربی۔ ذو بمعنی صاحب۔ منن جمع منت بمعنی احسان یعنے صاحب احسان۔

## باب راے مہملہ

راجہ رام چندر جی۔ ہندوؤن کے یہان ساتوین اوتار ہوے راون کے مارنے کے واسطے دنیا مین آئے تھے ہندوؤن کے یہان اُنکے زمانے کو ۸۶۸۹۶۸ برس ہوے مگر محققان یورپ تین ہزار اور چار ہزار برس کے اندر لکھتے ہین۔

راچھس۔ سنسکرت بمعنی ارواح شیطانی۔

راحت۔ تخلص ہے شیخ کریم الدین اعظم پور باشندہ کا جوان خوش مزاج سلیم الطبع کتب درسیہ فارسی اور صرف و نحو عربی سے بقدر ضرورت واقف و ماہر ریختہ گوئی پر قادر رشستگی زبان تناسب الفاظ بندش مضامین مین ساعی۔

راون - راجہ لنکا جو راجہ سری رام چندر جی کی رانی سیتا کو فریب دے کر لیگیا تھا اور جس سے سری راجہ رام چندر جی سے لڑائی ہوئی اور مارا گیا ذات کا برہمن اور بڑا عالم پنڈت تھا -

رخش - رستم پہلوان کے گھوڑے کا نام ہے اور مجازاً ہر گھوڑے کو بھی کہتے ہین -

رستم - یہ شخص دنیا مین مشہور ایران کے پہلوانون کا سردار ہوا ہے زمانہ اسکا تقریباً نوسو برس قبل سنہ عیسوی ہے زال بن سام کا بیٹا تھا بہت سے بڑے بڑے پہلوانون اور بادشاہون کو اسنے شکست دی ہفتخوان مازندران کا راستہ طے کر کے کیکاؤس کو چھوڑا لایا تھا آخر لڑائی اسکی بڑے معرکہ کی اسفندیار سے ہوئی اور اسمین وہ نہایت درجہ مجروح اور مجبور ہو گیا تھا مگر حکمت عملی سے آخر کو اُسنے اسفندیار کو ہلاک کیا -

رند - تخلص ہے نواب سید محمد خان ابن نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ نیشاپوری نواسہ نواب نجف خان بہادر باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ کا صاحب دیوان ہین اور خواجہ حیدر علی آتش کے تلامذہ مین سے تھے اُنکا کلام نزاکت اور فصاحت سے بھرا زبان شستہ وصاف بڑے فصیح اور عاشق مزاج تھے -

رنگین - تخلص ہے سعادت یار خان کا باپ کا نام طہماسپ بیگ خان تورانی تھا سات برس کی عمر مین روم سے ہندوستان مین آئے منصب ہفت ہزاری اور خطاب محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان اعتضاد جنگ بہادر پیشگاہ سلطان

سے عطا ہوا ہر چند سعادت یار خان سرہند مین متولد ہوا اور گاہ گاہ اطراف
وجوانب مین بھی سیر کرتا رہا مگر تمام عمر شاہجہان آباد مین بسر کی شروع مین
شاہ حاتم سے تربیت پائی اور فن شاعری کو بھی اُنکی خدمت مین سیکھا شاہ
موصوف کی وفات کے بعد پھر کسی سے اصلاح شعر کا اتفاق نہوا ہمیشہ اپنے
زور طبع کے اعتماد پر اپنے سخن مین خود اصلاح دیتا رہا اِس سرمایہ دار سخن
کی عمر کا سرمایہ چار دیوان ہین - اوّل مسمّٰے بہ دیوان ریختہ دوسرا مسمّٰے بہ دیوان
بیختہ - تیسرا مسمّٰے بہ دیوان آمیختہ چوتھا مسمّٰے بہ دیوان انگیختہ اِن چارون کا نام
چار عنصر رنگین ہے اور سوا اِسکے ایک مثنوی مسمّٰے بہ ایجاد رنگین اور نسخۂ
مجالس رنگین اور رنگین نامہ محمود نامہ کے جواب مین اور ایک فرس نامہ
اُسنے یادگار رہین -

ریختہ - مردانے کلام یعنے اُردوے معلے کو کہتے ہین اُسکے مقابل ہین زنانی
زبان کو ریختی بولتے ہین -

ریش گاؤ - احمق و خام طبع و مسخرہ -

## باب زاے معجمہ

زابل - ولایت سیستان مین ایک شہر کا نام ہے اور مقامات سرود سے
بھی ایک مقام کو کہتے ہین -

زال - سام بن نریمان کا بیٹا اور رستم پہلوان کا باپ تھا باپ نے اُسے
بوجہ اِسکے کہ اُسکے بال سفید تھے منحوس سمجھکر گھر سے نکال دیا اور کوہ البرز کے
دامن مین ڈال دیا - روایت ہے کہ سیمرغ طائر نے اُسے وہان پالا سام کو

خواب ہوا کہ تیرا لڑکا خوش و شادان ہے تونے خدا کا خوف نہ کیا اور اُسے جنگل مین ڈال دیا - سام البرز پہ دوڑا آیا وہان سیمرغ نے لڑکا اُسکے حوالے کیا اور اپنے چند پر دیے کہ جب میری ضرورت پڑے تو اُنکو جلانا مین فوراً موجود ہونگا شاہنشاہ نے لڑکے کا طالع دیکھکر زابل کا اُسے حاکم کیا -

زرغباً - عربی - زیارت کر تو ہفتے مین ایک مرتبہ -

زوارہ - رستم کا بھائی تھا -

زہ - فارسی بمعنے چلۂ کمان اور ہر چیز کے کنارے کو کہتے ہین - آفرین و آفرین کا بھی کلمہ ہے -

## باب زاے فارسی

ژیان - غصہ کا بھرا ہوا - خفا تند خو -

## باب سین مہملہ

سالک - عربی جو فقیر کہ پابند شرع ہو اور راہ چلنے والے کو بھی کہتے ہین -

سامری - نام ہے ایک مرد ساحر باشندۂ شہر سامرہ کا جو بعض آثار سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچان لیتا تھا اُسنے ایک گوسالہ سونے چاندی کا بنایا اُسکے جوف مین خاک ما دیان جبرئیل علیہ السلام کے پیر کے نیچے سے لیکر ڈال دی فوراً گوسالہ زندہ ہو کر باتین کرنے لگا حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت سے ایک جماعت کثیر کو بسبب اُسی گوسالے کے گمراہ کیا -

سرطان - ایک جانور ہے جو ندی تالابون مین رہتا ہے برابر مینڈک متوسط مشابہ بشکل عنکبوت کے اُسکو ہندی مین گنگٹہ یا گنگچہ کہتے ہین وہ اُلٹا سیدھا

دونون طرف چلتا ہے۔ اور نام ہے چوتھے برج آسمانی کا جو بشکل سرطان
ہے اور وہ خانۂ قمر ہے اور نیز نام ہے ایک قسم کے ورم سوداوی کا کہ سخت
اور ہر روز بڑھتا جاتا ہے اور رنگین سُرخ اور سبز مثل ہاتھ پیر سرطان
کے اُسمین ظاہر ہوتی ہین۔

سرستی۔ نام دیبی برھما جی کی بی بی کا ہے اور اسنے جملہ علوم اور فنون متعلق
ہین۔ شاردا بھی انھین کو کہتے ہین۔

سعدی تخلص ہے شیخ مصلح الدین بن عبداللہ شیرازی بلبل ہزار داستان
رحمۃ اللہ علیہ کا متقدمین اور متاخرین دونون مین افصح الفصحا اور شیخ شہاب الدین
سہروردی کے اکمل مریدون سے ہین آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی جسقدر
تعریف زیادہ کیجاوے کم ہے۔ ایک سو دو برس کا سن شریف ہوا دس برس کی
عمر کے بعد تیس برس بلاد مختلفہ مین تحصیل علوم کی۔ اور پھر تیس برس تک
سیاحی اختیار کر کے فقر حاصل کرنے مین مشغول رہے بعدہٗ باقی بتیس برس
تک ایک مکان مین بیٹھکر یاد الٰہی مین مصروف رہے۔ قصائد۔ غزلیات مثنویات۔
اور رباعیات وغیرہ کل اقسام سخن اسنے موجود اور مشہور ہین اور کل کلام مقبول
انام ہے گلستان بوستان وغیرہ اکثر کتب درسیہ اس کلام کی شاہد ہین
حاضر جوابی مین بے مثل تھے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی تبریزی نے پوچھا
کہ اے شیخ کہان سے آتے ہو اور کس طریق مین ہو جواب دیا کہ خاک
پاک شیراز سے آتا ہون اور سخنورون کے ساتھ دمساز ہون کہا سبحان اللہ
آجکل شیرازی سگ سے بیشتر ہین بدیہہ فرمایا کہ بخلاف ہماری ولایت کے

کہ وہان تبریزی سنگ سے کمتر ہین وہ سُنکر نہایت نادم اور متحیر ہوا اور کہنے لگا
شاید آپ شیخ سعدی شیرازی ہین شیخ کا ظہور سعد اتابک کے زمانہ مین ہوا تھا
اسی وجہ سے آپ نے اپنا تخلص سعدی رکھا خاص شیراز مین انتقال فرمایا اور
اپنے مکان مین مدفون ہوے ۶۹۱ھ ہجری مین وفات پائی و لفظ خاص مادہ
تاریخ ہے وسال عیسوی ۱۲۹۱ء کے قریب ہوگا۔

سلیمانؑ۔ بن داؤد بادشاہ بنی اسرائیل ۱۰۱۵ - برس قبل حضرت عیسے
علیہ السلام کے تخت نشین ہوے تھے اُنکا عہد بہت مشہور ہے اکثر
بڑے بڑے لوگ اُنکا کلام سُننے کو اورشلیم جاتے تھے انھون نے ایک ہیکل
اور عبادتگاہ بنوائی تھی مسائل مذہبی انکے ایک ہزار پانچ ہین انکے عہد مین
بنی اسرائیل کی بادشاہت بڑے عروج کو پہونچی مگر زوال سلطنت بھی انہین کے بعد
شروع ہوا - ۱۰۳۳ - برس قبل حضرت عیسے علیہ السلام کے پیدا ہوے تھے
اکثر لوگون کا قول ہے کہ تمام جن و انس انکے تابع تھے اور تمام حیوانات سے
خدمت لیتے تھے - روایت ہے کہ کسی چونٹی نے اُنکی اور اُنکی ساری فوج کی
دعوت کی تھی جو قدرت اور سخاوت حضرت سلیمانؑ کو حاصل تھی وہ اُس
چونٹی کو ہوگئی اِس قصہ کا حوالہ کتاب مین ہے ۹۷۵ - برس قبل حضرت
عیسے علیہ السلام کے وفات پائی۔

سمندِ خرس نما - سمند گھوڑا خرس ریچھ یعنی گھوڑا جسکے لمبے
لمبے بال ہون۔

سنبلہ - عربی - نام ہے چھٹے برج آسمانی کا جو بصورت دختر ہے

جسکا منھ لٹکا ہوا اور سر شمال مغرب کی طرف اور پیر مشرق اور جنوب کی جانب
بایان ہاتھ اپنے پہلو پر لٹکائے ہوے اور سیدھا ہاتھ کندھے پر بلند کیے ہوے
اور خوشہ گیہون کا اُسی ہاتھ مین لیے ہوے ہے اسی وجہ سے سنبلہ اُسکا
نام رکھا گیا ہے کیونکہ سنبلہ خوشۂ گندم وجو وغیرہ کو کہتے ہین۔

**سودا** - تخلص ہے مرزا محمد رفیع سرخیل شعراے عالی مقام کا زمانہ انکا عہد
سعادت علی خان مین تھا خلف الرشید مرزا محمد شفیع کے ہین اصل اُنکی کابل سے
ہے اور مولد شاہجہان آباد ہے بعض لوگ باشندۂ دہلی کہتے ہین صاحب دیوان
ہین اُردو فارسی مین انکے دیوان موجود ہین انکے قصائد بہت مشہور و معروف
ہجو کہنے کے بادشاہ تھے پہلے سلیمان قلی خان وداد کے شاگرد ہوے پھر
شیخ ظہورالدین عرف شاہ حاتم کے سن شباب مین لکھنؤ مین آئے تھے اور
یہین انتقال کیا مقربان بارگاہ نواب آصف الدولہ بہادر سے تھے اور فن
شاعری مین سب سے پیش قدم اور میر کے ہمعصر تھے۔

**سومنت** - نام دسرت جی کے وزیر کا۔

**سُہراب** - رستم پہلوان کا لڑکا اور بادشاہ سمنگان کا نواسہ تھا شاہنامہ
والا کہتا ہے کہ رستم ایک روز شکار کو گیا اور وہان ایک گورخر کے کباب سے
سیر ہو کر سو گیا سمنگان کے بادشاہ کی بیٹی تہمینہ کی یہ خواہش تھی کہ رستم ہی
کے ساتھ شادی کرے اسلیے اُسنے لوگ مقرر کر رکھے کہ کسی طرح رستم کو
اُسکے شہر مین لاوین چنانچہ اُسکے آدمی رستم کو بیخبر دیکھ کر رخش کو چرا لے گئے
جب رستم جاگا رخش کو نہ پاکر اُسکے سراغ مین سمنگان گیا وہان

بادشاہ نے دعوت کی شب کو بادشاہ کی بیٹی رستم کے پاس آئی اور
سب حال اپنی آرزو اور رخش کے چرا منگانے کا بیان کیا کہ آپ میرے
باپ سے درخواست شادی کرین وہ فوراً منظور کر لیوینگے آخرکار شادی ہوئی اور
حمل رہا رستم اپنے گھر چلے آئے یہان سہراب پیدا ہوا اول تو خود طاقت اور
زور ایسے کیا کم تھا اُسپر رستم ایک مُہرہ دے گیا تھا کہ اگر لڑکا ہووے تو یہ اسکے
بازو پر باندھنا اُس سے اور زیادہ تر مضبوط ہو گیا تہمینہ نے بخوف اسکے کہ
رستم اسے اپنے پاس بُلا لیویگا اسکے پیدا ہونے کی اطلاع اسے نہ دی بلکہ
کہلا بھیجا کہ لڑکی ہوئی ہے جب سہراب جوان ہوا اُسنے سوچا کہ کاؤس
بادشاہ ایران کو مغلوب کیجیے اور رستم کو اُسکی جگہ بادشاہ کیجیے چنانچہ
اِس خیال مین ایران مین چڑھ آیا کاؤس نے رستم کو بُلایا اور قلعہ سمنگان کے
پاس لاعلمی مین باہم سہراب اور رستم کے لڑائی ہوئی اور آخرکار سہراب
مارا گیا سمنگان شاید وہی مقام ہے جسے انگریزی مین سماگاو کہتے ہین
اور وہ ایک قصبہ ہے یورپی ترکستان مین ۱۵-کوس مقام صوفیہ سے
لوہے کا کام وہان بہت ہوتا ہے۔

سیتا جی-نام ہے راجہ رام چندر جی کی بی بی کا۔

سیستانی-منسوب بہ سیستان نام ہے ایران کے ایک صوبہ کا رستم
وغیرہ یہین کے تھے۔

سیمرغ-نام ایک پرند مشہور کا ہے جو تیس ۳۰ پرندون کی رنگت رکھتا ہے
اور اسی کو عنقا باعتبار درازی گردن کے بولتے ہین۔

## باب شین معجمہ

**شاردا**۔ سنسکرت۔ دوسرا نام ہے سُرستی جی کا۔
**شداد**۔ قوم لوبی سے مصر کے بادشاہ تھے ضحاک کے بعد تخت حکومت انکے ہاتھ آیا تھا شدید انکا بھائی شامل حکومت تھا انھون نے باغ ارم بنوایا تھا جسکے تین طبقے تھے ملک ارم مین ترقی اسی کے عہد مین ہوئی۔
**شائق**۔ تخلص ہے شیخ عبد اللہ ساکن سہارن پور کا۔
**شہید**۔ تخلص مولوی فخر الدین حسین خان کا وطن اصلی شاہجہان پور تھا مگر شاہجہان آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب مروت ذوی خلاق تھے فارسی انشا مین یکتائے زمانہ مرزا طاہر وحید کے طرز پر تحریر کرتے تھے چندے سر رشتہ دار الانشاء سرکار شاہی انکے اختیار مین رہا بڑے دربار رس اور مرجع کملائے زمانہ تھے ۱۲۳۱ ہجری مین قریب ۱۲۵۰ھ کے اس دنیا سے کوچ کیا۔
**شیب**۔ عربی بمعنی بڑھاپا۔
**شیخوخت**۔ بمعنی بڑھاپا بعد پچاس برس کے آخر عمر تک۔
**شیخ ڈونڈو**۔ جب مینہ بہت برستا ہے تو بطور ٹوٹکے کے کپڑے کا مسافر بنا کر اور ایک گٹھری اُسکی کمر مین باندھکر کھڑا کر دیتے ہین تاکہ اُس سے مینہ تھم جاوے۔
**شیر**۔ تخلص ہے کسی شاعر کا۔

## باب صاد مہملہ

صعوبت - یعنی دشواری -

صفہان - مخفف اصفہان کہ اُسکو صفاہان بھی کہتے ہین نام ہے ایک شہر ایران کا اور یہ معرب سپاہان کا ہے وہان سرمہ کی کان سے نہایت عمدہ سرمہ ہوتا ہے اور ایک پردۂ موسیقی کا بھی نام ہے جسکو آخر شب مین گاتے ہین -

صور اسرافیل - صور بمعنی شاخ حیوان جسکو بجاتے ہین اور اسرافیل نام فرشتے کا ہے اس مقام پر صور اسرافیل سے یہ مراد ہے کہ جسکو حضرت اسرافیل علیہ السلام محشر کے دن پھونکینگے ایک مرتبہ مارنے کے واسطے دوسرے بار زندہ کرنے کے لیے دونون نفخہ کے درمیان چالیس برس کا وقفہ ہوگا -

صوفی صافی - فقرا کی اصطلاح مین وہ شخص ہے جو اپنے دل کو خیال غیر حق سے صاف رکھے -

## باب طاے مہملہ

طعمہ - عربی بمعنی خورش کھانا مخصوص پرند شکاری کی خوراک کو کہتے ہین -

## باب عین مہملہ

عاد - نام ایک قوم کا ہے کہ کوہ کنبان کے دامن مین رہتی تھی مورث اعلےٰ کا نام بھی عاد تھا -

عاد - بن سام بن نوح تھے - بوجہ نافرمانی کے کل قوم طوفان سے ہلاک ہوئی -

عزرائیل - نام ہے اُس فرشتے کا جو خدا کے حکم سے روح قبض کرتے ہین

فرشتے خدا کے بندے ہین اور نور پاک سے پیدا ہوے ہین اُنسے
گناہ نہین ہوتے جس جس کام پر وہ مقرر ہین اُسپر ہمیشہ قائم رہتے ہین وہ
نہ مرد ہین اور نہ عورت نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین صرف خدا کے ذکر مین اُنکی
زندگی ہوتی ہے اور اُنکی گنتی خدا کے سواے کوئی نہین جانتا اُنھین سے
چار فرشتے بہت نامور ہین اوّل تو جبرئیل علیہ السلام جو خدا کی کتابین
اور اُسکے احکام پیغمبرون کے پاس لاتے تھے دوئم میکائیل علیہ السلام جو خدا
کے حکم سے بندون کو روزی تقسیم کرتے ہین اور پانی کی بھی تیاری کرتے ہین
سوئم اسرافیل علیہ السلام جو منھ مین صور لیے ہوے قیامت کے انتظار
مین کھڑے ہین یعنے قیامت کے دن صور پھونکینگے اور چوتھے عزرائیل علیہ السلام
جنکا ذکر ہو چکا ہے -

عطیۂ عظمیٰ - بمعنی بڑی بخشش -

عنادل - عربی عندلیب بلبلین -

عنبرین فام - بمعنی سیاہ رنگ -

عیادت - عربی بیمار پرسی -

## باب غین معجمہ

غالب تخلص - نام اِنکا اسد اللہ خان اور شاہ دہلی کی طرف سے
نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ خطاب ہے ۱۷۹۵ء عیسوی مین خاص
شہر دہلی مین متولد ہوے اِنکے والد کا نام عبد اللہ بیگ خان قوم اتراک سے
ہین مرزا غالب کے دادا کسی بات پر اپنے باپ سے ناراض ہو کر ہند مین آئے

اور لاہور مین معین الملک کے نوکر ہوے بعدہ دہلی مین آکر بادشاہی ملازمت اختیار کی والد ماجد انکے یہین پیدا ہوے اور دہلی سے اُجڑکر اکبرآباد مین جا رہے مرزا غالب کا سن پانچ برس کا تھا جب اُنکے باپ نے قضا کی تب نصر اللہ بیگ خان اُنکے چچا نے اُنکو پرورش کیا وہ از جانب مرہٹہ اکبرآباد کے صوبہ دار تھے بعدہ لیک صاحب بہادر گورنر جنرل کی طرف سے چارسَو سوار کے رسالہ دار ہوکر دو پرگنون کے جاگیر دار ہوے آخر کو وہ جاگیر ۱۸۰۶ء مین ضبط ہو گئی اور اُسکے عوض تنخواہ ملنے لگی جب تو مرزا غالب شاہجہان آباد مین آکر آباد ہوے اور گوشہ نشینی اختیار کی فارسی مین ایک آتش پرست کے شاگرد تھے اور زبان اُردو مین فقط میر کے معتقد تھے ۔ ۲ ۔ ذیقعدہ ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۸۶۹ عیسوی کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا اور دیوان قصائد فارسی و غزلیات فارسی اور نثر فارسی مین تاریخ مہرنیمروز اور انشاے پنج آہنگ و قاطع برہان و تاریخ دستنبو اور اُردو مین ایک دیوان غزلیات مختصر موجود ہے ۔

غشیان ۔ عربی ۔ بیہوش ہونا ۔

## باب فاے معجمہ

فرامرز ۔ نام ہے رستم کے دوسرے بیٹے کا جو بعد مارے جانے سہراب کے ایک برس کے بعد تہمینہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور جسکو بہمن اسفندیار نے بعد مرنے رستم کے براہ عداوت قدیم ہلاک کیا ۔

فریدون ۔ منسل طہمورث کے شاہزادہ آبتین کا بیٹا تھا ضحاک بادشاہ ایران

وعرب نے بعد قتل جمشید کے خواب دیکھا کہ اس نسل سے کوئی شخص ہوگا اور وہ
ہلاک کریگا اور یہ خواب دیکھ کر اُسنے حکم دیا کہ خاندان مذکور کا کوئی شخص جیتا نہ رہنے پائے
ابتین کو بھی تلاش کرکے ہلاک کیا اسکی بی بی اپنے لڑکے فریدون کو لیکر بھاگی اور
البرز پہاڑ پر یہ مدد ایک درویش کے اُسے پالا اور پرورش کیا جب ۱۶ - برس کا ہوا
وہ اپنے باپ کے حال کا مستفسر ہوا اور ضحاک سے انتقام لینے پر آمادہ ہوا ماں
اُسکی مانع ہوئی آخر کو ضحاک کی کچھ رعایا اُس سے ناراض ہو کر فریدون کے پاس
آئی اور اُسے ایران لے گئی وہان جا کر فریدون تخت پر بیٹھا ضحاک کو قید کر لیا
بعد اسکے ملک کو اپنے تین بیٹون سلم اور تور اور ایرج مین تقسیم کیا -

فقیر تخلص ہے میر شمس الدین دہلوی کا قوم بنی عباس سے تھے زبان دری مین
بھی اچھی دستگاہ رکھتے تھے اور عروض قافیہ مین اپنے وقت کے بے نظیر تھے
اکثر رسالجات انکے تصنیف کیے ہوے موجود اور گواہ ہین بعد حصول زیارت
حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ہنگام واپسی اُنکی حیات کی کشتی کو
طوفان نے لیا سنہ ۱۱۸۳ھ ہجری مین مطابق ۱۷۷۰ء عیسوی مین انتقال کیا -

فیضی تخلص ہے شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی خلف شیخ مبارک مشہور بہ ڈھنی کا
لیکن صاحب تذکرہ ہفت اقلیم وطن اُنکا آگرہ بتلاتے ہین ۹۵۴ھ ہجری مین
پیدا ہوے شگفتہ پیشانی زندہ دل سحر خیز تھے اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین
بڑا عروج تھا ملک الشعرائی کا خطاب عطا ہوا - چالیس برس تک فیضی
تخلص کرتے رہے بعدہ فیاضی چنانچہ اپنی مثنوی نلدمن مین خود اسکا
تذکرہ لکھا ہے بڑے صاحب تصانیف تھے دیوان قصائد مثنوی وغیرہ

تمام اقسام سخن اپنے یادگار چھوڑ گئے ہین اہل اسلام مین یہ ایک بڑا شخص ہوا ہے جسنے کہ رسوم و دستورات و عقائد ہنود کی تحقیقات بلیغ کی زبان سنسکرت بھی جانتے تھے اور بہت سی عمدہ عمدہ کتابین سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کر کے اُنکے مضامین ظاہر کیے حکیم بھی تھے اور اکبر بادشاہ کے پیغمبر بنانے اور مشہور کرنے مین خاص باعث تھے اور کلام اللہ کی تفسیر بے نقط لکھکر درخت کی جڑ مین رکھوا دی تھی اور مشہور کیا تھا کہ اکبر کے نام سے نازل ہوئی ہے پچاس برس کئی مہینے کے ہوکر ۱۵۹۵ عیسوی مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے۔

## باب قاف

**قارون**۔ نام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کے بیٹے کا چونکہ یہ نہایت حسین تھا اسوجہ سے اسکو لوگ منور کہتے تھے قدما کے عقائد مین اسکو علم کیمیا معلوم تھا اُسکے ذریعے سے اسقدر روپیہ جمع کیا تھا کہ چالیس خچر اُسکے خزانے کے صندوقون کی کنجیان لے چلتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسکو حکم دیا کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیا کرے یہ اُسکو بہت شاق گذرا تابعداری سے منحرف ہوگیا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو ذلت دینا چاہا آخر کو اُنکی دعا سے اپنے افعال قبیحہ کے سبب زمین مین مع مال و اسباب دھنس گیا۔

**قشقہ**۔ فارسی یعنی ٹیکا جو ہندو لوگ ماتھے پر چندن وغیرہ گھسکر لگاتے ہین ٹیکا دینے سے مراد تخت نشینی بھی ہے۔

قوس - عربی - کمان - ٹکڑا دائرے کا اور ایک برج آسمانی کا بھی نام ہے جو بشکل کمان ہے -

## باب کاف عربی

کر - عربی - بمعنی بہرا - اور سنسکرت مین بمعنی ہاتھ -

کسریٰ - نوشیروان بادشاہ فارس کا لقب ہے جو خسرو کا معرب تھا -

کونسلا - کونسلا راجہ دسرت کی خاص محل تھین اُنکے بطن سے سری راجہ رام چندر جی تھے

کیقباد - چوتھی پشت مین منوچہر کے خاندان کیانیون سے نہایت زیرک اور نیک نہاد بادشاہ تھا یہ اُس زمانہ مین تخت نشین ہوا تھا کہ جب حضرت حزقیل و الیاسؑ و اشموئیلؑ نبوت پر سرفراز تھے اور اُسکی شروع سلطنت مین افراسیاب سے مقابلہ اور لڑائی شروع ہوئی اور بمدد رستم کے افراسیاب کا تاج اُسکو مل گیا اور یہی باعث ہوا کہ رستم بلقب تاج بخش مشہور ہوا - کیقباد نے بہت سے شہر اور قصبے آباد کیے اور ایک سَو برس کے بعد انتقال کیا -

کیکئی - راجہ دسرت حاکم اودھ کی زوجہ اور بھرت کی والدہ تھین انھین کی وجہ سے سری راجہ رام چندر جی صحرا نشین ہوے -

کیکر - بمعنی درخت ببول خاردار -

## باب کاف فارسی

گشتاسپ - ملک ایران کا بادشاہ تھا لہراسپ کیکاؤس کا داماد تھا اور کیخسرو ابن کیکاؤس نے اپنے مرنے کے وقت اسے بہت لئیق اور شجاع اولاد ہوشنگ مین سے دیکھکر فرمانروا سے مملکت کیا گشتاسپ کے وقت مین

آتش پرستون کا پیشوا ازروشت موجود تھا اور جب اُسنے اِنکے پاس آکر اظہار پیغمبری کیا اور اکثر معجزے دکھائے تو اُسنے دین آتش پرست کا اختیار کیا اسفندیار اسی کا بیٹا تھا کہ جسکے معرکے رستم کے ساتھ شہرۂ آفاق ہین -

**گورخر** - گور بمعنی صحرا - خر گدھا - گورخر بمعنی صحرائی گدھا -

**گونگری - گھونگی** - ہندی ہے بارش مین اکثر کمل یا لوئی وغیرہ کو سمبوسہ بناکر سر سے اوڑھ لیتے ہین اُسکو گھونگی بھی کہتے ہین -

## باب لام

**لاجنب** - جو جنبش نہ کرسکے -

**لبیب** - عربی - عقلمند -

**لچھمن** - راجہ دسرت کے فرزند سری راجہ رام چندر کے بھائی سمترا کے بطن سے پیدا ہوے اُنھون نے صحرا نشینی مین سری رام چندر جی کی رفاقت کی -

**لنکا** - ایک جزیرہ ہے جسپر راون راجہ قابض تھا اور جسکو مہادیو جی کے حکم سے ہندوستان کے دکھن بسوکرمان نام ایک معمار نے تعمیر کیا تھا اِسی کو فی الحال اہل یورپ جزیرۂ سلون و سراندیپ کہتے ہین اسمین ایک پہاڑ بنام کوہ آدم ہے جو بعقائد اہل اسلام جنات عدن سے نکل کر اصل مقام حضرت آدم کے اُترنے کا ہے دارالسلطنت اسکا بالفعل کانڈی ہے -

## باب میم

**ماحصل** - ما بمعنی جو چیز - حصل صیغۂ ماضی معنی حاصل ہوا ماحصل یعنے

جو چیز کہ حاصل ہو۔

**ماکیان** - فارسی مرغی -

**ماہی سے تا بماہ** - بعض قوموں کے عقیدے کے بموجب زمین مچھلی پر ٹھہری ہے اسواسطے مچھلی سے ماہتاب یعنے پاتال سے اکاس تک مراد ہے۔

**مبہوت** - عربی اسم مفعول ہے مصدر بہت سے بمعنی حیران ہونا - پریشان ہونا - بھوچکا ہونا -

**محمد مصطفےٰ** - مذہب اسلام کی ابتدا آپ ہی سے ہے اور کل مسلمان حضرت کو اپنا پیغمبر اور شفیع جانتے ہین پیدائیش آپ کی عرب کے خاندان قریش مین بمقام مکہ بعہد نوشیروان ہوئی تھی چونکہ والد آپ کے قبل از تولد انتقال کر گئے تھے اسواسطے حضرت کے چچا ابو طالب نے آپ کی پرورش کی ۲۵ - برس کے سن مین حضرت نے حضرت خدیجۃ الکبرےٰ سے نکاح کیا اسکے بعد حضرت دنیات کے کام مین مشغول رہے اور مکہ معظمہ کے قریب غار حرا مین جاکر عبادت کیا کرتے تھے چالیس برس کے سن مین جب وحی آنی شروع ہوئی آپ نے اپنی پیغمبری سے سب کو مطلع کیا شروع مین تو صرف حضرت کی بی بی اور آٹھ آدمی اور ایمان لائے مگر تین برس کے اندر مومنون کی تعداد لاانتہا ہو گئی۔

اکثر حاسد لوگ اس ترقی سے حسد لے گئے اور باہم سازش کر کے ارادہ ہلاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا اسکی خبر پاکر حضرت نے ۱۶ - جولائی ۶۲۲ء کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور یہی ابتدا سنہ ہجری کی ہے ۶۲۹ سنہ عیسوی مین کل ملک عرب حضرت کا مطیع ہوا اور سلطنت مکہ معظمہ

بلاد شام تک پھیلی ۳۲ عیسوی مطابق سنہ ہجری کے ۶۳ برس کی عمر مین وفات فرمائی اولاد حضرت مین حضرت فاطمہ تھین شادی اُنکی خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔

مزور - عربی - مکر کنندہ جھوٹا -

مسکین - تخلص ہے عبد الواحد خان کا بڑے ظریف اور خوش خُلق جوان تھے

مشبک - عربی - بمعنی سوراخ دار -

مشعبد - عربی اسم فاعل بمعنی شعبدہ باز بازیگر -

مصحفی - تخلص ہے سخن سنج بیعدیل و بے نظیر شیخ غلام ہمدانی ساکن قصبۂ امروہہ متصل مضافات مراد آباد مشاہیر شعراے خوش سخن او زنام آوران کامل فن سے تھے - عنفوان جوانی مین جہان آباد مین آکر رہے مگر آخر کو لکھنؤ انھین ایسا بھایا کہ تمام عمر اپنی یہان بسر کی سودا کے آخری زمانے مین اُنکی ابتدا ہوئی تھی جُرأت اور انشا کے ساتھ مشاعرات کیے ہین اُنھون نے اُردو مین چھ دیوان اور دو تذکرے اور فارسی مین ایک دیوان اور تذکرہ جمع کیا ہے ممالک مشرقی مین بہت مشہور ہوے اور اکثر سخنوروں نے اکتساب فن شاعری انسے کیا ہے سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین وفات پائی -

مظہر - مرزا جان جانان تارک دنیا تخلص بہ مظہر خلف الصدق مرزا جان باشندۂ دہلی جو اپنے زمانے مین منصب دار شاہی تھے صاحب دیوان اُردو و فارسی ہین درویشی کامل تھے -

مفضل - علماے شیعہ مین سے ایک بڑے محدث اور راوی تھے او بسط مذہب

مین کمال ساعی اور اکثرون کے نزدیک بڑے مجتہد تھے۔

**منتھرا**۔ رانی کیکئی کی کنیز تھی اسی نے رانی کیکئی کو ترغیب دے کر سری راجہ رام چندر جی کو صحرا نشین کرایا۔

**منشی** تخلص ہے منشی مولچند قوم کایست ساکن دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم اور ملازم سلطانی حضرت شاہ عالم بادشاہ کے اکثر ظل سبحانی کے حضور مین قصائد مدحیہ پڑھتے رہے بہت ممتاز تھے بہت سے شاہی فرمانون پر انکے دستخط موجود ہین انھین نے شمشیر خانی کو اردو مین نظم کیا ہے۔

**منصور علی خان**۔ خاص نام مرزا محمد مقیم اودھ کے اول صوبہ دار میر محمد امین ملقب بہ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر کے بھانجے اور داماد تھے محمد شاہ کے عہد مین نیشاپور سے ہند مین آکر اپنے خسر کے نائب ہے ۱۱۵۱ ہجری مین سعادت خان کی وفات پر بخطاب نواب وزیر الممالک ومنصور علی خان بہادر صفدر جنگ صوبہ دار اودھ ہوے چند روز کے بعد قلعۂ چنار گڈھ انھین ملا اور بعد جنگ احمد شاہ ابدالی کے محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ بادشاہ دہلی کے وزیر ہوے ۱۱۶۶ ہجری مین پربیگھاٹ پر بعارضۂ دمل وفات پائی۔ مدفن انکا شاہ جہان آباد ہے۔

**مومن** تخلص ہے محمد مومن خان دہلوی کا جنکی بلندی فکر اور علو طبع زبان زد خاص و عام ہے ایک دیوان ضخیم کہ اصناف سخن پر مشتمل ہے اور مثنویات متعدد مثل قصۂ غم اور شکایت ستم اور قول غمین اور لطف آتشین اس یکتاے زمانہ سے صفحۂ روزگار پر یادگار رہین۔ ہر چند کہ زبان اردو مین تو اُس

سخن سنج کی یکتائی کا علم بلند ہی تھا مگر فارسی مین بھی شہرۂ آفاق تھے لیکن
فارسی کلام جمع کرنے کی نوبت نہین پہونچی تھی کہ ناگاہ ایک مکان کی چھت پرسے
لغزش پا کے باعث گر پڑے دست و بازو مین صدمہ پہونچا کئی مہینے تک اُسکی
تکلیف مین مبتلا رہ کر ۱۸۴۵ عیسوی مین راہی خلد برین ہوے۔

مِہر۔ تخلص ہے عبد اللہ خان ولد حاجی محمد مصطفٰے خان شاگرد مرزا نسیم دہلوی
ساکن لکھنؤ محلہ محمود نگر کا۔

میم و جیم۔ یہان میم سے مقابلہ اور جیم سے جائزہ مراد ہے۔

## باب نون

ناسخ۔ تخلص ہے شیخ امام بخش ولد شیخ خدا بخش کا بقولے خدا بخش پیشۂ خیمہ دوزی
کرتے تھے اور شیخ ناسخ انکے متبنٰے تھے مولد ناسخ فیض آباد تھا اور مسکن لکھنؤ
۱۲۵۴ ہجری مین انتقال کیا اور مقام ٹکسال واقع چوک قدیم لکھنؤ اپنے گھر مین
مدفون ہوے۔ میر علی اوسط رشک نے یہ مصرع تاریخ وفات ہجری
کہا ہے ع ذالاشعر گوئی اُٹھی لکھنؤ سے ٭ شاعری مین کسی کے شاگرد نہ تھے اُنکے
مکان پر بڑے بڑے استاد جمع ہوتے تھے اُنھین کی صحبت مین شوق شعر گوئی
بڑھا رفتہ رفتہ محنت کرکے استادونکے علوم عربیہ خصوص منطق اور علم فارسی
صرف حافظ وارث علی لکھنوی سے حاصل کیا زمانۂ غازی الدین حیدر بادشاہ مین
اُنکی شاعری کو نہایت ترقی ہوئی یہانتک کہ بادشاہ نے اُنکا شہرہ سنکر
معتمد الدولہ وزیر سے کہا کہ اگر ناسخ حضور کی ملازمت حاصل کرے تو خطاب
ملک الشعرا اُسے مل سکتا ہے شیخ نے منظور نہ کیا اور یہ کہا کہ اگر مرزا سلیمان شکوہ

شاہزادۂ دہلی یا گورنر جنرل کی طرف سے مجھے یہ خطاب ملے تو البتہ راضی ہون بادشاہ یہ سُنکر ناراض ہوگئے اور حکم اخراج کا دیا ناسخ الہ آباد کو چلے گئے اور وہان محلہ دائرے مین مقیم رہے چنانچہ خود کہا ہے بیت پھر پھر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم ۔ آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین ۔ انکی تصنیفات مین ایک کلیات اور ایک مثنوی حدیث مفصل جسکا نام رشک نے نظم سراج رکھا ہے موجود ہے اِنکے بہت شاگردان نامی صاحب دیوان ہین۔

نارد - نارد مُن ایک برہمن تھے اکثر فسادون مین اُنکا توسط رہا ہے چنانچہ نارد مُن نے منتھرا کو اغوا کیا کہ کیکئی کو جا کر سمجھا وے کہ راجہ سے ایفاے وعدہ کی خواستگار ہو کر بھرت کو تخت پر بٹھا وے اور سری راجہ رام چندر جی کو بن باس دلا وے انھین کی فطرت نے سری راجہ رام چندر جی اور اُنکی زوجہ سیتا جی سے بعد معرکۂ راون کے نفاق ڈال دیا تھا مہا دیو جی اور اُنکی بی بی پاروتی سے بھی ایک زمانے مین باعث ملال باہمی ہوے تھے غرض نارد سے مراد نفاق ہے اور ہندوون کے نزدیک وہ ہمیشہ دنیا مین موجود ہین۔

نذیر - عربی - اسم فاعل ڈرانے والا۔

نسیم - تخلص ہے مرزا محمد اصغر علی خان ابن نواب آقا علی خان قاچار شاگرد حکیم محمد مومن خان مومن کا نسیم جب دہلی سے لکھنؤ مین وارد ہوے تو اُنکی شاعری کی بہت دھوم ہوئی کئی مثنویات موزون فرمائین ۱۲۸۱ھ ہجری مین ۱۷ رمضان مبارک کو اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔

**نعم الوکیل** - اچھا نگہبان ہے۔

**نمرود** - ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے جسنے علانیہ خدائی کا دعوے کیا تھا اور آخر کو ایک لنگڑے پشہ نے خداوند کریم کے حکم سے اُسکو ہلاک کیا اہل یورپ اُسکو نبیرۂ حام بن حضرت نوحؑ بتلاتے ہین بابل کی بنا شاید اُنھین نے ڈالی تھی دنیا مین اول بادشاہ اور ملک گیر بھی اسی کو تصور کرتے ہین۔

**نمط** - انداز۔ طرح قسم فرش جمع انماط ہے۔

**نُہ سپہر** - اہل اسلام کے یہان سات طبقہ آسمان کے اور دو مقام ایک عرش دوسرا کرسی نُہ سپہر یعنی نو آسمان کہلاتے ہین۔

## باب واو

**وحدہ لاشریک** - وہ یکتا ہے کوئی اُسکا شریک نہین۔

**وقنا ربنا عذاب النار** - ای رب ہمارے بچا ہمکو عذاب دوزخ سے۔

**والسلام والاکرام** - سلامتی پہونچے اور بزرگی۔

**واجد علی شاہ** متخلص بہ اختر اخیر بادشاہ اودھ خاندان نیشاپوری سے ہوے ہین بوجہ بدانتظامی عمال کے سرکار انگریزی نے ۱۸۵۶ء عیسوی مین ملک پر اپنا قبضہ فرمایا اور حضرت سلطان عالم کے لیے پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ بطور پنشن مقرر کیا بالفعل کلکتہ مین رونق افروز ہین بڑے رحم دل دیندار پابند شریعت سخندان اور علم موسیقی مین کامل ہین۔

## باب ہاے ہوز

**ہفت جوشن افلاک** - ہفت افلاک۔

ہنجار - یعنے راہ -

ہنومان جی - سری راجہ رام چندر جی کے لشکر کے سپہ سالار تھے - لنکا اُنھون نے فتح کی تھی - طاقت اور زور اُنکا مشہور ہے ہندوون کا قول ہے کہ یہ دیوتا ایک کنواری انجنی نام سے پیدا ہوے تھے -

ہیون - گھوڑا -

## باب یاے تحتانی

یاقوت رقم - نام ہے ایک بہت بڑے مشہور اور نامی خوشنویس نسخ کا شاہ دہلی کے یہان ممتاز تھے -

یعقوب - ولد حضرت اسحق ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ہے انھین کے بارہ لڑکون سے یہودیون کے بارہ فرقے بنام بنی اسرائیل ہوے ہین حضرت ربیعہ انکی مان اُنسے بہت الفت رکھتی تھین اسوجہ سے حضرت اسحق علیہ السلام نے انکو برکت دی چودہ برس اپنے مامون کی خدمت مین رہے بعد اسکے کنعان مین بڑی دولت اور حشمت سے واپس آئے یہان اُنکا نام کسی فرشتے نے اسرائیل رکھا ایک سو سینتالیس برس کی عمر مین مقام گوشن مین ۱۶۸۹ - برس قبل حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وفات پائی حضرت یوسفؑ انھین کے بیٹے تھے -

یوسفؑ - حضرت یعقوبؑ کے لڑکے راحیل کے بطن سے تھے حضرت یعقوبؑ اُنکو بہت پیار کرتے تھے اِس سے اُنکے بھائیون کو رشک تھا ایک مرتبہ انھین نے انھین ہلاک کرنا چاہا مگر ردین مانع ہوا آخر کو انھون نے

روبن کی غیبت مین اُنھین ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا اور سوداگر نے
عزیز مصر بوتی فار کے ہاتھ بیچا بوتی فار نے انھین اپنے گھر کا داروغہ کیا
یہان عزیز مصر کی بی بی زلیخا اُنپر عاشق ہوئین مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو
احتراز رہا اِسپر اُسنے انھین قید کرایا قید خانے مین انھین نے فرعون
بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی اور اُس تعبیر کی صحت پر فرعون نے انھین اپنا
وزیر کیا جب حسب تعبیر خواب مصر مین قحط پڑا تو اُنکے سب بھائی مصر مین آئے
حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کو بھی مصر مین بُلایا اور
گوشن مین اُنھین مقام دیا اُنھون نے مصر کی سلطنت اپنی وفات تک
بڑے عدل اور انصاف سے کی - ۱۱۰ - برس کی عمر مین ۱۷۹۲ - برس
قبل حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وفات پائی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اُنکی
ہڈیان مصر سے لے جا کر کنعان مین حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر کے
پاس دفن کی ہین فقط



# مجموعۂ سخن حصّۂ دوم

جسمین اکثر شعراے متقدمین و متاخرین کا کلام معجز نظام ہے اور قواعد

عروض و قافیہ اور تذکرہ شعراے نامدار اور حل لغات بھی آخر مین درج ہے

حسب تجویز کمیٹی مصلح کتب درسیہ مدارس ورنیکیولر تحصیلی اودھ و بموجب

ارشاد واجب الانقیاد جناب والاخطاب جان سی نسفیلڈ صاحب بہادر

انسپکٹر مدارس سررشتۂ تعلیم اودھ

مولوی سید ابو الحسن صاحب سابق مترجم وبک رپورٹر نے باعانت مولوی

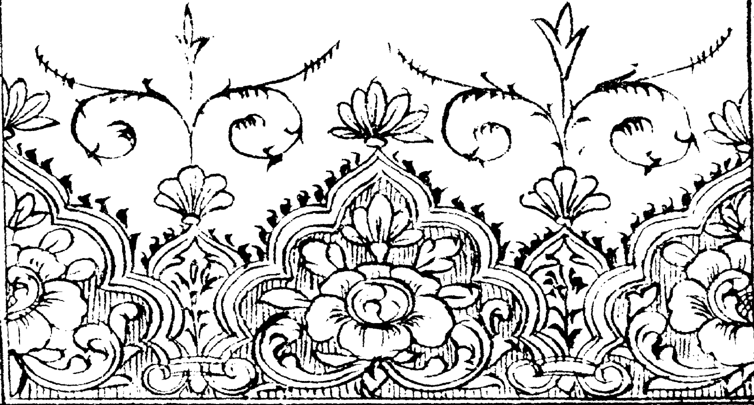
محمد حکیم الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ

از سر نو مرتب کیا

حسب الحکم جناب فیضمآب صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی واودھ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

باردوم ماہ فروری ۱۸۹۲ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حمد

ہی سرِ دیوان جو ہر حمد نام اللہ کا ۔ سامعون کے منھ سے کیون نعرہ نہ نکلے آہ کا

کعبے سے رُتبہ ہی بالاتر دلِ آگاہ کا ۔ چاہیے پوشیدہ نظرون سے مکان اللہ کا

طور ہی یہ دل صفائی قلب نور اللہ کا ۔ نطق مین عالم ہی گفتارِ کلیم اللہ کا

رہنما نقشِ قدم ہوتا ہی ہر آگاہ کا ۔ تقریر پہ موقوف کب ٹھہرا اتباع راہ کا

حسن دیکھا حور و آدم زاد مہر و ماہ کا ۔ سب کے عالم سے جُدا ہی عالم اُس گمراہ کا

پاس ہی غفلت ہی یان دامنِ دلِ آگاہ کا ۔ خواب مین بھی کب خیال آتا ہی عز و جاہ کا

بحرِ فکر مہر جو ہر بحر مین ہی موج زن ۔ طبعِ موزون پر ہی اِن روز دن کرم اللہ کا

## حمد

بے زبان و بے دہن ہی نطق کام اللہ کا
سب کلاموں سے ہی بالاتر کلام اللہ کا

دھیان بندوں کو ہی لازم صبح و شام اللہ کا
دل مین یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

کون جانے ہست کس کسکو کیا کس کسکو نیست
کارخانہ یون ہی جاری ہی مدام اللہ کا

تابع فرمان نجوم چرخ و ذرات زمین
دونون عالم مین ہی کیسا انتظام اللہ کا

آسمان پر بھی کوئی فارغ عبادت سے نہین
مہر و مہ کرتے ہین سجدہ صبح و شام اللہ کا

باغ مین ہلکر ہوا سے جو صدا دیتے ہین برگ
فی الحقیقت ذکر کرتے ہین تمام اللہ کا

مفلسی مفلس کی منعم کی بجا ہی منعمی
مصلحت سے کب کوئی خالی ہی کام اللہ کا

ہی یہ ظاہر وہ کسی سے ہی نہ اُس سے ہی کوئی
لم یلد ہی اور ولم یولد کلام اللہ کا

بطن مین کو دک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق
پرورش کرنا زمانے کا ہی کام اللہ کا

دیکھتا سنتا ہی سب لیکن نہین ہی چشم و گوش
سب جگہ ہی پھر نہین کوئی مقام اللہ کا

مغفرت کی روز محشر کیون نہو ہمکو امید
سُنتے ہین مدت سے ہم غفار نام اللہ کا

ہم بھی اپنے گوشۂ عزلت سے اُٹھینگے اسیر
حشر کے دن ہوگا جب دربار عام اللہ کا

## حمد

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہی اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہی تری مرتبہ اعلا تیرا
تو ہی یکتا کوئی ثانی نہین حقا تیرا

عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت مین تری
حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا

راہ مین اُسکی جو ثابت قدمی ہو تجھسے
سجدہ گہ جانے ملک نقش کف پا تیرا

جستجو مین جو نہ دوڑین تری ٹوٹین وہ پاؤن
سر وہ کٹ جائے کہ جسمین نہو سودا تیرا

دوش دایہ کو مین جانون نہ کنار مادر
پرورش یافتہ ہون دامن صحرا تیرا

تو ہی نے اسکو بنایا ہی ید قدرت سے
تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پُتلا تیرا

دید لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنون ہی ضرور | میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا
ایک عالم کو ترے نام کا ہی ورد ای دوست | مین ہی کچھ ذکر نہین کرتا ہون تنہا تیرا
مین بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلاے جمال | مین بھی شائق ہون صنم صورتِ موسیٰ تیرا
کسکی آنکھون سے ہی دعوی تجھے ہمچشمی کا | کسطرف دھیان ہی او نرگسِ شہلا تیرا
مین مسافر ہون اُتر جاؤنگا یار اکدم مین | تجکو ای موج مبارک رہے دریا تیرا
بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اُسدن سے | ہم فقیرون نے لیا جب سے سہارا تیرا
پیچ و تاب اسقدر ای موج عبث ہی تجکو | رول دیویگا نہ موتی مجھے دریا تیرا
پاکدامانی مین تیری نہین پڑنے کا خلل | اپنے مشتاقون سے ناحق ہی یہ پردا تیرا
تجھسے بیزار ہون جاتا ہون سوے ملکِ عدم | منھ نہ دکھلاے خدا پھر مجھے دنیا تیرا
بے بہا جنس ہی تو اہلِ جہان بیقدر | میرے یوسف نہ بنیگا یہان سودا تیرا
عاشقِ روے پری شیفتۂ حور نہین | جانِ جان رند ہی دیوانہ و شیدا تیرا




جلوہ ہی ہر رنگ مین خلاق بے اشباہ کا | ہی ہر اک بلبل مین عالم مرغ بسم اللہ کا
ہر عارفِ رنگ و بو توحید کی ہر گل مین ہی | لفظ واحد ہی عدد مین لا الہٗ و اللہ کا
نور عرفان ہو تو سینہ بارگاہِ عرش ہی | دل کلس ہی اُسکی اک درگاہ عالیجاہ کا
تو جسے چاہے گھٹائے جب جسے چاہی بڑھائے | تیری قدرت سے ہی روشن گھٹنا بڑھنا ماہ کا
ہوتے ہین صورت پرستی سے بشر معنی پرست | ہی فنا فی الشیخ سے رتبہ فنا فی اللہ کا
بحرِ رحمت کے کنارے سب کو پہونچاتا ہی وہ | مرتبہ یکسان وہان ہی خضر کا گمراہ کا
ذرّے ہین خاکِ درِ رحمت کے تیرے ہم فقیر | بادشاہون سے سوا ہی لشکر اپنے جاہ کا
ہی غبارِ خاکِ عصیان ظلمتِ ظلّ کرم | ابرِ رحمت ہی دھوان دل سے جو اُٹھا آہ کا
کس زبان سے شکر لطفِ عام ہو یاربّ ادا | ہی فقیرون کو لقب تیرے کرم سے شاہ کا

اہل دل کیفیتِ جامِ حقیقت پاتے ہین
دل اُٹھاتا ہی مزے مردِ خدا آگاہ کا

مہر یکتائی یہ ہی ہر صبحِ صادق اک گواہ
بزم انجم مین ہی روشن تجھسے یکہ ماہ کا

کفر کا کلمہ ہی جوہر حق حق مین شرکِ غیر
بے شفاعت بخشے جو بندہ ہون اُس اللہ کا

## حمد

توحید مین مقام نہین قال و قیل کا
ہی کسکو ناطقہ ترے ذکرِ جمیل کا

یارب ہو سبکو رشک یہ عبدِ ذلیل کا
جوہر یہ کیا ہی فضل ہی ربِ جلیل کا

معقول اسکا جو نہین معقول خود نہین
حکمِ خدا مین دخل نہین ہی دلیل کا

جتنا ہو زار اُتنی ہی اُمید کر قوی
عاجز نواز نام ہی ربِ جلیل کا

جوہر ہی محو مصرعۂ آتش یہ ای کریم
مشکل کے وقت حامی ہو آتو خلیل کا

## حمد

آنکھین بیکار ہین دیکھین جو نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہی نہو جسمین محبت تیری

نخلِ ہستی سے نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تری فرع ہی کثرت تیری

جلد ای روح سفر پیکرِ خاکی سے نہ کر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ ترے جلوہ گہِ ناز مین یار
راہ ڈھونڈھا کیے ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذابِ شبِ فرقت سے چھڑایا ہمکو
مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری

غنچۂ دل کو مرے چاک نہ کر ڈرتا ہون
کہ پریشان نہو بوے محبت تیری

اسلیے ہی پرِ طاؤس کی قرآن مین جگہ
کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ مین بلبل و گل بزم مین پروانہ و شمع
بھیس بدلے ہوے پھرتی ہی محبت تیری

شعلۂ نارِ سقر سے جو ڈرے اہلِ گناہ
ابر بن بن کے برسنے لگی رحمت تیری

سرکشی صورتِ آتش نہ کر ای پارۂ خاک
ذرے ذرے کو ہی معلوم حقیقت تیری

بدلے نرگس کے اُگین گور پہ آنکھین برسون
راہ دیکھا کیے ہم تا بقیامت تیری

دعوی خون ہمین در کار ہی کیا حشر کے دن
پانؤن کانٹون کی سنا نو نپہ ہین دیوانونکے
دفن زر کے لیے کھدوائی ہی تونے جو زمین
ہو چکا محکمہ درنا رو جنان کے ہوئے بند
سیر بازار کو تو روز نکلتا ہی اسیر

سُرخ منہدی سے ہی انگشتِ شہادت تیری
راہ کیا سخت ہی ای وادیٔ وحشت تیری
دیکھ منعم کہ اسی جا نہو تربت تیری
دیکھتے رہ گئے ہم حشر مین صورت تیری
آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

## حمد

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہی اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
اسیری ای دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا
تعلق روح سے مجکو جسد کا ناگوارا ہی
زمانے مین چلن ہی چار دن کی آشنائی کا
فراق یار مین مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا
ہوئی منظور محتاجی نہ تجکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا
نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا
نکل ای جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہی انجام بلبل کو رہائی کا
وصال یار کا وعدہ ہی فردائے قیامت پر
یقین مجکو نہین ہی گور تک اپنی رسائی کا
بھروسا آہ پر ہرگز نہین ای یار عاشق کو
شکار ابتک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز موسیٰ کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا چور انگشت حنائی کا
نہین مٹتی ہی پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہیگا یاسے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا
شکستِ خاطر احباب ہوتی ہی درست اس سے
توجہ مین تری ای یار اثر ہی مومیائی کا
دل اپنا آئنہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہی
تماشا دیکھتا ہی حسن اسمین خود نمائی کا
کفِ افسوس ملواتی ہی تیری پاکدامانی
نہ بہا کر شاہدِ عصمت کو جامہ پارسائی کا
نہین دیکھا ہی لیکن تجکو پہچانا ہی آتش نے
بجا ہی ای صنم گر تجکو دعویٰ ہی خدائی کا

## تغیرات عالم

کوئی شی جو پہونچے بحد کمال
تو آخر ضروری ہی اُسکو زوال

لگا ہی یہ نقصان ہر سود مین
یہی فرق ہی عبد و معبود مین

پُرروز روشن ہی شبہاے تار
خزان باغ کے بعد فصل بہار

کمال آج اگر ہی تو کل ہی زوال
جو ہی بدر آخر وہ ہوگا ہلال

یہ دُنیا نہین قابلِ اعتبار
بڑا ہی زمانے کا لیل و نہار

جو سر آج زینتِ دہِ تاج ہی
وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہی

وہ گلشن کہ جسمین ہزارون تھے پھول
وہان دیکھیے تو جمے ہین ببول

جہان پر چہکتے تھے مرغانِ باغ
وہ ہی مسکن کرگس و بوم و زاغ

جہان کل جواہر کے انبار تھے
کرورون دِرم اور دینار تھے

وہان کیا ہی اب خاک ہی سنگ ہین
عجب کچھ زمانے کے نیرنگ ہین

سرون پر تھے جنکے جواہر کے تاج
جو لیتے تھے شاہان سرکش سے باج

جو تھے تخت شاہی پہ مسند نشین
وہ ہین خواب مین آج زیر زمین

کُجا اوانی از خسروانِ عجم
زعہدِ فریدون و ضحاک و جم

کہ بر تخت ملکش نیامد زوال
نماند بجز ملک ایزد تعال

## اقرار خاکساری

کیا تصور کو ہی نسبت کنہ ذاتِ پاک سے
فہم قاصر علم کا ہی آپکے ادراک سے

ای بتو مجکو ہی عشق اپنے خداے پاک سے
نور کے پتلے بنائے جسنے مشتِ خاک سے

دیکھکر ارواح کو اجسام مین کہتا ہون مین
صانع قدرت نے روکا ہی ہوا کو خاک سے

حاملانِ عرش سے کہدو سنبھالین عرش کو
آہ مین کرتا ہون فرقت مین دلِ غمناک سے

جسم سے ہم خاکساروں کے بجھی دوزخ کی آگ — دب گئی نار جہنم ایک مشت خاک سے

آج کس بلبل کا ماتم ہی چمن مین دیکھو علم — گل نظر آتے ہین مجکو کچھ گریبان چاک سے

## التماس بخدمت مخلصان سخن

اے دیکھنے والے اس رقم کے — یہ عرض مینر بے ہنر ہی

پائی ہی جو تونے دولت علم — انصاف ترا طریق اگر ہی

بے قدر نہ اسکو تو سمجھنا — یہ جو دیوان مختصر ہی

چشم کم سے نہ دیکھ اسکو — یہ حاصل وقت نظر ہی

نقطے اسکے ہین قطرۂ خون — جو لفظ ہی پارۂ جگر ہی

ہر شعر ہی نظم دانۂ اشک — ہر مصرع نالۂ سحر ہی

ہوتا ہی جو اعتراض بیجا — گویا رگ جان کو نیشتر ہی

اسکی لذت کا لطف اٹھانا — نخل محنت کا یہ ثمر ہی

ہی ذرۂ تیم یہ صحیفہ — سرمایۂ کاوش جگر ہی

ہر نالۂ نیم شب ہی سوزون — تاثیر وظیفۂ سحر ہی

با اینہمہ تو اگر کرے غور — ہر درد نہان کا چارہ گر ہی

میرے حصے مین آیسے دوست — ویرانہ مین جلوۂ قمر ہی

مین ہون اک مور بے حقیقت — یہ مصر کمال کی شکر ہی

اک برگ خزان رسیدہ ہون مین — دیوان یہ نخل بارور ہی

اک ذرہ کے قبضہ مین ہی خورشید — اک قطرہ بھی مالک گہر ہی

مین ہون اک کشت خشک گویا — رستے مین یہ نظم ابر تر ہی

منظور کر التماس میری — تو صاحب لطف و خلق اگر ہی

## قصیدۂ منقبت

تری صفت ورقِ آسمان مین ہی مسطور
بھری ہوئی بطِ کاغذ مین ہی شراب طہور

جو اجتماع نقیضین تجکو ہو منظور
تو نخل موم سے نکلے شرار آتش طور

پہ چلے جو ایک قدم بھی خلاف حکم حضور
جلائے پنبۂ مہ کو شرار سنگِ فتور

ترے ریاض کرم کی ہی اسقدر وسعت
کہ جسمین گنبد گردون ہی دانۂ انگور

ترے اشارے سے ظلمت ہو نور سے بہتر
ابھی تو کلغیٔ افعی سے بنے چراغ طور

ترا محیط کرم اسقدر ہی نورانی
کہ میل گوش صدف کا ہی گوہر پر نور

کرے جو کسب ضیا جلوہ گاہ حضرت سے
شعاع مہر ہو جاروب خانۂ زنبور

ترے جہان عدالت مین سب برابر ہین
گدا کے ہاتھ مین ہی کاسۂ سر فغفور

عدالت آپکی چوٹی پہاڑ کی کاٹے
جو سنگ فتنہ سے شیشہ ہو کوئی چکنا چور

تو اہل ضیق کو وسعت اگر عطا فرمائے
تو آسمان سے بنے صحن خانۂ زنبور

جو شب کو راہ بھٹکجاے کوئی دیوانہ
دکھاے عقل اندھیرے مین اسکو شمع شعور

اگر حسین کرین قصد نغمہ سنجی کا
گلوے قی کے لیے لعل لب بنے سیندور

ہر ایک تار ہی سطر دعاے استغنا
بنا ہی طاق درِ توبہ کا سر طنبور

ترا وہ حکم کرامت شیم ہی یا مولا
کہ پھونکدے تنِ مذبوح مین دم ساطور

غزال دشت اُٹھائے فلک کو شاخ پر
ترے زمانے مین جوش نمو کو ہی یہ وفور

ترے محیط امان کا اگر ملے دامن
تو یہ شکست رہے شیشۂ حباب سے دور

یہ تیرے عدل کی ہیبت ہوئی زمانے مین
کہ ہی توافقِ ضدین جابجا مشہور

عزیز رکھتے ہین اونکے کو موذیان قوی
وہان مار کا چھالا ہی بیضۂ عصفور

جفاے دہر کی فریاد تجھسے لایا ہون
کہ مجکو صورتِ تصویر کردیا مجبور

ہمیشہ کرتے ہین لیل و نہار نیش زنی
نہال عمر مین ہی آشیانۂ زنبور

زخم زمانہ سے زخم کہن کی زینت ہی
غبار دل ہی مرا کحل دیدۂ ناسور

مجھے صلا یہی دلواؤ اس قصیدے کا ۔ کہ رنج دور ہو حاصل ہو جاہ و عیش و سرور

ہمیشہ شاد رہوں تا بزیست دنیا مین
تری رکاب مین محشر کے روز ہون محشور

## قصیدہ بمدح ملکۂ معظمہ دام اقبالہا

ہی بخشش خدیو جہان پرور آب مین ۔ برج قمر ہی ہر صدف گوہر آب مین

روشن ہی فیض شاہ سے شمشیر و آئنہ ۔ در خوش آب بنتے ہین جوہر آب مین

دریا فروغ جود سے پر نور ہو گیا ۔ ہی ہر حباب برج مہ انور آب مین

کیا کیا ہین فیض سکۂ سلطان بحر و بر ۔ زر بخش خاک و آب دہ گوہر آب مین

دیکھے سے دور کیون نہو آسیب مفلسان ۔ پیتے ہین گھول گھول کے نقش زر آب مین

لب تشنگان وادی افلاس کے لیے ۔ گھلوا دیا ہی شاہ نے آب زر آب مین

شاہنشہ جہان کی عدالت ہی اسقدر ۔ مشکل نہین جو آگ بنائے گھر آب مین

وہ عدل ہی کہ ربط نقیضین ہو عیان ۔ ہر قطرہ آگ مین رہے ہر اخگر آب مین

دیکھین یہ عدل تو ضعفا سے قوی ڈرین ۔ مچھلی کے پر مگر کو ہین خنجر آب مین

اس عدل مین بھی فیض ہی ایسا بھرا ہوا ۔ مونگا بنے جو آگ رہے دم بھر آب مین

غالب ہوئے ہین سخت دلون پر صفا پرست ۔ آہن بجھاتے رہتے ہین آہنگر آب مین

ق

گھوڑے کی کیا سبک روی یان مین رقم کرون ۔ مارے حباب کو یہ اگر ٹھوکر آب مین

سم مین تری نہ آئے نہ ٹوٹے حباب بحر ۔ عکس خیال ہو یہ ہوا بنکر آب مین

کیا مدح فیل خاصۂ حضرت رقم کرون ۔ خشکی مین طور مرکب آبی ہر آب مین

ہی زیور طلا مین سراپا لدا ہوا ۔ یہ آب زرین قصر ہی قصر زر آب مین

موتی گتھے ہین جھول مین ایسے بڑے بڑے ۔ پایا ہی جنکے دانون نے بحر و بر آب مین

شمشیر بے پناہ شہنشاہ سے عدو ۔ خشکی مین امن پائے نہو جابر آب مین

دریا مین سایہ ڈالے جو شمشیر شعلہ ور
موجین سوان ہون تیغ اجل بنکر آب مین

بڑھ جاے آبرو یہ قصیدے کے ختم سے
ڈوبا رہون مین مثل گہر یکسر آب مین

سرسبز ہو ہر ایک ہوا خواہ سلطنت
عمر عدو کے غرق رہین دفتر آب مین

جب تک ہون آسمان و زمین ماہ و آفتاب
جبتک کہ لعل کان مین ہو گوہر آب مین

جبتک کہ چوب خشک سے کشتی بنا کرے
جب تک کہ کشتیون کے رہین لنگر آب مین

تا ہو حباب خیمۂ ہستی مین میہمان
جبتک طناب موج کھینچے یکسر آب مین

افزون ہو عمر و دولت سلطان خدا کرے
الیاس بر مین خضر صفا پرور آب مین

خشکی مین ہون عروج سلیمان کے مرتبے
جاری ہو حکم صورت اسکندر آب مین

مثل نجوم فوج سمندر مین ہو روان
پیدا ہو صورت فلک اخضر آب مین

شادان ہون بحر و بر مین ہوا خواہ بادشاہ
بدخواہ آپ ڈوب مرین یکسر آب مین

ای بادشاہ حال سناؤن منیر کا
خانہ خراب ہی یہ جہان خراب مین

تو بادشاہ بحر و بر روزگار ہی
زر دے زمین آب سے موتی ہر آب مین

## سہرا

ملائک کی رگ جان کا ہی سہرا
مگر حیدر علی خان کا ہی سہرا

نہین ہی اس سے باہر کوئی موتی
خزانہ ابر نیسان کا ہی سہرا

چھٹے ہین دو طرف گیسو برابر
نمونہ سنبلستان کا ہی سہرا

ورق ڈالا جو نکلا جنتری سے
خلاصہ مہر رخشان کا ہی سہرا

نئی صورت کا ہالہ ہی نہ کیون ہو
بھلا کس ماہ تابان کا ہی سہرا

دولھن کے گھر کی شوکت کا نشان ہی
کہ یہ آیا ہوا وان کا ہی سہرا

بہم تارون مین رشتہ واریان ہین
بہت مشتاق دانان کا ہی سہرا

وہ شرمائی ہوئی دولھا کی آنکھین
کہ جنکے سر پہ مژگان کا ہی سہرا

نہ کیونکر خوش ہو سارا ملک ناظم
مرے آسائشِ جان کا ہی سہرا

## معرفت

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آوے
جان کالبد صورتِ دیوار مین آوے

سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو صنوبر
تو اس قدِ دلکش سے جو گلزار مین آوے

تب ناز گرانمایگی اشک بجا ہی
جب لختِ جگر دیدۂ خونبار مین آوے

غارتگر ناموس نہو گر ہوسِ زر
کیون شاہدِ گل باغ سے بازار مین آوے

تب چاک گریبان کا مزا ہی دلِ نالان
ہر ایک نفس الجھا ہوا تار مین آوے

آتشکدہ ہی سینہ مرا رازِ نہان سے
ای وای اگر معرضِ اظہار مین آوے

گنجینۂ معنی کا طلسم اسکو سمجھیے
جو لفظ کہ **غالب** مرے اشعار مین آوے

## غزل

جس انسان کو سگِ دنیا نپایا
فرشتہ اُسکا ہمپایا نپایا

مقدر ہی یہ گر سود و زیان ہی
تو ہمنے یان نہ کچھ کھویا نپایا

سراغ عمرِ رفتہ ہو تو کیونکر
کہین جسکا نشان پایا نپایا

رہِ گم گشتگی مین ہمنے اپنا
غبارِ راہ بھی عنقا نپایا

رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا

احاطہ سے فلک کے ہم تو کب کے
نکل جاتے مگر رستا نپایا

چراغِ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا
نشان پر صبر و طاقت کا نپایا

وہ از خود رفتہ ہون جسکو خودی نے
خدائی مین اگر ڈھونڈھا نپایا

کہے کیا ہاے زخمِ دل ہمارا
دہن پایا لبِ گویا نپایا

کبھی تو اور کبھی تیر رہا غم
غرض خالی دلِ شیدا نپایا

مرے طالع کی وہ گردش ہی جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نپایا

نظیر اسکا کہان عالم مین ای ذوق | کہین ایسا نہ پائیگا نیا یا

## غزل

دل صاف ہوا آئنۂ رو نظر آیا | سب کچھ نظر آیا جو ہمین تو نظر آیا
گلشن مین نہ جب ساقی دلجو نظر آیا | سرو لبِ جو آہ لبِ جو نظر آیا
حورون کی طرف لاکھ ہو زاہد کی توجہ | کھلجائینگی آنکھین جو کبھی تو نظر آیا
چکرائینگے افلاک بہت ہم فقرا سے | جسدم اثرِ نالۂ یا ہو نظر آیا
بیتابی دل نے بغل گور جھکائی | آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا
وہ رتدِ خلائق تھے ہم اعمال جو تولے | اڑتا ہوا شاہین ترازو نظر آیا
دیکھا نہ رہا ہوش ذرا بھی تن و جان کا | ہم بھول گئے آپ کو جب تو نظر آیا
جو بات ہی ہر مذہب و ملت سے جدا ہی | دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا

## سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہوگیا | ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہوگیا
باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو | زخم جو تن پر لگا تھا روے خندان ہوگیا
گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیر پر | مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہوگیا
کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو | غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہوگیا
ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرانے لگا | خاک و خون مین جب سر شبیر غلطان ہوگیا
تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر | خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہوگیا
آرزو گویا کی ہی فضل علی سے یہ سنون | بادشاہ ہند میرا شاہ ایران ہوگیا

## غزل

باتین اللہ سے کرتے جو وہ گویا ہوتا | شجرِ وادی ایمن قدِ بالا ہوتا
مین تو کیا دیکھکے وہ بھی تجھے شیدا ہوتا | غش یہ غش آتے جو اس عہد مین موسیٰ ہوتا

آبرو ضبط نے رکھ لی کہ نہ نکلے آنسو
ورنہ تم دیکھتے میلا لبِ دریا ہوتا

ناتوانی سے بچی جان کہ آنسو نہ بہے
ورنہ ہر قطرہ مجھے بحر مین دریا ہوتا

نیستی باعثِ شہرت ہے مثالِ عنقا
ہم نہ ہوتے تو یہان نام ہمارا ہوتا

ایسے مین جینے سے گذرا کہ بتر موت سے ہے
جان جاتی تپِ فرقت سے تو اچھا ہوتا

پردہ پوشی سے رہا آپ کی پردہ سب کا
شکل دکھلاتے جو تم اور ہی نقشا ہوتا

جوشِ وحشت مین بلا جامۂ عریان مدنی
دستۂ داغ نہ کیونکر مجھے زیبا ہوتا

اپنی تقدیر طبیبون کا نہین اسمین قصور
ہم کسی طرح نہ بچتے جو مسیحا ہوتا

اسطرح کا ہیکو پھر ٹھوکرین کھاتے پھرتے
اپنے قابو مین جو اے برق دل اپنا ہوتا

## محرومی و افسوس

مین کیا کہون جو قیصر و خاقان لیگئے
لاکھون جہان سے ساتھ یہ ارمان لیگئے

کیا اُنکو بھی جنون تھا جو گلہاے بوستان
ثابت نہ اس چمن سے گریبان لیگئے

یکبار ہمصفیرون نے دیکھ اُسکو رو دیا
میرا قفس جو سوے گلستان لیگئے

کیسے چمن مین آئے کہ حسن چنکے باغ سے
دامن مین اپنے ہم گلِ حرمان لیگئے

ہم سوے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب
ہمکو بہار مین سوے زندان لیگئے

طوفان اُٹھیگا قبر سے ہم خاک مین اگر
ساتھ اپنے اپنے دیدۂ گریان لیگئے

شب بھر بھر آئے اشک یہ ہم یار پیاس کے
آنکھون سے دیکھ گوشۂ دامان لیگئے

بہتر تھا اس چمن سے قفس مجھ اسیر کو
کیون یار سوے گلشنِ ویران لیگئے

اس قتل گاہ یاس مین کیا کیا نہ کشتنی
گردن پہ تیری تیغ کے احسان لیگئے

منقار نے اُنھون کے کیا کار نیشتر
مرغانِ خوش نوا تو مری جان لیگئے

آہو ختن مین مست ہین جو کے نسیم کے
شاید کہ بو سے زلفِ پریشان لیگئے

تازہ ہوا پھر از سر نو اُسکو داغ قیس ناحق ہوس کو سوے بیابان لیگئے

## تشریف آوری شاہزادۂ ڈیوک آف اڈنبرا

آمد شہزادہ ہی گلشن ہی سارا لکھنؤ سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو

مثل گل خندان ہی شادی سے ہر اک پیر و جوان عید ہی ملتے ہین سب بجتے ہین باجے کو بکو

ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سے مست جھومتے ہین سرو گلشن مین کنار آبجو

جو سڑک ہی روشنی مین کہکشان سے کم نہین منزل مہتاب تابان ہین دُکانین چارسو

کیا چمک ہی کیا صفائی ہی در و دیوار مین ہر قدم پر آئنے ہین رہرو دن کے روبرو

ہی رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند ق کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہوکے باہم گفتگو

واہ کیا اقبال ہی کیا جاہ ہی کیا عز و شان کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو

ہو ور دولت کا دربان ہی یہ دارا کو ہوس آئنہ داری کی رکھتا ہی سکندر آرزو

تخت سے اُسکے جواہر کا ہوا پایہ بلند تاج سے اُسکے دُر یکتا نے پائی آبرو

عدل مین نوشیروان کیا اُس سے ہمسر ہو سکے غیر ممکن ہی کہ ہو چشمہ دریا آبجو

علم اسقدر کیا ہی حق تعالے نے عطا عالم و فاضل کی کیا طاقت کرے جو گفتگو

زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو

بحث حکمت مین کرے اُس سے ارسطو کیا مجال بند دو باتون مین ہو جاے زبان

مو شگافی پر اگر آئے کبھی فکر دقیق کاسۂ خورشید تابان مین نکل سکتے ہین مو

کیا اولوالعزمی ہی راہ بحر و بر دو گام ہی ملک دیکھے ہین پھرے ہین شش جہت مین چارسو

ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو

کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی دہر مین فخر سیاحان عالم ہین یہی بے گفتگو

حکم ہو عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین چاک جیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو

اسقدر عالم مین دست فیض ہی گوہر فشان پانی پانی ابر نیسان بھی ہی جسکے روبرو

اسقدر سیحا نہ ہی اُسکی سخاوت کا ویچ
ذکر قمری نے اگر اُسکی سخاوت کا کیا
خلق عالی آشکارا ہی تمام آفاق پر
بے حسون کو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین
صورتِ رنجش کرے وہ باغ عالم سے جو دور
لائے جب لب پر نمازی ذکر اُسکے فیض کا
دیکھکر آئینۂ الطاف مخلص و سفید
کیا شجاعت ہی تمام آفاق پر چھایا ہی عب
تیغ وہ بُرّان کہ روزِ جنگ ہی بُرندہ سر
توسنِ چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
فیل کا رتبہ کہین ہی آسمان سے بھی بلند
گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفون کا حصر
واسطے وقتِ دعا ہی کہ یہ خالق سے دعا
رنگ و بوسے گلشن حشمت ترقی پر رہے
کالعدم ہو جائین جو بدخواہ ہین سرکار کے
مصرع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا

جام ہی خورشید جبین آسمان بابے سبو
واہ ری تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو
مشک نافہ کی چھپائے سے کہین چھپتی ہی بو
پاے خم چلنے لگے اُٹھنے لگے دستِ سبو
پیچ و تاب موج مٹ جائے میان آبجو
موتیون کی آب سے بھر بھر گئے ظرف وضو
خون دشمن سے ہی تیغ قہر اُسکی سرخرو
کانپتے ہین خواب مین بھی بید کی صورت عدو
جاٹ کرا فراسیاب و گیو و رستم کا لہو
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہی جسکے روبرو
مہر ہی زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو
کس طرح گنجائش دریا ہو مابین سبو
سامنے ممدوح ہو استادہ ہی تو روبرو
جب تلک ہی گلشن عالم مین جوشِ رنگ و بو
خیر خواہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو
کردہ فیض مقدم شہزادہ لندن لکھنؤ

سنہ ۱۸۹۰ء

## غزل در معرفت

تجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہی دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
مرا غنچۂ دل ہی وہ دل گرفتہ
کہ جسکو کسو نے کبھو وا نہ دیکھا
یگانہ ہی تو آہ بیگانگی مین
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا
اذیت مصیبت ملامت بلائین
ترے عشق مین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا

گیا مجکو داغون نے سروِ چراغان
کبھو تو نے آکر تماشا نہ دیکھا

تغافل نے تیری یہ کچھ دن دکھائے
ادھر تو نے ہرگز نہ دیکھا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

شب و روز ای درد دریی ہون اُسکے
کسو نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

## فنا کا ثبوت

خزان کے ہاتھ سے گلشن مین خار تک نرہا
بہار کیسی نشان بہار تک نرہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میرے رونے کو
کہ دل مین پیر فلک کے غبار تک نرہا

چمن سے دہر کے مجھ ناتوان کی رخصت ہی
کہو گلون سے کہ گلشن مین خار تک نرہا

تہِ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نرہا

چراغ مہر کیا آہِ سرد نے خاموش
بدن مین پیر فلک کے بخار تک نرہا

جلا دیا یہ شبِ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نرہا

مرا تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نرہا

## حرص دنیا

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین
وائے غفلت اس سیہ زندان مین تو خورسند ہین

رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہی
تسپر اپنی صورتون سے اور حاجتمند ہین

ق

مقبرون مین دیکھتے ہین جاکے ان آنکھون سے روز
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تسپہ رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار
سو جھتا اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

خاکساری عاجزی غربت محبت دوستی
جنکے یہ افعال ہین وہ ہی سعادتمند ہین

جب تلک آنکھین کھلی ہین دکھ یہ دکھ دیکھینگے آہ
مند گئین جب انکھڑیان تب سو زسب آنند ہین

## پریشانی مین استقلال

گئی تاب و توان و صبر اب نالہ کنان ہون مین
سو نالہ بھی یہ کہتا ہی کہ گرد کاروان ہون مین

سراغ رفتگان پوچھے کوئی مجھسے تو تبلاؤن
مثال نقش پا گرچہ جہان ہون مین وہان ہون مین

ترے مانند نالہ کرسکون ہون مین بھی ای بلبل
ولے یہ ننگ آتا ہی کہ تجھسے ہمزبان ہون مین

ہوس عنقا کو بھی ہی نام کی پر مجھسے پوچھو تو
یہ ہی نام و نشان میرا کہ بے نام و نشان ہون مین

صبا ہون کو گل ہون نور ہون سایہ ہون جو کچھ ہون
ہر اک گھر مین جگہ میری ہی گو بے خانمان ہون مین

دعا یہ مانگ کر مجنون کھڑا کہتا تھا صحرا مین
کوئی دن ناقۂ لیلی کا یارب سارباں ہون مین

کہا کل اشک سے یون دل نے چلتے وقت ای حسرت
ق کہ آہ ای بیمروت تیز رو گو نا توان ہون مین

ولے تیری رفاقت کو نچھوڑونگا نچھوڑونگا
ترے دنبال اٹھتے بیٹھتے گرتے روان ہون مین

## شکایت کم قدری خود

خطائے خصم نہین کچھ یہ بخت کا ہی قصور
کہ مجھسے طور تحسین نہین مزاج حضور

وہی ہون مین کہ اوائل مین سرہلاتے تھے
ہر ایک مطلع رنگین پہ جسکے اہل شعور

وہی ہون مین کہ جسے فیضی زمان انشا
سمجھ کے دل مین نہ لاتا تھا کچھ خیال غرور

وہی ہون مین کہ جسے خانہ زاد خانصاحب
لکھین ہین نثر مین اپنی کلیم طور شعور

وہی ہون مین جسے رنگین نے اپنا سب دیوان
دکھا کے تا بتمامی کیا ہی رفع خطور

وہی ہون مین کہ حسن جس سے شاد شاد ہلا
کسی نے غیر ستایش نہ کچھ کیا مذکور

وہی ہون مین کہ جسے میر سوز سلمہ
کرے ہی یاد بلفظ ستایش موفور

وہی ہون مین کہ جسے میر معز الشعرا
کہے ہی ہان جو کچھ آجاوے ہی کبھی مذکور

وہی ہون مین جسے مرزا قتیل سحر بیان
کرے تھا طرح پر اپنے بدوستی مامور

وہی ہون مین جسے منت نے بے کھسر جانا
اگرچہ تھا وہ نہایت بشاعری مغرور

وہی ہون مین جسے دیوانہ سر بسکھ نام
لگے تھا سر کو جھکانے میان راز دور

وہی ہون مین جسے فاخر نے بعد دو بدو
کہا کہ پیچے حقہ میانہ جمہور

وہی ہون مین جسے جرأت بھی خوب جانے ہی
کہ فن ریختہ مین بھی ہی یہ بڑا پر زور

وہی ہون مین کہ رہا جسکی نظم دلکش پر
مشاعرون مین ہمیشہ سے شور و زور شور

پر اب سخن مین مرے شاید آگئی سُری
کہ انکی شورشِ تحسین ہوگئی کافور

عجب معاش ہی اِن دوستان یکدل کی
اس اتحاد پہ یہ کچھ بھرے ہین دل مین فتور

زیادہ فائدہ کیا اس کلام سے تجکو
ثناے شاہِ سلیمان کر ای فلان مسطور

## سردی کی ہجو

سردی اب کی برس ہی اتنی شدید
صبح نکلے ہی کانپتا خورشید

چرخ کی اطلسی قبا پہ ہمیش
نہین یہ کہکشان ہی دانۂ کیش

جتنا عالم تھا کاشمیر ہوا
بلکہ کہیئے کہ زمہریر ہوا

ان دنون اسچرخ پر نہین ہی مہر
گود مین کانگڑی رکھے ہی سپہر

کُہرہ پڑنے کو کہتے ہین سب یار
ٹھنڈ سے ہی جہان کے دل مین غبار

ایک دیکھا جو غور کرکے مین آپ
نکلے ہی منھ سے آسمان کے بھاپ

پانی پر جس جگہ کہ کائی ہی
سبزہ شال کی رضائی ہی

بسکہ تخ بستہ بحر مین ہی آب
برف کی ہی رکابی ہر گرداب

عکس پانی مین یون ہی عکس پذیر
رہتی ہی زیر شیشہ جون تصویر

نہین ہی نہر باغ مین اسدم
بچۂ بط ہی تخ بچہ سے کم

تیغ سے کاٹتا ہی اب وہ چہند
آب مین اسقدر ہوئی ہی گزند

جب سے جاڑے سے پڑ گیا پالا
سرد ہی داغ عشق جون لالا

اکڑے جاتے ہین دیکھ سنبل کو
گٹھری ہو جاوے گل کے غنچہ مین بو

دیکھ گل پر صبا نہیب برد
بھرتی پھرتی ہی ہر طرف دم سرد

گر پڑے برگ تاک جھڑکے تمام
بلبلین مر رہین اکڑکے تمام

صرصرِ صبح جان کھوتی ہی
تیر سی دل کے پار ہوتی ہی

جسطرف اب نگاہ جاتی ہی / جو بھی جون بید تھرتھراتی ہی
کانپتے ہین درخت و ارض وجبال / موسم دی ہی یا رو یا بھوچال
آگ بھی ٹھنڈ سے ٹھٹھرتی ہی / گودون کے بیچ چھپتی پھرتی ہی
بے حرارت ہین سردی کے مارے / طرح یاقوت کے اب انگارے
جاڑا لگنے کا تیغ تلک ہی حرف / لپٹی رہتی ہی نمدون مین بھی برف
دن کی کٹتی ہی دھوپ مین اوقات / کالے کمل مین رات کاٹے ہی رات
رعد سردی کے ہاتھ گرم فروش / ابر دوشش ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی نہین فلک سے نداف / سیتے ہی واسطے زمین کے لحاف
شب جو رخشندگی پہ برق آوے / ق / ابر مین یون ٹھٹھر کے رہجاوے
کیا کرون اُسکی یارو مین تقریر / جون کسوٹی پہ سونے کی تحریر
ہی گرفتار حال ہی جو شخص / نہین مل سکتے گرم ہو دو شخص
گر کسی شخص کو مرض ہی اب / وہ تو جاڑے ہی سے کرے ہی تپ
فرط سرما سے دیکھیے جسکو / دست زیر بغل ہی مثل سبو
منعمون کے گھرون مین آج اور کل / ہین پڑے پردے دہکے ہی منقل
پہنتے ہین سمور اور قاقم / ٹھنڈ سے کھینچتے بہم سودم
اسپ جاڑے سے ہی یہ انکا حال / ناک سے چھوٹتا نہین رومال
کوئی اب جا سے چل نہین سکتا / گھر سے باہر نکل نہین سکتا
پھر جو کوئی ندان نکلے ہی / ٹھنڈ کے مارے جان نکلے ہی
لپٹے رہتے ہین روئی مین مجبور / جس طرح ناشپاتی و انگور
غرض ایسی ہی کچھ پڑی ہی ٹھنڈ / مٹ گیا زمہریر کا بھی گھمنڈ
سودا آخر ہی سردی کا مذکور / شعر بھی گر خنک ہون رکھ معذور

آگے جاتا نہین ہے اب بولا
ہوگئی ہے زبان بھی اولا

## گرمی کی ہجو

سودا

کیون ہوا اسقدر ہے عالم سوز
آتشی رنگ پر ہوا نوروز

اب کی رت سے یہ ہوگیا ہے معلوم
چمن آرا ہو شب برات کی دھوم

گرم ہے یہ بہار کا موسم
شاخ گل پھلجھڑی سے ہے نہین کم

ہے پٹاخا چٹکتے وقت گلاب
کف نرگس پہ چھٹتی ہے مہتاب

دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
اسمین ہت پھول کے سے بھینگے ڈھنگ

غنچے کہتے ہین یون ہو آتشبار
گویا چھٹتا ہے داغتے مین انار

جلوے دیتی ہین جون چنبیلی کے بوٹے
اسطرح جائی جوئی کب چھوٹے

نہین گیندون کے یہ چمن مین درخت
دی ہے آتش ستارون مین یکسخت

کردہ صد برگ جعفری یہ نظر
چھٹ رہی ہین ہوائیان منھ پر

بی بولسے ہے پانی پھر پھر کر
ہے چکا بو کا حوض گھن چکر

کیا مین فوارون کا کہون عالم
جون پپیہا چھٹے ہے لے لے دم

شور پانی کرے ہے رہ رہ کے
اس طرح چھوٹتے ہین جون چٹکے

سنگ پر یون ہے اب کے آب کی دھار
چھاتی پر جون گرے ہے نزلۂ حار

مرغ آبی چمن مین اب جو ہے
منھ کھلا ہی رکھے ہے جون بطرم

گر گزک پر ہو میخور وتن کا من
ہوئے ہین کباب مرغ چمن

طوطی کی گر سنے کوئی آواز
نوحے گویا پڑھے ہے سوز و گداز

طائرون تک ہے یہ ہوا کا اثر
پر قمری ہے مشت خاکستر

سرو کا حال کیا کرون مین بیان
پانون اسکا ہے اور آب روان

جوش ہے یہ بہار مین امسال
لب جو پر ہے عکس کا تبخال

ہی عرق اس سے بھی گلون کے تئین
رنگ گل اسطرح درخشان ہی
لالے کے ہی چراغ پر اس آن
ہی حرارت گلون مین اب یانتک
پانی کو بلبلین پھرین بھٹکی
شاخ ہر گل کی ہو گئی گل ریز
یہ نہ لالے کی پتی جھڑتی ہی
گیا تالاب مین ہر ایک کنول
بلبلین سی بلین رہ گیا ہی کاٹھ
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی
ہی پسینے سے میخورون کا یہ حال
ہووے جس سال یہ بہار کا رنگ
شفق آفتاب شام و سحر
کے پرتو کی کیا کرون تقریر
ہوا ہے تنور چرخ یہ گرم
ساغر مہر گرم ہی یان تک
ہی تب اور ہوا کی یہ تاثیر
پی کے تیر شہابون کے رنجور
گلشن گرم سے زمین تمام
کے پرتو سے مہر کی تب و تاب
اب زمین پر نہ بس پڑی ہی دھوپ

گرچہ پنکھا نسیم چھوڑتی نہین
ہر خیابان یک چراغان ہی
لٹ دھوین کی ہی شاخ نافرمان
نہین شبنم یہ نکلی ہی چیچک
طفل غنچون کو لگ گئی چیٹکی
جلگیا آہ سبزۂ نوخیز
آگ جامے سے نکلی پڑتی ہی
کنول کاغذی کی طرحے جل
روشنی کا سا دار بست ہی ٹھاٹھ
ابر نیسان سے آگ برسے ہی
یا وہ گویا ہی آب ورغربال
آگے گرمی کے کیا کہون مین ڈھنگ
آگ وسے ہی جہان کو یکسر
جوش کھا جون اوبل چلے ہی شیر
جھڑ پڑی نان مہر ہو کر نرم
شیشۂ آتشی ہوا ہی فلک
غسل دیوانہ ہی قتلادہ شیر
شمع کو نفع کیا کرے کافور
چرخ لے سرد خانہ یک حمام
ماہی جون موج آب مین بیتاب
سرسون کے کھیت کا سا ہی کچھ روپ

بره نوردون کی چال کا ہی یہ حال | جون بجھاتے ہون آگ چھل ابدال
سایہ کی تیر کی یہ کرتو نگاہ | قرب سے دھوپ کے ہوا ہی سیاہ
مہر سے انہ نون مین آکے بجا ان | گل خورشید تک ہی روگردان
زمین سمجھے ہی تفتگی ہر آن | توے کی بوند نوح کا طوفان
سو سمندر کا صرف کرکے جو آب | صحن یک خانہ کیجئے چھڑکاب
پانی پی پونچھیے عرق ہر چند | برسے کنکر کے کو زرے کے مانند
خلق کا تشنگی سے ہی یہ حال | طفل کو مشک اور جوان کو پکھال
تو بھی نیت اُنھون کی بھرتی نہین | پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
شکل نرگس ہی سب کو حیرانی | نرخرے تک بھرا ہوا پانی
یہی سوچے ہی دل مین تشنۂ آب | بھر کو منھ لگا وے مثل حباب
رنگ یا قوت کا زبانی ہی | آب آتش کی زندگانی ہی
پانی کتنا ہی پیٹ مین ہو اب | شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب
آگ سے دن کی جلگئی ہی رات | ملی ہی اب سیاہی لے کے دوات
رات سووے نہ مین یہ جو انسان | کروٹین یون لے جون توے پر نان

ق

گرمی پڑتی ہی یا خدا کا قہر | کیا کہون سمجھے مین کہ شہر بشہر
بادشاہون کی بادشاہی ہی | آگیا بیتال کی دوہائی ہی
بھیک مانگے ہی شہر مین جو فقیر | دمبدم اُسکی ہی یہی تقریر
کوئی بندہ خدا کا ایسا آئے | مجھ سے بیکس کی اب لگی کو بجھائے
ٹھیک ہوتی ہی جسگھڑی دوپہر | لگے ہی دھڑ دھڑ جلنے دہر
ہووے گرمی سے جب یہ حال جہان | کہ کوئی زندگی کرے سو کہان
سرد خانہ کو پوچھنا ہی خبط | آگ اور پھوس مین ہی کچھ بھی ربط

غنیمت ہے خانۂ جان بے امن نہین
اب کچھ آرام ہی تو زیر زمین

## موسم فرحت افزا

مطلع

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیان ہو خامہ سے تحریر نغمہ بجاے صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر

ہوا یہ باغ جہان مین شگفتگی کا جوش
کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر

کرے ہی وا لب غنچہ در ہزار سخن
چمن مین موج تبسم کی کھولکر زنجیر

کچھ انبساط ہواے چمن سے دور نہین
جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر

اثر سے باد بہاری کے لہلہاتے ہین
زمین پہ ہمسر سنبل ہی موج نقش حصیر

نکلکے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم فشان
تو سبز فیض ہوا سے ہو وہ برنگ شعیر

زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہی اسطرح سے ابر سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی پیل مست بے زنجیر

یہ خار دشت بھی نرمی مین فرش مخمل ہی
ہر ایک تار رگ سنگ بھی ہی تار حریر

ہوا مین ہی یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
برستا اوٹھتا ہی آتش سے مثل ابر مطیر

یہ آیا جوش مین باران رحمت باری
کہ سنگ سنگ مین ہی سنگ یدہ کی تاثیر

ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک ساغر عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوشاب
ہر ایک گھر گھر شب چراغ پر تنویر

کرے ہی صبح شکر خندہ اس مزے کے ساتھ
کہ جسطرح بہم آمیختہ ہون شکر و شیر

سنوارتی ہی جو شام اپنی زلف مشکین کو
سواد مشک ختن پر ہی لاکھ آہو گیر

نہال شمع سے ہر شب کو چنتی گل شبو
بہار عیش مین گلچین کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی مین پھول جھڑین
حیا سے رنگ گل آفتاب ہو تغییر

رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جون صبوحی کش
بدین درازی ریش آفتاب ساغر گیر

عجب نہین ہی کہ آرایش زمانہ سے
حنائی پنجہ ہون تاک و چنار و بید انجیر

نہ کیونکہ دیکھکے گلشن مین یہ پڑھون مطلع
کہ آتی ہی نظر اک قدرت خدائے قدیر

ظہور نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیم و نکہت گل مظہر لطیف و خبیر

شمیم عیش سے ہی یہ زمانہ عطر آگین
کہ قرص عنبر اگر ہی زمین تو گرد عبیر

حمل سے حوت تلک جا بجا ہین تصویرین
بنا ہی عالم بالا بھی عالم تصویر

جہات ستہ سے بزم جہان ہی وسعت خواہ
کہ ہی ہجوم نشاط و سرور جم غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر مائل
مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہی مدرسہ یہ بزم گاہ عیش و نشاط
کہ شمس بازغہ کی جا پڑھے ہین بدر منیر

عجب نہین یہ ہوا سے کہ مثل نبض صحیح
کرے اگر حرکت موج چشمۂ تصویر

بدل گئی ہی حلاوت سے تلخی دارو
شراب تلخ بھی ہی مے کشون کو شکر و شیر

## صفت و طریق معالجہ

علم ظنی ہی طبابت تو یہ سن کہ ہمدم
متفق اسپہ اطبا ہین جہان مین باہم

قاعدہ فن طبابت کا بیان تجھسے کرون
فہم کے گوش تو اپنے جو نہ رکھتا ہو اصم

کام اس فن مین بڑا سب سے ہی تشخیص مرض
یہ نہو جسمین تو پھر سیف سمجھ اسکا قلم

فی الحقیقت ہی اطبا مین وہی شخص طبیب
جو کما ینبغی ان چیزون کا ہووے اعلم

جنبش نبض سے اور لون سے قارورہ کے
ہووے فی الفور جسے اصل مرض مستفہم

ادویہ مین کرے تنقیح خواص مفرد
ہووے ترکیب مرکب و وزن سے محرم

سن بیمار پہ کر غور مداوادہ کرے
اور ملحوظ رکھے آب و ہوا و موسم

چار چیزون سے مرکب ہی بدن انسان کا
دم و سودا ہی ہر اک جسم مین صفرا بلغم

حد سے ان چارون مین ہووے تجاوز جو چیز
حکما کرتے ہین انسان کا مزاج اس سے فہم

ہی یہ لازم کہ کسل کا سبب اسمین ڈھونڈین
ٹھہرے جو خلط کرین اسکا تدارک پیہم

بعد تشخیص دوا اسکے مرض کی بالضد
غور اخلاط کی کیفیت و کمیت پر
زیادتی چارون مین جسکی ہو مرض کا ہو سبب
رکھکے منظور طبیعت کی مرض پر قوت
قاعدہ یون ہی پھر آگے ہی شفا اُسکے ہاتھ

حفظ صحت کے لیے نسخہ ہو بمثل رقسم
ہو نہ منظور جسے اُسکی دوا ہوتی ہی سم
عقل کی رو سے یہ تدبیر ہی اُسکی اُسدم
تنقیہ کر کے مناسب کرین اُس خلط کو کم
جسکے ہی قبضۂ قدرت مین علاج عالم

## شاعرانہ نداق

نہایت جوش پر دریا ہی اپنی طبع موزون کا — جہان مین شور ہی طوفان آب در مضمون کا

نہوتا ای جنون گر پاس ہمکو روح مجنون کا — پتا ملتا نہ دامن کی طرح دامان ہامون کا

امید و بیم مین احوال دل ہر دم دگرگون ہی — کبھی پیرو ہی موسیٰ کا کبھی بندہ ہی قارون کا

نہ کیون کیفیت اشراق ہم ستون کو حاصل ہو — ہر اک خم اپنے میخانہ مین سینہ ہی فلاطون کا

حرارہ جب مرا داغ جنون لاتا ہی صحرا مین — بگولے ڈھونڈھتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا

ہولے دہر ہم مستون سے ان روزون مخالف ہی — خدا حافظ ہی ساقی کشتی صہبائے گلگون کا

مین شاعر ہون مرا ایجان اُسپر دم نکلتا ہی — بہت اعلیٰ ہی یہ مصرع تمھارے قد موزون کا

شب تار لحد ہی روز روشن اپنی نظرون مین — بڑا اندھیر ہی سودا ہوا ہی زلف شبگون کا

حقیقت مین لہو اُڑ کر پڑا دامان قاتل پر — قضا نے لکھدیا شنجرف سے محضر مرے خون کا

فقیر مست ہین ہر وقت کیفیت مین رہتے ہین — کبھی طرہ ہی سبزی کا کبھی گھولا ہی افیون کا

ملایا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو — نشان ملتا نہین ہی قبر جمشید و فریدون کا

ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانے پر — کہ خورشید فلک تارا ہی لیتے بخت واژون کا

بلند و پست عالم ایک ہی چشم حقیقت مین — حصیر قصر ہما یہ بنا تخت فریدون کا

رہیگی گر یہی نہین ہر روز بیتابی مرے دل کی — بدل جائیگا عالم چار دن مین ربع مسکون کا

دل سودا زدہ اپنا نچھوٹیگا نچھوٹیگا — ہر اک حلقہ ہی کالا جیلخانہ زلف شبگون کا

صبا حیران ہین ہم اک بتِ خود بین کے ہاتھون سے ۔ مکدر آئینہ رہتا ہی اپنی طبع مفتون کا

## ایضاً

توسنِ طبع کو کرتا ہون مین کوڑا کیا کیا ۔ ایک اک گام پہ اُڑتا ہی یہ گھوڑا کیا کیا

اہلِ دولت سے کوئی نزع مین اِتنا پوچھے ۔ ساتھ کیا کیا لیا اِسوقت مین چھوڑا کیا کیا

سوزشِ دل سے ہی اُف اُف شبِ تنہائی مین ۔ ہاے رہ رہ کے تپکتا ہی یہ پھوڑا کیا کیا

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی نہ صورت بگڑی ۔ زلف کو یار نے دھر دھر کے مروڑا کیا کیا

کیسا کیسا نہ کیا آکے خزان نے برباد ۔ زرِ گل کا نہ ہوا باغ مین توڑا کیا کیا

مر گئے پر نہ دیا اُنکو کفن گردون نے ۔ زندگی مین جو پہنتے رہے جوڑا کیا کیا

کیون نہ ہو جائین زمانے مین ہزارون دریا ۔ ہمنے رو رو کے ہی دامن کو نچوڑا کیا کیا

طاقتِ فقر سے ہم نفس پہ غالب آئے ۔ لنگر اِس دشمنِ شہ زور کا توڑا کیا کیا

میکدے مین جو مجھے لیگئی قسمت بے یار ۔ خشتِ خُم سے سرِ شوریدہ کو پھوڑا کیا کیا

شرم سے سر نہ اُٹھایا ترے سر کے آگے ۔ باغ مین گل کو صبا نے بھی جھنجھوڑا کیا کیا

حال رونے کا جو لکھتا ہون تو وہ کہتے ہین ۔ چشمِ پُرآب نے طوفان ہی جوڑا کیا کیا

دل کو برماتا ہوا صاف جگر سے گذرا ۔ ایک تیرِ نگہِ یار نے توڑا کیا کیا

حلقِ زاہد کا جو روزے مین بہت خشک ہوا ۔ دامنِ تر مرا لے لے کے نچوڑا کیا کیا

بارہا روحِ سکندر کو دیے ہین صدمے ۔ آئینے سے بھی ہی منہ یار نے موڑا کیا کیا

اُسکے چھلے کو انگوٹھی سے نہ بدلا ہمنے ۔ ہاتھ رکھ رکھ کے سلیمان نے مروڑا کیا کیا

ہی جلودار صبا خاک مجھ آوارہ کی ۔ آج کفت لائیگا اُس ترک کا گھوڑا کیا کیا

## نیرنگیِ زمانہ

بہار آئی کھلے ہین غنچے زمرد ین ہی چمن کا سامان ۔ وظیفۂ گل ہی اندنون مین ترانہ سنجی عندلیبان

فسردہ خاطر ہوے ہین واعظ ہجومِ سودا اُمنگ پر ہی ۔ بڑھے ہین یہ چاک پیرہن کے کہ ہی گریبان [illegible] دامان

فسانۂ غم نے بعد مدت اثر دکھایا ہی غفلتون کا
ہوے ہین مصروف چارہ سازی دل طپان خاطر پریشان

کھلی جو سنبل کی زلف پر خم مزاج از خود بیخود ہین ہم
طواف مین ہی نگاہ پیہم نثار ہوتے ہین تحفہ جان

سبو و ساغر چھلک رہے ہین مہک رہی ہی زبان دہن مین
سر قدم سے ہی لغزش پا بڑھے ہین افتادگی کے احسان

لباس سے تن کو مخلصی ہی مٹا دیے دیوانگی نے جھگڑے
ہوے تعلق سے پاکدامن نہین رہی تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہی کوس گردون ترانۂ صبح عید سینئے
جگا رہا ہی خیال تازہ کو خواب غفلت سے ہر غزلخوان

نسیم خستہ جگر بھی پیہم سنا رہا ہی نوید مضمون
نہین بھروسا ہی زندگی کا رہینگے یہ یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میرے بشکل عرش برین ہی گلشن
بلندیون پر ہی فکر عالی جہان مین ہون آفتاب تابان

مزاج مشتاق گفتگو ہی خیال مصروف جستجو ہی
پڑھون وہ مطلع کہ جسکی عظمت مین سر جھکائے ہر اک سخندان

## شعبدہ بازی فلک

ہوئے ہین خاک مین پیوند مہربان کیا کیا
ستم سے پیر فلک کے مٹے جوان کیا کیا

عدم مین دہر مین کعبے مین دیر مین گھر مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

سوا فلک کے شکایت کرین تو کس سے کرین
ہوے رقیب ہمارے ہین مہربان کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک مین رلتے ہین استخوان کیا کیا

کرو نہ خواہش بربادی دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

طلب سے بھی نہ ملا شہد خوان دنیا سے
ہوے ذلیل پئے لذت زبان کیا کیا

ترے فقیر نے وحشت مین کی مذمت مال
اوڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کھاتے ہین گل فصل گل جب آتی ہی
شگوفے پھولتے ہین زیر آسمان کیا کیا

ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق
ہمارے پانؤن پڑین آکے بیڑیان کیا کیا

## قصیدہ در مدح نصیر الدین حیدر بادشاہ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہی
بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہی

بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا — کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہی
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہو گل — شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہی
چمن مین کیجے اشارہ جو سوے نخل حنا — تو ساتھ اشارہ کے انگلی برنگ مرجان ہی
ریاض دہر مین پھیریے تو سایہ کی صورت — مراد دل عقب آرزو شتابان ہی
چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین — اب اندنون مین یہ فیض بہارستان ہی
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا — نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہی
گرا زمین پہ اگر کوئی سیوتی کا پھول — صفا سے گوہر غلطان کی طرح غلطان ہی
کہین ہی آئینے سے صاف تر زمین چمن — کہ اُس سے سبزۂ نارستہ تک نمایان ہی
پڑا ہی عکس یہ پتلی کا وقت نظارہ — جو داغ لالے مین کہتا ہی عین بہتان ہی
نہال گلشن تصویر بھی ثمر لائین — بہار کا یہ چمن دہر مین یہ فرمان ہی
لگا ہی جو شجر بارور مین آکر سنگ — نگین کی طرح سے اُسمین شجر نمایان ہی
ہی شوق گل مین عجب رنگ آج گلچین کا — جو دیکھیے تو گریبان بشکل دامان ہی
نسیم جانب گلشن چلی یہ کہتی ہوئی — اگر ہو آتش نمرود دم مین بستان ہی
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل — اب ان دنون یہ ہجوم گل گلستان ہی
جگہ نہین ہی کہ گردش ہو چشم نرگس کو — جو کہیے بے حرکت ہی یہ عین بہتان ہی
ہوا ہی قمری سے نالہ اگر کوئی موزون — چمن کے فیض سے وہ رشک سروبستان ہی
پڑھ ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا — چمن ہی سبزہ ہی آب روان ہی جانان ہی

مطلع

تو وہ ہی شاہ تن ہند کے لیے جان ہی — فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہی
وہ نخل ہی چمن سلطنت مین قد تیرا — کہ جسمین برگ عدالت ہی بار احسان ہی
ہی تیرے سایے مین شاہا ہر اک قریب و بعید — کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہی
نہین ہی کچھ تری دریا دلی سے نسبت اسے — کہ موج صفحۂ دریا پہ خط بطلان ہی

جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہی

ترے قدم سے شہا ملک عیش و راحت مین
دل کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہی

عطا کر اب تو زر و سیم مہر و ماہ کی طرح
کہ آسمان پئے دریوزہ شکل دامان ہی

گدا سے تیرے لب لعل گر سخن گو ہون
بس ایک بات مین وہ مالک بدخشان ہی

چمن مین گذری ہی شاید تری نسیم قبول
کہ خار و گل مین بھی اک لطف چشم و مژگان ہی

مثال قیصر و خاقان غاشیہ بردار
ہی مرتبے مین جو دارا وہ تیرا دربان ہی

ہوا ہی جب سے طلوع آفتاب عدل ترا
کتان مین ابر کے مانند چاند پنہان ہی

جو دیکھے سایۂ بز کو وہین فرار کرے
ہر ایک شیر مین گویا رم غزالان ہی

یہ بے قصور نہین دست شانہ خشک ہوا
کسیکی زلف سیہ اندنون پریشان ہی

جوان کو تیغ حوادث سے کسطرح ہو گزند
کہ چار سمت کا چار آئنہ نگہبان ہی

دعائین دیکے تجھے شب کو سوتی ہی خلقت
ہر ایک در کے لیے دزد مثل دربان ہی

کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آئے چور
کمند موج لیے سیل بھی گریزان ہی

شہا ہی بازی ترے آگے تیغ بازی بھی
سر عدو و خم تیغ گوے و چوگان ہی

فرار دست عدو کیون نہ سیکھے پانون سے
کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہی

خرید کیجیے کوڑی کٹاری کی دیکر
متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہی

ترا عدو جو سکندر بھی ہی شہا بالفرض
تو ڈر سے صورت عکس آئنے مین پنہان ہی

عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے
ترا وہ جذبۂ آہن ربا سے فرمان ہی

کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار
کہ جو ہی صید وہ فرمان پہ تیرے قربان ہی

بجائے پر نکل آئے ہین استخوان تن سے
ہمائے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہی

کیا ہی حکم جو تو نے نہ رہنے پائے شراب
خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہی

ابھی سے کہنے لگے آفتاب اُسے شاعر
کہ نام مہ نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہی

بے لگے نہ بجز جہان مین کچھ اسکا تھل بڑا — کہ ہر کشتی ہے قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب سے تمثیل — فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض مین غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین — بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے

پیالے ٹوٹتے ہین آپ مثل جام حباب — ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے

نگینون جو تخت مرصع کی تیرے تعریفین — تو خامہ وہ زبان آج گوہرافشان ہے

لکھون مین تخت کو اورنگ زرنگار سپہر — تو اُس پہ جلوہ نما شکل مہرتابان ہے

جواہر اُسمین چمکتے ہین اخترون کی طرح — فلک ہے تخت ترا چتر ماہ تابان ہے

دُرخوش آب مین یاقوت و لعل کا ہے جو عکس — بجا ہے کہیے اگر آب مین چراغان ہے

طلا کو آتش یاقوت تا نہ آب کرے — مدام ہر گہر تخت آب افشان ہے

عیان ہے آتش یاقوت تخت پوش سے یون — چراغ جیسے کہ فانوس سے نمایان ہے

کچھ اُسکے پاس نہین احتیاج شمع و چراغ — کہ اُسمین ہر گہر شب چراغ رخشان ہے

جہان کو تخت پہ ہے اب گمان کشتی نوح — کہ فرط آب گہر اُسکے گرد طوفان ہے

ہے موج آب گہر تخت سے سمندر تک — فروغ آتش یاقوت تا بدخشان ہے

ترے سمند کی تعریف کیا بیان کرون — مدام ابلق ایام جسپہ قربان ہے

جبین کو دیکھ کے گر ہوسے یال کو دیکھو — سحر عیان ہے اُدھر شب ادھر نمایان ہے

زمین کو دامن گلچین لیا ہے بھر بھر کر — نشان اُسکے یہ گل میخ کا گل افشان ہے

ترا سمند کرے دوڑنے کا کیونکر عزم — تمام عرصۂ دہر اُسکو تنگ میدان ہے

قدم قدم جو چلے وہ تو سب لگین کہنے — کبھی نظر سے ہے پنہان کبھی نمایان ہے

ق

شہا نہین ہے یہ بوجھ آسمان پہ ہلال — بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے

ترے سمند نے اُڑکر وہان جو ماری ٹاپ — نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہے

ہر ایک اسپ سمجھتا ہے اپنی زیست اُسے — ترا کمیت تو حیوان کو آب حیوان ہے

کہون غزال ترے بادپا کو مین کیونکر
کہ اُسکے سامنے بے حس رم غزالان ہی

پھر آئے جلد وہ ایسا ہی ربع مسکون مین
کہ اُسکا عکس جہان تھا وہین نمایان ہی

کہون مین فیل سیہ مست کو ترے شب قدر
اور اُسپہ ہودج زرین مہ درخشان ہی

سوار ہو تو عماری فیل مین جو کبھی
تو کیسے برج شرف مین یہ ماہ تابان ہی

یہ جلد رو ہی کہ پل مین نگہ سے غائب ہو
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہی

کریگا نفی عدو کو ترے وہ ثابت ہی
کہ دونون دانتون سے اُسکے جولا نمایان ہی

دعا کے واسطے گویا اُٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اُسکے بیان تجھسے غیر امکان ہی

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
بہار لطف سے جبتک جہان گلستان ہی

ریاض دہر مین جب تک رہے گل خورشید
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہی

دکھائی دے گل رعنا کی طرح تا شب و روز
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہی

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر
اگر یہ ہی چمنستان وہ سنبلستان ہی

رہین فلک پہ یہ جب تک ثوابت و سیار
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہی

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہی

سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ
ہلال و مہر مین تا لطف گو و چوگان ہی

الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر
زمین پہ تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی

رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی

## تلوار کی تعریف

نکلی غلاف نور سے تفسیر جوہری
یا آ کے دست بوس سلیمان ہوئی پری
یا حجلے سے عروس نے کی جلوہ گستری
یا ہی یہ شاخ میوۂ طوبیٰ ہری بھری

اِس ہاتھ سے مرادین تھین جو جو وہ مل گئین
باچھین خوشی سے تیغ کے قبضے کی کھل گئین

شاخ نیام سے ہوا اس طرح پھل جدا
پیرون کے قد سے جیسے جوانی کا بل جدا
ہستی جدا زمین پہ تڑپی اجل جدا
خنجر جدا افلاک پہ گرا اور زحل جدا
غل تھا کہ اب مصالحۂ جسم و جان نہین
لو تیغ برق دم کا قدم درمیان نہین

سیدھی ہوئی جو تیغ تو لشکر الٹ گیا
میدان سے پاؤن جینے سے دل سبکا ہٹ گیا
سب ڈر رہے تھے زور کو وان سن بھی گھٹ گیا
مانند نافہ خوف سے سینہ سمٹ گیا
بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لونگی مین
بُرّش یکاری تو بہ ٹھہرنے ندونگی مین

پھل وزن مین تھا پھول تجلی مین نخل طور
گرمی مین محض نار تو نرمی مین صاف نور
آسیب سایہ چال پری قبضہ چشم حور
خود لہر آب زہر تڑپ قہر شور صور
یون دفعتہ زمین سے گئی آسمان پہ
جس طرح غصہ آئے کسی ناتوان پہ

پھر تو پکار رہتی یہ ادھر وہ ادھر گرا
وہ نیچہ وہ ہاتھ وہ خود اور وہ سر گرا
بن بن کے برق سایۂ تیغ ظفر گرا
وان مورچے سے باپ اٹھایان پسر گرا
گر گر کے سر یہ رن مین برابر طپان ہوئے
جو رن مین سرزمین کے معنی عیان ہوئے

کاٹا پلک مین آنکھ کو پتلی مین نور کو
پاؤن مین کجروی کو سرون مین غرور کو
سینے مین بغض و کینہ کو دل مین فتور کو
نیت مین معصیت کو طبیعت مین زور کو
ذات اک طرف مٹا دیا بالکل صفات کو
کیسی زبان زبان مین یہ کاٹ آئی بات کو

## صفت تلوار

یہ کہکے لی نیام سے تیغ شرر فشان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظِ جہان
شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

ثابت ہوا کہ چہرۂ خورشید کٹ گیا
غل تھا کہ فوج شام کا دفتر اُلٹ گیا

بجلی چمک کے ہوتی تھی جب آسمان کے پار
زیرِ زمین تو گاؤ زمین کو نہ تھا قرار
پڑھتا تھا عرش آیۂ کرسی کو بار بار
تھرا رہا تھا ثور فلک وقت گیر و دار

غل تھا علیؑ کی تیغ کا سب رنگ ڈھنگ ہے
جبریل کانپتے تھے کہ خیبر کی جنگ ہے

اقبال و تندرستی و آسایش و قرار
علم و سکون و راحت و آرام و اختیار
امن و امان و صبر و توانائی و وقار
رعب و ثبات و سرکشی و قدر و اقتدار

آثار قہر حق انھین معلوم ہو گئے
سب تیغ کے چمکتے ہی معدوم ہو گئے

غل تھا چمکتی آتی ہے تیغ اجل چلو
دب کر صدا غرور نے دی سر کے بل چلو
ڈر کر کہا امان نے کہ قبل از جدل چلو
بولی سلامتی کہ سلامت نکل چلو

دریا بہیگا خون کا کنارے فرات کے
دم بھر مین بند ہونگے کوچے نجات کے

چھا دونِ سیہ شامیون کی اُدھر چھا گئی گھٹا
ایسا بڑھا یہ ابر کہ شرما گئی گھٹا
دریا پہ جھوم جھوم کے سب آ گئی گھٹا
باران تیر دشت مین برسا گئی گھٹا

کشتون کو اپنی فوج عدو روندنے لگی
جنگل مین برق قہر خدا کوندنے لگی

چمکی جو تیغ آمدِ قہرِ خدا ہوئی
سر پر جو آ گئی تو قیامت بپا ہوئی

سینے سے روح جسم سے گردن جدا ہوئی
خون مین ڈوبچکی تو نہ پھر آشنا ہوئی
باڑھ اس غضب کی وار وہ اُس ورو شور کا
دشمن کو اُسکا وار کنارہ تھا گور کا

بسم اللہ صحیفۂ جرأت تھی اُسکی تاب
جو ہر مین آبرو مین صالت مین انتخاب
ماشند ذو الفقار گران قدر ولاجواب
وہ قد وہ خم وہ منھ کی صفائی وہ آب و تاب
اُترے جگر سے جسکے اُسی کو خبر نہو
کاٹے گلے ہزار کے اور خون مین تر نہو

گوپال و تیغ و خنجر و گرز و سنان و تیر
دو دو تھے پیش آئینۂ تیغ بے نظیر
دم مین یہ صعت تمام اُدھر کا پرا اخیر
آفت کا معرکہ تھا قیامت کی دار و گیر
اُڑ کر بھی مرغ روح کا بچنا محال تھا
جو ہر حسام مین تھے کہ لوہے کا حال تھا

یون مورچون کو چاٹ گئی تیغ شعلہ رنگ
لوہے کو خاک شور مین کھا جائے جیسے زنگ
کمرون سے کچھ نہ سکتے تھے خنجر میان جنگ
جوشن جو کٹ گئے تھے تو چار آئنے تھے ونگ
تلوارین منھ چھپائے تھین ضرب درشت سے
ڈھالین لپٹ گئی تھین سوارون کی پشت سے

گرتی تھی کوند کر جو وہ برق شرارہ ریز
دوزخ کھلا تھا بند تھے سب کوچۂ گریز
چلنے مین تیغ تیز فرس تیز ہاتھ تیز
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ ستیز
کشتہ ہین ایک ضرب مین دو ہون کہ چار ہون
ششدر تھے سب کہ موت سے کیونکر دوچار ہون

کاٹی سپر تو کاسۂ سر تک پہونچ گئی
سر پر پڑی تو سر کے بر تک پہونچ گئی
برسے مثال برق جگر تک پہونچ گئی
پی کر لہو جگر کا کمر تک پہونچ گئی

بڑھکر کے سے زین پہ آئی سے رنگ کے
ٹکڑے گرے نہ تھے کہ یہ نیچے تھی تنگ کے

نکلا اُدھر سے جو وہ اجل کا شکار تھا
پیدل ہو یا سوار ہو یہ دو وہ چار تھا
کوسون لہو سے دشت ستم لالہ زار تھا
بجلی چمک رہی تھی فرس بیقرار تھا

کیا ہو زرہ سے ضرب جب ایسی کڑی لگے
سر یون برس رہے تھے کہ جیسے جھڑی لگے

## صفت تلوار

ہی وصف تیغ مین سپر انداختہ زبان
کٹ کٹکے حرف آتے ہین لب پر دم بیان
مضمون ہی مثل برق جہندہ شرر فشان
پیدا صریر کلک سے ہی شور الامان

کیونکر کوئی لکھے جو مجال رقم نہو
خامہ کو خوف ہی کہ زبان پھر قلم نہو

قد کتنا خوشنما ہی بدن کس قدر ہی گول
جو ہر شناس ہی تو لے موتیون مین تول
مفتاح فتح ہی درِ نصرت کو اس سے کھول
وہ تیغ ہی خراج صفاہان ہی جسکا مول

اشراف کا بناؤ رئیسون کی شان ہی
شاہون کی آبرو ہی سپاہی کی جان ہی

دلسوز و شعلہ خو و سرانداز و جانگداز
لشکر کش و شکست رسان و ظفر نواز
خونخوار و کج ادا و دل آزار و سرفراز
حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز

سچ اُسکی ہی پسند جہان گو سجی نہ ہو
معشوق پن نہین اگر اتنی کجی نہ ہو

پشتہ وہ اُسکا اور وہ بار یکی خمیر
کس بل مین بیمثال اصالت مین بے نظیر
جنگ آزما خراج ستانندہ ملکگیر
گیتی نوردو بادیہ پیما فلک مسیر

اُسکا جلال خلق مین کسپر جلی نہین
کوچہ وہ کونسا ہی جہان وہ چلی نہین

چھوڑے اگر شعاع کی چلمن نہ آفتاب
آفت کا دم ہی قہر کی تیزی غضب کی تاب
کیا تاب ہی کہ لا سکے اُسکی چمک کی تاب
دشمن اُسے جو رات کو دیکھے میان خواب

بھاگے ہزار وہ پہ نہ پائے مفر کہین
بستر پہ تن کہین ہو دم صبح سر کہین

## صفت ڈھال

ہی دوش صبح عید شب قدر ہی سپر
اک ماہ نو تو چار ستارے ہین جلوہ گر
قدرت کی ہی بہار اُدھر شب اِدھر سحر
گویا دُلھن بنی ہوئی ہی لیلی ظفر

جو خوبیان کہ چاہیین وہ سب حصول ہین
معشوق سبزہ رنگ کے دامن مین پھول ہین

## صفت اسپ

لکھتا ہی اب کمیت قلم سرعت سمند
نازک مزاج خوش قد و طناز و سربلند
آہو شکار شیر طبیعت وغا پسند
وہ پیش و پس وہ سُم وہ کنوتی وہ جوڑ بند

اُتری تھی اک پری فرس تند خو تھا
سرعت بھری ہوئی تھی رگون مین لہو تھا

## صفت صبح

وہ صبح اور وہ چھاؤن ستارونکی اور وہ نور
پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظہور
دیکھے تو غش کرے ارنی گوے کوہ طور
وہ جا بجا درختون پہ تسبیح خوان طیور

گلشن خجل تھے وادی مینو اساس سے
جنگل تھا سب بسا ہوا پھولون کی باس سے

ٹھنڈی ہوائیں سبزۂ صحرا کی وہ لہک
وہ جھومنا درختوں کا پھولوں کی وہ مہک
شرمائے جس سے اطلس زنگاری فلک
ہر برگ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک
ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

قربان صنعت قلم آفریدگار
عاجز ہے فکرت شعرائے ہنر شعار
تھی ہر ورق پہ صنعت ترجیع آشکار
ان صنعتوں کو پائے کہاں عقل سادہ کار
عالم تھا محو قدرت رب العباد پر
مینا کیا تھا وادی مینو سواد پر

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا
وہ جوشش گل وہ نالۂ مرغان خوش نوا
دراج و کبک و تیہو و طاؤس کی صدا
سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبد گلفروش تھے

وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
پھولوں پہ جا بجا وہ گہرہائے آبدار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
خواہاں تھے نخل گلشن زہرا جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم
کوکو کا شور نالۂ حق سرہ کی دھوم
جاری تھے وہ جو انکی عبادت کے تھے رسوم
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے رب علا کی حمد
ہر خار کو بھی نوک زباں تھی خدا کی حمد

## صفت گرمی

گرمی کا زور جنگ کی کیونکر کرون بیان
ڈر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان
وہ لون کہ الحذر وہ حرارت کہ الاماں
رن کی زمین تو سرخ تھی اور زرد آسمان
آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

وہ لون وہ آفتاب کی حدت وہ تاب و تب
کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب
خیمے جو تھے حبابون کے تپتے تھے سب کے سب
اُڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

کوسون کسی شجر مین نہ گل تھے نہ برگ و بار
اک ایک نخل جل رہا تھا صورت چنار
ہنستا تھا کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ باردار
گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثل چہرۂ مدقوق زرد تھے

جھیلون سے چارپائے نہ اُٹھتے تھے تا بہ شام
مسکن مین مچھلیون کے سمندر کا تھا مقام
آہو جو کاہلے تھے تو چیتے سیاہ فام
پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثل موم خام
سرخی اُڑی تھی پھول سے سبزی گیاہ سے
پانی کنوین مین اُترا تھا سایہ کی چاہ سے

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے
آہو نہ منھ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے
گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گمان
انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشان

منھ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زبان — تہ پر تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جان

پانی تھا آگ گرمیِ روزِ حساب تھی
ماہی جو سیخ آب تک آئی کباب تھی

آبِ رواں سے منھ نہ اٹھاتے تھے جانور — جنگل میں اڑتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر — خسخانہ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

آئینۂ فلک کو نہ تھی تابِ تپ کی تاب — چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب — کافورِ صبح ڈھونڈھتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخِ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

## شہر آشوب

پردۂ چشم ہے پھر غیرتِ دامانِ سحاب — آستین اشک سے ہے رشکِ جیبِ گرداب
شب کو ہے چشم ہے سیارہ سے چشم بیخواب — دن کو پہلو میں ہے دل فرطِ قلق سے بیتاب

باز از ہر سخنم بوے جنون مے آید
باز آہ از جگرم غرقِ بخون مے آید

نامۂ کہنہ کیا گردشِ افلاک نے طے — نہ سکندر ہے نہ دارا ہے نہ جمشید نہ کے
فرصتِ وقت غنیمت ہے یہی جو دم ہے — دم میں پھر ہم ہیں نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مے

صحبتِ ہمنفسانِ طرب آمادہ کجا
بعد ازیں بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا

تن ہے تعمیرِ سرِ رہگذرِ سیلِ فنا — دم کی ہے آمد و شد سینہ میں ہمرنگ ہوا

نقش بر آب ہون ہستی کا مری وقفا کیا
موج بیتاب ہون ہی مختلف احوال مرا

گہ تف برق وگہے ابر ترم ساختہ اند
ہر زمانے بصفات دگرم ساختہ اند

گر کرون سر بسر آشفتہ سری اپنی بیان
حال سوز غم دل لاؤن اگر تا بزبان
مو بمو ہو سبب درد سر زلف بتان
ہو شرر ریز نفس موج ہو شعلہ افشان

نو بنو ہر نفسم داغ کہن میسوزد
آتش از گرمی ہنگامۂ من میسوزد

حال سوز غم پنہان کو کرون گر تحریر
اک خموشی ہی مری لاکھ زبان کی تقریر
دے انا البرق کی آواز قلم جائے صریر
بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر

پاس ناموس جنون درس سکوتم داد است
گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است

کب چھپائے سے چھپے حال دل غم پرورد
نہ کوئی مونس عزلت ہی نہ کوئی ہمدرد
ترجمان راز نہان کا ہی مرا چہرۂ زرد
روبرو بیٹھ کے جسکے کوئی دم بادم سرد

نفس غم بندم و بر حسرت دیدن گریم
حال دل گویم و بر حال شنیدن گریم

نہ وہ طاقت ہی کہ روکے مژہ کی خونباری
منزلون دور رہا مرحلہ خودداری
نہ وہ دل ہی کہ کرے ضبط فغان زاری
الغرض بیخودی از بسکہ ہوئی ہی طاری

میزنم خوش بجگر خنجر و آزاری نیست
میتوان یافت کہ با خویشتنم کاری نیست

رنج ناکامی طالع ہی مرا کام روا
کیا کہون جب سے مخالف ہی زمانے کی ہوا
دردمندی جسے کہتے ہین وہ ہی میری دوا
چشم بینا نظر آتی ہی نہ گوش شنوا

دردم افسانہ شد و تا بشنیدن نرسید
حیرتم آئنہ گردید و بدیدن نرسید

آبلے سے بھی طبیعت ہے مری نازک تر
مثل نکہت مجھے برباد کرے باد سحر

کم دماغی مین مقابل مرے گل ہے پتھر
سنگ ہے میری جبین پر اثر صندل تر

خون گشتہ گرمی صحبت دل ناکام مرا
محو سازد ز نگین موج صفا نام مرا

مین وہ ہون سوختہ قسمت کہ ہے چرخ کہن
داغ دل آتش سوزان ہے تو سینہ گلخن

مشعل برق مرے دود جگر سے روشن
کاش جلکر کہین برباد ہو خاکستر تن

چند سوزم ز غم و چند گدازم یارب
بخت ناساز بدل سوز چہ سازم یارب

سوزش غم نے کیا بسکہ عناصر مین فتور
مجھسے پروانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور

تاب سے خون شعلۂ سرکش ہے رگونمین مستور
گرم ہنگامہ سمندر کا نہو میرے حضور

جانم آتش تنم آتش دل جانکم آتش
آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش

دل نہ حسرت کش ساقی ہے نہ لب تشنۂ جام
داغ حسرت ہون مرا سینہ [illegible]

راحتین روح کو درکار نہ جی کو آرام
محفل عیش و طرب مین مرا عیشی کیا کام

از غم خون جگر بادہ بجام است مرا
صحبتے با غم دل عیش تمام است مرا

## قصیدۂ مدحیہ جناب رابرٹ ہنری ڈیوس صاحب نائٹ کمینڈر اسٹار آف انڈیا سابق چیف کمشنر بہادر ملک اودھ دام اقبالہ

ای بحر فیض و کان عطا ای سحاب علم ای کوکب سپہر ذکا آفتاب علم
کیون یوسف زمانہ نہ سب آپ کو کہین شکل زلیخا دیکھین جو عہد و شباب علم
تصویر خلق و ہمت و جرأت یہ شکل ہی رخ سے عیان ہی مہر صفت آب و تاب علم
ہر حرف ایک دفتر حکمت ہی آپ کا ہر نکتہ اک کلام ہی اک اک کتاب علم
ہر طفل کو کمال ارسطو نصیب ہی ای چرخ پیر دیکھ یہ عہد شباب علم
ای فہم ہان یہ طرز بیان یادگار ہی ای نطق سن سلے یہ سخن لاجواب علم
بولی خرد جمال مبارک کو دیکھکر قسمت سے راست آئی ہی تعبیر خواب علم
ہی علم بے مثال تو خود بے نظیر ہین علم آپ کا جواب ہی خود ہین جواب علم
ہی یہ کلام جس سے معطر مشام ہین یا کھل گیا قرابۂ عطر گلاب علم
یہ قدر ہی جسے خلعت حکمت کو ناز ہی ہی عقل پاک پایۂ فخر خطاب علم
ہی جشن عیش عقل خوشی کا وفور ہی کیا چل رہا ہی دورۂ جام شراب علم
پھیلی ہین چار سمت شعاعین علوم کی ہی آج کل ستارۂ ہند آفتاب علم
حکمت کو کسکی رائے سے درس خرد ملا دکھلائی کسنے عقل کو راہ صواب علم
زین سمند عقل کو زینت یہ کسنے دی دولت نے کیون یہ فخر سے تھامی رکاب علم
دعوت مین کسکے بخت نے روز ازل چنے حکمت کے نقل عمدہ و جام شراب علم
جب جائین ہم نہ تیری نظر کو ہو خیرگی ای آفتاب دیکھ رخ بے نقاب علم
کس عقل کل کا آج یہ جشن قدوم ہی کیون جوش پر ہی نغمۂ چنگ و رباب علم
اس رشک جم کے دیکھیے آثار تربیت مینو سواد ہو گیا شہر خراب علم
اللہ رے جوش بحر خرد جسکے فیض سے اک اک سپہر بنگیا اک اک حباب علم
کسب ضیا و نور سدا اس سے کرتے ہین مہر منیر عقل و خرد ماہتاب علم
سب ملک کسطرح نہو مداح آپ کا ہی بہرہ یاب عدل و کرم کامیاب علم

کسکے فروغِ عقل سے روشن نجوم ہین | پرتو ہی کسکی رائے کا نورِ شہابِ علم
پیرایۂ کمال کو کس سے کمال ہی | کس قد پہ ٹھیک قطع ہوے ہین ثیابِ علم
ہر سبز کشت و باغ حکم چار سمت ہین | کیا جوش پر ہی بارشِ فیضِ سحابِ علم
جو بات ہی وہ رد کش قند و نبات ہی | ہین شہد کام سمع سوال و جوابِ علم
پیر مغان کے فیض پہ نازان نکیون ہو سخن | پانی کے مول بکتی ہی یان اب شراب علم

اے شمس کر دعا کہ منور رہے سدا
یہ شمع طور عقل رسا آفتابِ علم

## غزل مصیبت آمیز

بجا ہی آنکھون سے گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈھل رہے ہین
لگی ہی اک آگ اپنے دل مین بدن سے شعلے نکل رہے ہین

کنارے دریا پہ پہونچ کے پانی نہین پیا ایک بوند اسنے
چڑھی ہی موجون کی ہسے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین

ریاضِ عالم مین جلوہ گر ہی عجیب نیرنگ بے ثباتی
ہوا سے ہلتے نہین ہین پتے درخت ہاتھون کو مل رہے ہین

کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو
کہ جا بجا پڑ رہی ہین ناندین ہوا سے مینڈھے اچھل رہے ہین

کبھی نہ بھکینگے جوش وحشت مین شب کو رستہ تمھارے وحشی
تمام صحرا مین روشنی ہی چراغ غولون کے جل رہے ہین

جنازہ میرا گلی مین آکی جو پہونچے ٹھہرا کے اتنا کہنا
اٹھانے والے ہوے ہین ماندے سو تھک کے کاندھا بدل رہے ہین

کہین کے نقطے اگر بنا ہین ہمارے دیوان مین کیا عجب ہی

طیور معنی مین ہی جو الفت ہم یہ دانہ بدل رہے ہین
یقین ہی ہمکو اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سے اپنے
کڑی ہی منزل جو ہمکو چلنی مکان سے کچھ دور چل رہے ہین
خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہمسے احوال جوش رقت
کنوئین ہین دو اپنے دیدۂ ترکہ دونون یکسان اُبل رہے ہین
محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے نگر عدم کا
حباب ہوتے نہین ہین پیدا یہ اُنکے خیمے نکل رہے ہین
بدن سے میرے جدا کیا ہی جو آج مقتل مین میرے سرکو
ہوے ہین کچھ شاد شاد ایسے کہ پیتر سے وہ بدل رہے ہین
یقین ہی خفت فشار مین ہو تہ زمین بعد مرگ اُنپر
جہان مین مصحف رخون سے برسون جو لوگ دست و بغل رہے ہین
لحد پر آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہی
تمام اعضا پڑے ہین بیحس مگر دل اُنکے اُچھل رہے ہین
تمہاری محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا
اگرچہ پہونچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین
خجل ہی گرمی سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچائین
عرق عرق ہی پرون سے اپنے ہزار پنکھے یہ جھل رہے ہین
نہین ہی تیرا غم جدائی یہ مرگ ہی بہر اہل عالم
وبا ہی پھیلی ہوئی جہان مین گھرون سے مردے نکل رہے ہین
سفر سے وہ شمع رو پھر آیا ہو ئین مرادین جہان کی حاصل
اسیر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہے ہین

## عشقِ حقیقی

سبز باغِ دہر مین برگ خزان ہوتا نہین ۔ پیر ہو کر پھر بشر کوئی جوان ہوتا نہین
ایک جاتا ہی تو آتا ہی عدم سے دوسرا ۔ اُسکی محفل کا کبھی خالی مکان ہوتا نہین
خاکساری کا جہان مین سب سے عالی رتبہ ہی ۔ یہ زمین وہ ہی کہ جسپر آسمان ہوتا نہین
دو قدم فرقت مین چلنا بھی خلافِ عقل ہی ۔ جسم مین اپنے لہو بھی اب روان ہوتا نہین
طاقتِ رفتار کسکو ضعف کا عالم یہ ہی ۔ آنکھ سے آنسو بھی اپنا اب روان ہوتا نہین
کیون نہ دل نالے کرے عمرِ روان کا کوچ ہی ۔ بے درا دنیا مین کوئی کاروان ہوتا نہین
سفلہ عالی مرتبہ بڑھنے سے پائے دخل کیا ۔ جادۂ پامال خطِ کہکشان ہوتا نہین
تیرے کوچے مین جو عاشق ہین عجب اسکا ہی کیا ۔ کس چمن مین بلبلون کا آشیان ہوتا نہین
دم بخود سوے عدم جاتے ہین لاکھون قافلے ۔ اس سفر مین کوئی زنگِ کاروان ہوتا نہین
غم کو ای جانِ حزین تو نعمتِ عظمیٰ سمجھ ۔ تنگ کوئی میہمان سے میزبان ہوتا نہین
اہلِ رفعت کے لیے برگشتگی بھی دور ہی ۔ گردشون سے پست کوئی آسمان ہوتا نہین
عاشقون کا دخل کیا سوزِ غمِ فرقت کیلے ۔ یہ وہ آتش ہی عیان جسکا دھوان ہوتا نہین
ظرف عالی ہو تو اعلیٰ سب سے بنجاتے ہین پست ۔ کس جگہ نیچے زمین کے آسمان ہوتا نہین
دولتِ دنیا کجا و ہمت و جرأت کجا ۔ شیر قالین فرش سے شیرِ ژیان ہوتا نہین
ہمکو وہ پوچھے تو باہر آپ سے ہو جائین ہم ۔ شکر کی جا ہی کہ ہمسے مہربان ہوتا نہین

## خدا کی یاد مین بیتابی

حالِ بیتابی عیان اشکون سے سب پر ہو گیا ۔ ترجمانِ دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا
اشک افشان قبر مین یہ دیدۂ تر ہو گیا ۔ بوریا زیرِ قدم پانی کی چادر ہو گیا
بحرِ عالم مین ہی آفت لازمِ اہلِ کمال ۔ ٹوٹنے کا خوف ہی قطرہ جو گوہر ہو گیا
جس جگہ مین صاف طینت ایک ہی پست و بلند ۔ آ گیا پانی جہان سطحہ برابر ہو گیا

مست ہوں اپنی نقاہت سے ہوا ہین ناتوان — سرپھرا میرا تو مجھکو دور ساغر ہو گیا

چشم پوشی کی اگر احباب نے پروا نہین — عین عریانی مین یان جامہ میسر ہو گیا

صبر کا کچھ حال طوفان حوادث مین نہ پوچھ — ایک خرمن تھا سو وہ بھی وقف صرصر ہو گیا

مردہ کچھ سنتا نہین چلا کے روتے ہین عزیز — دم مین کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا

قائل نیرنگی قدرت نہو کیونکر صدف — منھ مین پانی دانہ رزق مقدر ہو گیا

قدرت حق ہی ہمارے دل مین داغون کی بہار — کیا تماشا ہی کہ گلبن یہ صنوبر ہو گیا

موذیون کی پرورش ہی باعث آزار خلق — خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا

خاکساری سے نہین بہتر جہان مین منعمی — مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا

چرخ گردان ہی ترقی مین تنزل کو نہ بھول — ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا

رفتہ رفتہ محفل محبوب مین پہونچا رقیب — دخل اس ابلیس کا جنت مین کیونکر ہو گیا

اشک بے تاثیر سے بڑھتا ہی لوث معصیت — دیدۂ گریان سے دامن شمع کا تر ہو گیا

دیکھے پروانے جو گرد شمع یہ آیا خیال — مجتمع زیر علم جان باز لشکر ہو گیا

ہون وہ گلشن بچھ گئے جب نخل آندھی سے اسیر — مین یہ سمجھا باغ مین فرش مشجر ہو گیا

## خاکساری

بلندیون پہ ہو اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہی — پسند آئی فلک کو پستی وہ سرفرازی غبار مین ہی

خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی — ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی ہنسی شگاف مزار مین ہی

عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوئی مین ہین دو آفتین مقابل — بدن کو قید کفن ہی حاصل کفن جو قید مزار مین ہی

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا بغل مین ڈھیلے ہین سر پہ تختہ — سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی

فراغ زیر لحد کہان ہی وہان بھی تکلیف امتحان ہی — بدن تو اس درجہ ناتوان ہی زمین امید فشار مین ہی

پس از فنا رفعتین ہمین ہین نصیب عزتین بھی کم نہین ہین — زمین کے آغوش مین جو ہم ہین زمین فلک کے کنار مین ہی

نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہی تقدیر مین جو لکھا — سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہی

## ایضاً

بظاہر بیکسی گو غریبان پر برستی ہی
مگر زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہی

بُھلا دیتا ہی سب کچھ نشہ آپ آپ وہ اُسکی ہستی ہی
نہ اُسکو مَی پرستی جان واعظ حق پرستی ہی

خمیدہ کرتا ہی انسان کو جوہر شرافت کا
ادا الٹ جسمین ہوتی ہی وہی تلوار کستی ہی

پڑے پھرتے ہین شہرون شہرون ہم مارے آدا کی
ضعیفی ہین ہمین نامہ ہمارا چوبدستی ہی

اجل آنے کا ڈر ہی اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہی
جسے سب نیستی سمجھے ہوئے ہین عین ہستی ہی

ہمارے حرص کو دام قناعت مین پھنسایا ہی
جو ہی اقبال شاہی وہ مرے طالع کی پستی ہی

مدام آنکھین تری ہین مست چشم ای ساقی گلرو
ہمین بے بادہ و ساغر ہمیشہ جوش مستی ہی

تمھارے ہجر کا منھ اسطرح ہمکو رولاتا ہی
گھٹا ساون کی آکر زور سے جیسے برستی ہی

کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہی
یہ ویرانہ وہ ہی جسمین تمھاری یاد بستی ہی

فقیری مین مطیع اپنا کیا ہی بادشاہون کو
قوی اُنکی زبردستی پہ اپنی زیردستی ہی

قبول ایسے ہی مضمون گرم میرے لب تک آتے ہین
پھپھولے دل مین پڑتے ہین زبان میری جھلستی ہی

## فنا فی اللہ

اُلٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی سو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند
یعنے رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

حرف نہین جان بخشی مین اُسکی خوبی اپنی قسمت کی
ہمسے جو پہلے کہہ بھیجا سو مرنے کا پیغام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہی مختاری کی
چاہتے ہین سو آپ کرے ہین ہمکو عبث بدنام کیا

سارے رند او باش جہان کے تجھسے سجود مین رہتے ہین
بانکے ٹیڑھے ترچھے تیکھے سبکا تجھکو امام کیا

سرزد ہمسے بے ادبی تو وحشت مین بھی کم ہی ہوئی
کوسون اسکے اُودھر گئے پر سجدہ ہر ہر گام کیا

کسکا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہی کیا احرام
کوچے کے اسکے باشندون نے سبکو یہین سے سلام کیا

شیخ جو ہی مسجد مین ننگا رات کو تھا میخانے مین
جبہ خرقہ کرتا ٹوپی مستی مین انعام کیا

| | |
|---|---|
| کاش اب برقع منہ سے اُٹھا دے ورنہ پھر کیا حاصل ہی | آنکھ مُندے پر اُن نے دیدار کو اپنے عام کیا |
| یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی سو اتنا ہی | رات کو رو رو صبح کیا یا دنکو جون تون شام کیا |
| کام ہوے ہین سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت ہی | استغنا کی چوگنی اُن نے جون جون مین ابرام کیا |
| ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی | سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجکو رام کیا |
| میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اُن نے تو | قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کبکا ترک اسلام کیا |

## ہمہ اوست

جو عرش سے ہی فرش تلک وہ اُسی مین ہی دیکھ آنکھ کھولکر
کیا کیا نہین ہی اسمین کہ سب کچھ اسی مین ہی پر چاہیے نظر

دل اپنا پہلے زنگ کدورت سے صاف کر مانند آئنہ
پھر تو بغور دیکھ کہ اس آرسی مین ہی کیا حُسن جلوہ گر

پیدا نگاہ کر کہ تجلّی حُسن یار سب جا ہی آشکار
شعلہ سے طور کے نہین کم روشنی مین ہی ہر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین سر مارتا ہی تو سرگرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہی چھپا وہ تجھی مین ہی پر تو ہی بیخبر

جوش بہار حُسن ہی کس گل کی ای صبا ہی یہ جنون کا جوش
مصروف اس قدر جو گریبان دری مین ہی ہر غنچہ ہر سحر

ہی دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہی اگر مزا تو یہی زندگی مین ہی باقی ہی درد سر

ای خود پرست پوچھتا کیا ہی خدا کی راہ ہی وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہی اُس سے ہی دور تر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو

لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہی — ای سوختہ جگر
انشاے رازِ عشق نکر کہکے جی کی بات — پردہ ہی خوب ہی
جی ہی مین اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی مین ہی — خاموش ای ظفر

## خاکساری

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کے واسطے
تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے

شاخ گل نکلی ہی تیری کفش پا کے واسطے
باغ مین کنگھی اُگی زلفِ دوتا کے واسطے

کی سگِ جانان کے خاطر استخوان کی احتیاط
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کے واسطے

ہم فقیرون کی نہ کھائے سگ بھی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہون کی ہما کے واسطے

ہون وہ مسکین گر نہ آیا میکدے مین ایک دن
ہر سبو نے ہاتھ پھیلائے دعا کے واسطے

پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی مین رنگے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کے واسطے

کر دیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کے واسطے

اُسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہے جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کے واسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر لائی آنکھون مین پیون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کے واسطے

آرزو بس یہ رہے ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترکِ مدعا کے واسطے

ہو گوارا رنج اُنھین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتھ بندھوائین حسین رنگ حنا کے واسطے

روؤن جب دریا پہ اُسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کے واسطے

ہوکے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین راضی ہوا
سیکڑون منھ ہوگئے پیدا دعا کے واسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اُسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوئے عنقا ہما کے واسطے

تیری راہِ شوق مین اس درجہ لاغر ہوگیا
بن گیا مژگان مین چشم نقش پا کے واسطے

دستگیرون کا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اُٹھ سکتا نہین میرا عصا کے واسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریبِ نفس سے
دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہو چور چور / سنگ ہی سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی / استخوان تن سے نکل آئے ہما کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی / برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کے واسطے

اٹھ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون / برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

زندگی تک ہی یہان اہل سعادت کی بھی قدر / بعد مردن ہی مگس رانی ہما کے واسطے

انکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین / ہی حنا اس باغ مین بدیست و پا کے واسطے

بخشدے اپنے کرم سے ای خدا جرم وزیر / مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے

## مدح شاہ و تہنیت نوروز

ای شاہ جہانگیر جہان بخش جہاندار / ہی غیب سے ہر دم تجھے سب گونہ بشارت

جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو / تو وا کرے اس عقدہ کو سو بھی باشارت

ممکن ہی کرے خضر سکندر سے ترا ذکر / گر لب کو نہ دے چشمۂ حیوان سے طہارت

آصف کو سلیمان کی وزارت سے شرف تھا / ہی فخر سلیمان جو کرے تیری وزارت

ہی نقش مریدی ترا فرمان الہی / ہی داغ غلامی ترا توقیع امارت

ق تو آب سے گر سلب کرے طاقت سیلان / تو آگ سے گر دفع کرے تاب شرارت

ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا مین روانی / باقی نرہے آتش سوزان مین حرارت

ق ہی گرچہ مجھے نکتہ سرائی مین توغل / ہی گرچہ مجھے سحر طرازی مین مہارت

کیونکر نکرون مدح کو مین ختم دعا پر / قاصر ہی حکایت مین تری میری عبارت

نوروز ہی آج اور وہ دن ہی کہ ہوئے ہین / نظارگی صنعت حق اہل بصارت

تجکو شرف مہر جہانتاب مبارک / غالب کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت

## کیفیت فنا

سرائے ہستی سے ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا / سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا افلاک چمکا

جو ہو ملاقات کی تمنا ادھر کو تو بھی روان ہوا دل
سفر سے ممکن نہیں ہے پھرنا مسافران رہ عدم کا

گئے کچھ ایسے نہیں پتا ہے جو کوئی ڈھونڈھے کبھی بتائے
غبار رہ بانگ جرس تو یکسو نشان نہیں ایک کے قدم کا

ہوئے تلف تخت و تاج کیا کیا مٹے زر و مال کیسے کیسے
کہاں ہے وہ حشمت سکندر نشان کہیں کو کہیں ہے جم کا

نہیں ہے کوئی مرض سے خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
کوئی تپ لرزہ سے ہے مضطر کوئی ہے مبتلا وق و ورم کا

بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ ہے خشک دل ہے مردہ
الٰہی آ جائے کوئی جھونکا کسی نسیم مسیح دم کا

اگرچہ ماہ صیام ہے یہ پلا بھی جام شراب ساقی
ابھی تو ہیں چند روز روزے کسے بھروسا ہے ایکدم کا

رہ طلب میں تمھارے طالب ہوئے جو آوارہ ہو گئے آخر
تو سیر دیکھو کہ خاک سے بھی درخت پیدا ہوا قدم کا

وہ طبع عاشق میں تھی تلوّن رہا نہ دو دن بھی ایک مذہب
کبھی بنا دیر میں برہمن کبھی مجاور ہوا حرم کا

پکارتا ہوں یہ بتکدے میں خدا ہے واحد خدا ہے واحد
جواب دے مجکو ای برہمن تو منھ ہے تیرے کسی صنم کا

وہ بادہ کش ہوں کہ رعب سے اتقا نہیں محتسب پہ غالب
جو چھین لے مجسے جام آئے تو خشک ہو جائے ہاتھ جم کا

نجات دنیا کے مخمصوں سے ہیں نہیں کوئی دینے والا
دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہے تو اسکے دم کا

جہاں سے جو لوگ اٹھ گئے ہیں خبر ہو معلوم انکی کیونکر
کبھی نہ ہستی میں پھر کے آیا کوئی مسافر رہ عدم کا

ہوا ہے یہ حال زار اپنا کہ ایک شمہ کبھی جو لکھا
دوات کی آنکھ خون روئی فگار سینہ ہوا قلم کا

جو اپنے ساتھی تھے سب تمھارے کہاں ہیں کدھر کو ڈھونڈھیں
جگر کو دیتا ہے داغ فرقت جو نقش رستے میں ہے قدم کا

ذرا جو تیرا اشارہ پاؤں ابھی تہ تیغ سر جھکاؤں
ہزار جان سے ہوں میں تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا

پڑا ہوں پیر مغاں کے در پر یہاں سے جاؤں کہاں میں اٹھکر
ملے کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہے بیش و کم کا

گذر ہوا ہے جو میکدے میں ہے صید کرنے میں کیا تامل
اسیر بط ہے شراب کی یہ نہیں ہے طائر کوئی حرم کا

## صفت بہار

پھر شجر سر سبز ہیں کہتے ہیں آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون
دیکھیے کس کسکو دیوانہ بناتی ہے بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گریان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پتے سُرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سُرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر زینتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

غالب ہوجاتا ہی ابتر رنگ عاشق کی طرح
سُنتے ہی نام خزان کو سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہی کہ چھوڑے بے ہنسائے صبح کو
رات بھر غنچون کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین بے سبب آتی نہین
جوش وحشت کے ہین قصے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اوّل سے نہ کیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار

بلبلین ہوتی ہین خوش رنگینی گل دیکھکر
اپنے احسان چار دن سب پر جتاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنے دھیان آتا ہی اُسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہی بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

آمدِ فصل خزان ہی لطف رخصت ہی نسیم
چلیے اب سوے چمن سنتے ہین جاتی ہی بہار

## ثبوت توحید مین

٢

صبر و طاقت سے لیے جاتی ہی جدائی تیری
لوٹتا ہی مجھے قزاق رُبائی تیری

شدت غم مین تجلی نظر آئی تیری
دل جو ٹوٹا تو مجھے آواز سُنائی تیری

نہ تو جنت نہ جہنم کے ہین قائل ہم لوگ
وصل جنت ہی جہنم ہی جدائی تیری

قید کو طول نہین تن مین نہ گھبرا ای روح
اسی ہفتے مین ہو اک روز رہائی تیری

ہاہ اب میرے گلے کا نہوا ای طوق گران
جب تلک جسم مین طاقت تھی اُٹھائی تیری

بس اتنی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود
چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری

نہ تو آغاز ہی تیرا نہ تو انجام ترا
تھی ہمیشہ سے ہمیشہ ہی خدائی تیری

ولا خموش نہ لے اب بہت تعلی کی
یہ وقت وہ نہین جسمین کہ مست ہون معذور

تو ہم صفیر ہے نا نا کلیم و قدسی کا
مگر نہ شاہ جہان ہین نہ اکبر و تیمور

فروتنی سے جو کہنا ہو عرض کرلے تو
ہے جسطرح سے جہان مین عوام کا دستور

## التجا بانجاح مرام

ای شہنشاہ فلک منظر بیمثل و نظیر
ای جہاندار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل

پاؤن سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل

تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل

تجھسے عالم پہ کھلا رابطۂ قرب کلیم
تجھسے دنیا مین بچھا مائدۂ بذل خلیل

بسخن اوج دہ مرتبۂ معنی و لفظ
بکرم داغ نہ ناصیۂ قلزم و نیل

تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توقیر
تا ترے عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین
تیری بخشش مری انجاح مقاصد کی کفیل

تیرا اقبال ترحم مرے جینے کی نوید
تیرا انداز تغافل مرے مرنے کی دلیل

بخت ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھکو امان
چرخ کجباز نے چاہا کہ کرے مجھکو ذلیل

پیچھے ڈالی ہے سر رشتۂ اوقات مین گانٹھ
پہلے ٹھونکی ہے بن ناخن تدبیر مین کیل

تپش دل نہین بے رابطۂ خوف عظیم
کشش دم نہین بے ضابطۂ جر ثقیل

[illegible] سے مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی
غم گیتی سے مرا سینہ عمر کی زنبیل

فکر میری گہر اندوز اشارات کثیر
کلک میری رقم آموز عبارات قلیل

میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح
میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل

نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف
جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل

قبلۂ کون و مکان خستہ نوازی مین یہ دیر
کعبۂ امن و امان عقدہ کشائی مین یہ ڈھیل

## انقلاب زمانہ

تم رنگ ہو سخن مین تم پھول ہو چمن مین — تم روح ہو بدن مین تم شمع انجمن مین
انسے ہوئی جدائی تقدیر کی برائی — بے موت موت آئی فرقت ہی روح و تن مین
رونق جو تھی گلون کی سب ہوگئی وہ مٹی — انکی نظر جو بدلی خاک اڑگئی چمن مین
جب یار سے ملا مین غمگین تھا خوش ہوا مین — مردہ تھا جی اٹھا مین جان آگئی بدن مین
گھر کر سحاب آیا نہرون مین آب آیا — دور شراب آیا رندو چلو چمن مین
پائی امید بستہ آفت مین جان خستہ — دل کشتی شکستہ دریائے موج خون مین
بنیا یہ ہی نمایان انجام اہل امکان — گریان ہی شمع سوزان شادی کی انجمن مین
مرد جلیل ہون مین الا ذلیل ہون مین — تیغ اصیل ہون مین لیکن ہون بستہ زن مین
کیا چرخ کی جفا ہی اس وجہ دل بیا ہی — انگشت آسیا ہی افسوس سے دہن مین
شعر اسکے جب نہ بھائے لفظ انمین کچھ بنائے — پیوند نو لگائے پیراہن کہن مین
تم سیر کو جو آتے اک طرفہ گل کھلاتے — پھولے نہ پھر سماتے گل اپنے پیرہن مین
زندہ سخن ہی ہر دم اسکے جو موت کیا غم — ہی ذکر خیر جا تم اب تک ہر انجمن مین
تاب سخن کہان ہی اسکو جو بے مکان ہی — گویائی زبان ہی جبتک کہ ہی دہن مین
خاموش اسیر ہر دم رہتا ہون مثل خاتم — ہون نامدار عالم پر مہر ہی دہن مین

## برات تہمت معذرت

منظور ہی گزارش احوال واقعی — اپنا بیان حسن طبیعت نہین مجھے
سو پشت سے ہی پیشۂ آبا سپہگری — کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہین مجھے
آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہی صلح کل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے
کیا کم ہی یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہون — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہین مجھے
استاد شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال — یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہین مجھے

جام جہان نما ہی شہنشاہ کا ضمیر
سوگند اور گواہ کی حاجت نہین مجھے

مین کون اور ریختہ ہان اس سے مدعا
جز انبساط خاطر حضرت نہین مجھے

سہرا لکھا گیا ز رہ امتثال امر
دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہین مجھے

مقطع مین آپڑی ہی سخن گسترانہ بات
مقصود اُس سے قطع محبت نہین مجھے

روے سخن کسیکی طرف ہو تو روسیاہ
سودا نہین جنون نہین وحشت نہین مجھے

قسمت بُری سہی پہ طبیعت بُری نہین
ہی شکر کی جگہ کہ شکایت نہین مجھے

صادق ہون اپنے قول مین غالب خدا گواہ
کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے

## خداجوئی

نہ درویشون کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانا
مجھے تو ہوش دے اتنا رہون مین تجھپہ دیوانا

کتابون مین دھرا ہی کیا بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالین
ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہی تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن مین
دیے جا ساقی پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا

نہ دیکھا وہ کہین جلوہ جو دیکھا خانۂ دل مین
بہت مسجد مین سر مارا بہت سا ڈھونڈھا بتخانا

کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہونچون
طریق پارسائی ہووے یا ہو راہ رندانا

یہ ساری آمد و شد ہی نفس کی آمد و شد پر
اسی تک آنا جانا ہی نہ پھر آنا نہ پھر جانا

ظفر وہ زاہد بے درد کی ہو حق سے بہتر ہی
کرے گر رند دردِ دل سے ہاؤ ہو کے مستانا

## گھوڑے کی تعریف

ہلال آسمان نجاے نعل اشہب خامہ
ملادے عرش سے ڈانڈا مرا زور سخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندھون مین
فضاے لامکان ہو صفحہ کی کاغذ کی طولانی

وہ گھوڑے اسکے ہین چالاک کچھ ٹھہرین تو کچھ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندھ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنکے نقرۂ مہتاب داغی ہو
مثال ابلق ایام صورت انکی نورانی

قدم کا وا ایڑن میٹھی پوئی دوڑنا جمنا
ہین سب ابراہیمن مین گھر کی اور تازی اسکے لاثانی

اشارہ سمند و یکم عرش ولیس بھاری کمر نازک
زرا سی تھوتھنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی

بلا کا کھچنا ہی آفت کا کنڈا کرنا ہی اُسکا
کریں خرہ دانی دُم سے اپنے چہرے کی مگس رانی

وہ چوکنی انھیں ہی تازیانہ دُم کا چھو جانا
کھٹک تیتے کی ہی انکو کنوتی اُنکی لحبانی

قدم باز ایسے گویا زیر پا مواج دریا ہی
سبک تیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

اشاروں پر چلا کرتے ہیں شائستہ گھوڑے ہیں
کہ صورت اُنکی حیوانی ہی سیرت اُنکی انسانی

طرارہ بھر کے نارا آئے ہیں تا ہیں شیر گردوں کو
نشان ہیں اُنکے سُم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انھیں آتش کے پر کالوں میں ہی بجلی کی جولانی
ہوا چھوتی نہیں ممکن ہی انپر کب ہوا پانی

سمجھ کر موقلم کو تازیانہ صاف اُڑ جائیں
مرقع میں اگر کھینچے انھیں بہزاد یا مانی

لاآلی سخن نجا ئیں ہو نٹھوں پر دُر غلطان
کریں آقا سے نعمت پیٹھ پر اُنکی جولسانی

کہیں شیریں ادا سے میٹھی بولی ہیں جو کردوے ہوں
یہ سب نقل کو اک سیکھے ہوں یک بیا بانی

اشاروں میں اُڑیں اُڑ کر کبھی جوں چیہ اتریں
معاذ اللہ براق انکو نہ سمجھے کوئی دہقانی

یہی ثابت ہو جاتا ہی ہوا پرا بر کا لکہ
چڑھے اُنپر جو کوئی اور جھکا بارش ہیں بارانی

جو نکلے جیم منہ سے چین میں تو لام لندن میں
سوار اُنسے فرا جل کہکے دیکھے اُنکی جولانی

خبر پیچھے پڑی رہتی ہی وہ آگے پہونچتے ہیں
بنی ہی تار برقی سے دُم اُنکی میں نے پہچانی

ہوا جس طور بادل کو اُڑا لیجاتی ہی کو سوں
وہ دیوں ہیں بگھیوں کو کھینچ لیجاتے باسانی

کلیں ہیں یا کہ گھوڑے ریل ہی سج گاڑی ہی
پری ہر باد یا ہی بگھیاں تخت سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہیں یہ یا فرشتے ہیں
آلہی بگھیاں ہیں یا سڑک پر نور ثانی

سڑک پر نعل سے رہتے ہیں آتش زیر پا گھوڑے
دُخانی کشتیوں کا بگھیوں سے ہی جگر پانی

شاعر استاد روزگار

حبذا ای جوشش دریاے کرم
مرحبا ای بحر بخشش کے گہر

شمع کی صورت ہی میرا حال زار — چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر
شعر سے بازار میرا گرم تھا — کھوٹے داموں اب بکا میرا ہنر
شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ — بخت واژون نے بٹھایا خاک پر
شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہ — اب وہی سکے ہوے داغ جگر
شعر سے میرے منور تھا جہان — اب سیہ بخت اور مین آٹھون پہر
شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہ — اب گرا آنکھون سے ہوکر در بدر
شعر سے مشہور تھا مین دور دور — دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر
بارور ہوکر ہوا مین سب پہ بار — کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
تجسا ممدوح اور مجسا مدح گو — پھر ہی جسپر پریشان اسقدر
چاک کی صورت نہین دم بھر قرار — گردشین سی گردشین ہین الحذر
ہون یہان بے خانمان و بے دیار — تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدھر
دیکھیے تلوار چلتی ہی تو کیا — قبضۂ مالک مین رہتی ہی مگر
[illegible] کاٹے نام ہو تلوار کا — [illegible] تو ہی [illegible] سرخرو مین ہون اگر
مانگتا ہون [illegible] قصیدہ کا صلہ — دوسرے سے کچھ نہ مانگون عمر بھر

## اشعار مختلف در بیان اعضا حسب ترتیب و رعایت سراپا

مجھ سا رستم ہی کوئی دنیا مین کہ انصاف کی — پاؤن کے نیچے زمین ہی آسمان بالاے سر
[illegible] سے غرور ہوتا ہی روشن طبع کو — شمع جلتی ہی تو ہوتا ہی دھوان بالاے سر
کبر انسان کو ہی لازم کس حقیقت پر بھلا — بعد مرنے کے پھریگا اک جہان بالاے سر
فصل گل آئی چمن مین کہ قیامت آئی — عندلیبون نے اٹھایا ہی گلستان سر پر
[illegible] کچھ دولت دنیا کو ولا — لیگیا تخت اٹھا کر نہ سلیمان سر پر
دنیا مین ہی غرور و تکبر ہنر کے ساتھ — ہی کونسا ہنر جو کرین بے ہنر دماغ

یہ سات عیب دولت بیگفتہ دیتے ہین | نخوت فساد کبر غضب شور و شر دماغ
لاغری سے بہت پریشان ہون | یہ مرے دست و پا ہین یا ہین بال
سرکش زمین پہ رکھتے نہین پانون کبر سے | مرنے کے بعد ہوگی غبار زمین جبین
ناتوانی کا برا ہو تجھے کیونکر دیکھون | بند آنکھین ہوئی جاتی ہین یہ ہین بار برد
رخ ہی والفجر اگر زلف ہی واللیل ای ماہ | سورۂ نور ہین دونون یہ طرحدار ابرو
فاقہ مستی مین ہر اک ماہ ہی ماہ رمضان | دیکھون ہر چاند مین تلوار ہین خمدار ابرو
ہی سیر ممکنات حقیقت کی آنکھ سے | کثرت کو دیکھتا ہون مین وحدت کی آنکھ سے
ناصر ہر ایک جنس سے ہی تو حقیر تر | ذرے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے
مرض منتظر ہی سے یہ نقاہت ہی مجھے | تل ہی پتلی کو گران آنکھ کو دوبھر پلکین
شال دون گل بادام سے جو آنکھون کو | کھون زر گل بادام ہین یہ خار مژہ
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہین واقف کوئی | جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہی کم ناک مین
ایک دن فرصت نہین ملتی ہی رونے سے کبھی | دم ہمارا لا رہے ہین کس طرح آنسو ناک مین
سنبلہ گیسوؤن پر قوس فدا ابرو پر | ماہ قربان جبین مہر نثار رخسار
اس غیرت قمر کے اگر دیکھ پائے ہونٹھ | لعل یمن بھی رشک سے اپنے چبائے ہونٹھ
کسکو ملا ہی اس دہن تنگ کا نشان | یہ وہم ہی جو ہمکو ہوا ہی خیال لب
ہنسی پہ آپ کی کیونکر فدا نہ ہون اختر | کہ ہین فروغ مین ایسے نزدون تمھارے دانت
بقول حضرت ناسخ حسام حسرت ہین | سنے ہین ہونٹھ چبانے کو بس ہمارے دانت
ای رشک گل سیاہ زبانون سے کر حذر | سوسن سے بار بار ملایا نہ کر زبان
مداح اس جناب کا ہون جسکی مدح مین | اکثر بنا کیے ورق ہر شجر زبان
جب خالق زبان و دہن کی صفت نہین | کس کام کی زبان ہی کس کام کا دہن
آنکھ لگتے ہی کنوئین سیکڑون آتے ہین نظر | چاہ مین اپنی دکھاتا ہی یہی خواب ذقن

نیک و بد کی ہو خبر کیا جو یہ ہو جائیں اصم | ہیں خبردار پڑے اپنے چپ و راس کے کان

حال اگر رونے کا میرے گوش زد ہو جائیگا | حلقۂ گرداب بنجائیگا بالا کان میں

دریا دلوں سے ڈرتے ہیں روشن ضمیر بھی | تھرائے کیوں نہ پانی میں شمع قمر کی لو

جلوہ افروز نئے رنگ سے ہر جا ہی وہ رخ | چشم ہفتاد و دو ملت کا تماشا ہی وہ رخ

ہزار حرف شکایت بھرے ہیں اے فریاد | خدا کو مان نہ کھلوا کہیں ہمارا منھ

کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منھ پر | یہ ہم تھے کہ گلا رکھدیا شمشیر کے منھ پر

آواز یہ ہوتی نہیں زنہار گلے میں | سمجھو نہ رگیں ساز کے ہیں تار گلے میں

لاغر ہیں ہم ایسے کہ نگل جائے جو چیونٹی | اٹکے نہ ہمارا یہ تن زار گلے میں

میں وہ سخن آرائے شہنشاہ جہاں ہوں | رعشہ مری ہیبت سے ہو فغفور کی گردن

وہ زشت بخت ہوں کہ ملائک کو بھی مرے | لکھنے کا پیش آئے جو کچھ کام دوش پر

نیکی مری تو نام بدوں کے کریں رقم | زشتی لکھیں بدوں کی مرے نام دوش پر

اے منعم غرور سخاوت نہ چاہیے | دو ہاتھ ہیں ہمارے خدا کے ہزار ہاتھ

دنیا میں ہاتھ پھیلتے ہیں پیٹ کے لیے | سائل کو اور کے لیے کرتے ہیں خوار ہاتھ

کیا کاسۂ حباب سے ہاتھ آیا موج کو | پھیلا کسی کے آگے نہ تو بار بار ہاتھ

سوز و گداز ہجر سے پہونچا یہ حال صبح | گلتے ہیں ہاتھ اور پگھلتی ہیں کہنیاں

قاصد اگر میں لکھوں حال غم فرقت کو | بار خط کا متحمل نہو تیرا پہونچا

ٹھیس ساغر کو لگی ٹوٹ گیا شیشۂ دل | دم فنا ہو گیا شیشے کو جو صدمہ پہونچا

شاید کہ گنج علم ہنر ہاتھ آئیگا | کھجلاتی ہیں جو آج ہماری ہتھیلیاں

مس کیا ہی خط کے دینے میں جو اسنے دستیار | شوق دل سے چومتا ہوں نامہ بر کی انگلیاں

گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا | جب ملیں جھککر ہوئیں پانچوں برابر انگلیاں

اسقدر تیری پھبتی کی ہوائیں بندھ گئیں | جو تری تعلیم پر آیا اڑا ہیں گھاٹیاں

یہ شغل عقد انامل ہے اسم اقدس کا
تمہاری یاد مین ہین صورت زبان پوری ین

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے
غوطہ گر مار سکے آب گہر مین ناخن

جلایاں تک تپ غم سے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈھے کوئی دل کو نہ پائے خاک سینے مین

مجھ وحشی کو تجھ سے ہے یہ شوق کہ ہر دم
دو چار تو ہین ہاتھ مین دو چار بغل مین

دل ستم زدہ و یاس وحسرت و ارمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سنی نہ ایک مری بات ہائے صد افسوس
سنایا حال دل اسکو ہزار پہلو مین

آیا ہے ہاتھ ہمکو یہ مضمون چراغ سے
روشن اسی کا نام رہے جو جلائے دل

بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
منھ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہے گا دل مین

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جو ہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

تھی تُسیر عرش اب ہیگی اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی ترٹپے یہ ہم
رفتہ رفتہ بنگیا چورا یا قصر خام روح

قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی
کیسی اسیر دام ہے رکھا ہے تن مین روح

دل صاف کر کہ جلوہ باطن نظر پڑے
آئی ہے دید حسن دکھانے بدن مین روح

کسقدر صاف ہے تمہارا پیٹ
صاف آئینے سا ہے سارا پیٹ

تیری ہی فکر رہتی ہے دن رات
جیتے جی تو نے ہمکو مارا پیٹ

روک لے اپنا قلم ای نادر شیرین بیان
نہین گنجائش توصیف اصلاناف مین

یون تو کرتا ہے ہین پوشیدہ نظر سے
ان لکھنے مین معلوم ہوئی میم کمر ناف

سنتا ہے ولا اہل جہان کی ہے یہ عادت
گر پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

بندھے ہوئے ہین کرورون گنہ کے پشتارے
وہ کیون نہو پیری مین پھر ہماری پیٹھ

آگے دنیا سے یہ تحفہ لیچلے ہم روسیاہ
ہین اعمال نامہ بار عصیان پیٹھ پر

گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو
ہم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر

جز قضا تاب ہی کسکو جو اُٹھائے ہمکو

اللہ رے شوق دشت نوردی کہ بعد مرگ

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل

پاک طینت سب چلین جس کی نخوتون سے ذکر کیا

چشم عبرت کیون نہ خون روئے کہ ہنگام خرام

زندگی بھر ایڑیان رگڑا کیے نکلا نہ دم

صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد

فرق دن رات کے مانند ہی ایمن انجن

نہ بناتا کبھی آئینہ حیرت افزا

اب تو شوکت نے ترے در پہ جمایا زانو

ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پائون

اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن زیر پا

نور کا ہوتا نہین زنہار مسکن زیر پا

ہر قدم کس کس کا آجاتا ہی مدفن زیر پا

واب مین دیکھین جو اُس رشک ملک کی ایڑیان

پائون صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان

کیون ملاتے ہو رُخ شمس و قمر سے تلوے

دیکھتا خواب مین تیرے جو سکندر تلوے